انداز حجابانہ
نورِ عروج
sidarts888
Urdu Novels Hub
www.urdunovelshub.com

اندازِ حجابانہ

نورِ عروج

"یہ کیا نمونہ ہے بھئی؟" وہ جو اتنے سارے لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر بری طرح گھبرا چکی تھی اس پر کانوں میں پڑتی سرگوشیوں نے مزید اسے پسینہ پسینہ کر دیا تھا۔

اس وقت اسے افسوس ہو رہا تھا آخر کیوں وہ ذو کی باتوں میں آ کر گھر سے باہر نکل آئی۔ لوگ اس پانچ فٹ سات انچ کی لڑکی کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے، بلیک جینز پر گھٹنوں تک آئی کھلی سی بلیک شرٹ پر بلیک سٹرا ہیٹ پہن رکھی تھی۔

چہرے کو چھپانے کے لیے ماسک لگا رکھا تھا تو گلے کے گرد مفلر نما کپڑا لپٹا تھا، آج اچھی خاصی گرمی تھی ایسے میں اسے یوں دیکھ کر سب کی حیرت تو بنتی تھی۔

"آج کل کی لڑکیوں کے اٹینشن لینے کے حربے ہیں اور کچھ نہیں" کچھ چہ مگوئیاں بڑھیں تو اس کی گھبراہٹ میں بھی اضافہ ہوا۔

اس کی پلس ریٹ گرنے لگی تھی، باڈی کا شوگر لیول لو ہونے لگا، جسم کے ہر مسام سے پسینہ پھوٹ رہا تھا جبکہ آنکھیں کہ گرد بھی اب اندھیرا سا چھانے لگا۔

"ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر ایمر جنسی" وہ اپنے آفس میں کسی مریض کے ساتھ مگن تھا جب اس کا اسسٹینٹ بھاگتا ہوا اندر آیا۔

"کیا پرابلم ہے بوبی؟ آپ کو معلوم ہے ناں یہ وقت پیشینٹس کا ہے" وہ سرد انداز میں بولا مگر مقابل ہی ات اس کے موڈ سے زیادہ اہم تھی۔

"ڈاکٹر بے بی کے ڈرائیور کا فون آیا، وہ گھر سے باہر مارکیٹ گئی تھیں وہیں نا جانے کیسے بے ہوش ہو کر گر گئیں" بوبی کے انکشاف پر اس کے ہاتھ سے سٹر یتھو سکوپ گرا تھا۔

"کیا؟؟؟؟ کہاں ہیں بٹر کپ؟ جلدی بولو" اس پل اس کا دل چاہا ساری دنیا ہلا دے۔

"انہیں ڈرائیور گھر لے گیا ہے" اس کی بات سنتے ہی بھاگتا ہوا وہاں سے نکلا، ہوسپٹل میں سب لوگ اپنے اس سنجیدہ اور سمجھدار سے ڈاکٹر کو یوں بدحواس دیکھ چونکے تھے۔

"بٹر کپ" وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا جہاں بستر پر وہ بے خبر سی لیٹی تھی جبکہ ذوہان کی سانسیں اسے یوں دیکھ کر اٹکنے لگی تھیں۔

"ذو۔۔۔" وہ آہستہ سے آنکھیں کھولتے بولی تو ذوہان کا دل سکون سے بھر گیا مطلب وہ ٹھیک تھی۔

"کیا تھا یہ سب بٹر کپ؟ کیوں گئیں آپ باہر وہ بھی بنا مجھے انفارم کیے" وہ ناراضگی کے سنگ بولا تو وہ بس خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔

"بتائیں ناں بڑکپ، کیوں گئی تھیں آپ باہر؟" وہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو فیس نہیں کر پاتی خاص کر زیادہ بھیڑ والی جگہ جا کر اس کی طبیعت ہمیشہ خراب ہو جاتی تھی۔

"آپ نے کہا تھا" سنجیدگی سے چند لفظی جواب دیے وہ پھر اسے دیکھنے لگی۔

"میں نے؟" ذوہان کو یاد آیا اس نے باتوں میں اسے چیلنج کیا تھا مگر اندازہ نہیں تھا وہ چیلنج کو سر پر سوار کر لے گی۔

"بڑکپ کاش آپ میری باقی باتیں بھی ایسے ہی مانتیں تو کیا ہی بات تھی" وہ گہرا سانس بھرتے بولا جبکہ مقابل بیٹھی نازک سی گڑیا اب ہاتھ میں پکڑے کی چین کی سمت متوجہ ہو چکی تھی۔

اس پورے عرصے میں وہ ایک لمحے کو بھی مسکرائی نہیں تھی، ذوہان یوسف اسے دیکھ کر رہ گیا، کتنی خواہش تھی اسے کہ اس کی بڑکپ بھی پٹر پٹر بولے، ہنسے کھیلے مگر۔۔۔

اس دن بھی ذوہان نے اس کے تنہا رہنے پر اسے چیلنج کر دیا کہ وہ اس کے بنا کچھ کر نہیں سکتی تب ہی وہ ضد میں آ کر اکیلی نکل گئی حالانکہ وہ یہاں کے بارے میں کچھ جانتی بھی نہیں تھی۔

"آپ کو راستوں کا تو علم نہیں تھا بڑکپ پھر آپ وہاں گئیں کس کے ساتھ تھیں؟" ذوہان جانتا تھا اسے خود ہی اسے بولنے پر مجبور کرنا ہو گا ورنہ وہ بات نہیں کرے گی۔۔

"گوگل میپ" سنجیدگی سے دو لفظی جواب دے کر وہ دوبارہ خاموش ہو چکی تھی۔

"افففف!جو بھی ہے مگر اب آپ دوبارہ یوں اکیلے باہر نہیں جائیں گی اوکے، آپ کو پاکستان کے حالات کا علم نہیں ہے، آپ کینیڈا کی طرح یہاں تنہا گھوم پھر نہیں سکتیں" اسے یہاں کے ماحول کا علم نہیں تھا اسی لیے ایسی غلطی کر گئی۔

"ہمم" بنا اسے دیکھے ہلکا سا ہنکارا بھرا۔

"اوکے چلیں آئیں میں آپ کے لیے نوڈلز بناتا ہوں، آپ کے فیورٹ والے" اس کا چھوٹا سا ہاتھ گرفت میں لیے ذوہان باہر نکل گیا۔

وہ چھوٹی سی لڑکی ذوہان یوسف کا سب کچھ تھی، اس پوری دنیا میں اس کا واحد رشتہ، وہ دونوں ایک دوسرے کی کل کائنات تھے، ذوہان نے آج تک اس کے لیے ہر کردار نبھایا تھا۔

ماں کا، باپ کا، دوست کا ہر وہ جذبہ، ہر وہ احساس جو ایک لڑکی مختلف رشتوں سے پاتی ہے وہ سب ذوہان یوسف عالم نے تنہا دُرِ نایاب ذوہان عالم کو دیا تھا، ہاں وہ چھوٹی سی لڑکی اس کی منکوحہ تھی، اس کی ملکیت مگر کیسے اس کے پیچھے ایک گہرا راز چھپا تھا۔

@@@@@@@@@@

"ڈاکٹر ذوہان کہاں ہیں؟" وہ کچھ فراغت ملنے پر ذوہان کے کیبن کی جانب آیا مگر وہاں اسے ناں پا کر حیرانی سے نرس سے پوچھا۔

"ڈاکٹر اسامہ ڈاکٹر ذوہاں کے گھر کچھ ایمرجنسی ہو گئی تھی تو وہ جلدی میں نکل گئے" نرس نے بھی اسے بھاگتے ہوئے آفس سے نکلتے دیکھا تھا۔

"ایمرجنسی" اسامہ فکر مند سا اپنے کیبن کی جانب مڑا ساتھ ہی جیب سے فون نکالتے ذوہان کو کال ملائی۔

"بٹر کپ میرے لیے کال پک کر دیں پلیز" ذوہان کے ہاتھ گندے تھے تب ہی اسے کہا جو خاموشی سے اس کے پاس کاوئٹر پر بیٹھی تھی۔

"ہیلو" اس کے کہنے پر دُرنایاب اس کی جیب سے موبائل نکال کر اوکے کرتے اس کے کان سے لگا گئی جو کال سننے کو اس کے قریب جھکا۔

"ذوہان کہاں ہے تو یار؟ نرس بتا رہی کوئی ایمرجنسی تھی جس کی وجہ سے تو گھر چلا گیا، سب ٹھیک ہے ناں؟" اسامہ اور ذوہان ایک ماہ پہلے ہی ہوسپٹل میں ملے تھے مگر ایک جیسی فطرت کے باعث دونوں میں جلد دوستی ہو گئی۔

"سب ٹھیک ہے اسامہ بس یہ میری بٹر کپ مجھے پریشان کرنا چاہ رہی تھیں، خیر اب سب انڈر کنٹرول ہے" اسے دیکھ کر نرمی سے کہا جو خود بھی خاموشی سے ذوہان کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا نایاب بھابھی کو؟ یار تو سہی سے بتاناں" اسامہ وہ واحد انسان تھا جس سے وہ درنایاب کے بارے میں بات کر لیتا تھا۔

"اسامہ۔۔۔" ذوہان نے تنبیہہ کی جس پر اسامہ بات سمجھ آتے ہنس دیا۔

ذوہان نے اسے منع کیا تھا نایاب کو بھابھی کہنے سے مگر وہ بعض نہیں آتا تھا۔

"تیرا دماغ خراب ہے میرا نہیں، وہ میری بھابھی ہیں سو میں یہی کہوں گا، خیر تو مت بتا میں شام میں خود چکر لگا کر پوچھ لوں گا" اسامہ اس کی سوچ سے بھی واقف تھا تب ہی ہمیشہ کی طرح اسے لتاڑا۔

"ڈھیٹ انسان خبردار یہاں آیا تو، میری بٹر کپ کو اجنبیوں سے ملنا پسند نہیں ہے" ذوہان سر جھٹک گیا جانتا تھا وہ ڈھیٹوں کا سردار ہے۔

"آپ کی بٹر کپ ابھی ہم سے ملی کہاں ہیں ڈاکٹر ذوہان، ایک بار مل لیا تو فین ہو جائیں گی تیرے بھائی کی" درِنایاب کو کوئی پرواہ نہیں تھی وہ دونوں کیا بات کر رہے ہیں ناں اس نے جاننا ضروری سمجھا تھا۔

"خوش فہمیاں، اب تم بیٹھ کر اپنے خیالی پلاؤ پکاؤ مجھے کام ہے، خدا حافظ" اسے ہری جھنڈی دکھاتے ذوہان فون بند کر گیا۔

"یہ لیں پرنسس، آپ کے نوڈلز تیار ہو گئے کھائیں اور بتائیں کیسے بنے ہیں" نوڈلز بنا کر اس کے سامنے رکھتے کہا تو وہ کانٹا اٹھاتے نوڈلز کھانے لگی۔

"یو آر دی بیسٹ شیف ان داورلڈ ذو" یہ وہ واحد طویل فقرہ تھا جو اس لڑکی کے منہ سے نکلتا تھا اور ذوہان اسی جملے کو سننے کی خاطر ہر روز اس کے لیے خود کھانا بناتا تھا۔

"آفکورس بیکاز آئی ایم دی شیف آف ورلڈز بیسٹ گرل" اس کی ناک کھینچ کر کریڈیٹ اسے دیا تو وہ بس دھیما سا مسکرا دی۔ ایک ایسی مسکراہٹ جسے آج تک صرف ذوہان یوسف نے دیکھا تھا۔

"بٹر کپ آپ نے کوئی فیصلہ کیا کس میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لینا چاہتی ہیں؟" اچانک یاد آنے پر ذوہان نے پوچھا جس پر نایاب کے ہاتھ سے کانٹا گرا تھا۔

"مجھے میڈیکل کالج نہیں جانا" سہمے سے لہجے میں کہا تو ذوہان گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"کیوں نہیں جانا یار؟ آپ ساری زندگی گھر میں بند رہ کر نہیں گزار سکتیں اور آپ جانتی ہیں ناں میں آپ کو وائٹ کوٹ میں دیکھنا چاہتا ہوں" ذوہان نے ہزار بار کی سمجھائی بات ایک بار پھر دہرائی۔

"ڈاکٹرز آر بیڈ" سختی سے آنکھیں میچے کہا۔

"کیوں بٹر کپ؟ آپ کے ذو بھی تو ڈاکٹر ہیں۔ کیا میں بیڈ ہوں؟" اس کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"وہاں اتنے لوگ ہوں گے" نیا مسئلہ پیش کیا گیا تھا۔ مٹھیاں سختی سے بینچے وہ اپنی بے چینی پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بٹر کپ، ہم انسان معاشرتی حیوان کہلاتے ہیں، ہم ساری دنیا سے کٹ کر نہیں رہ سکتے" ذوہان نرمی سے اس کی مٹھیاں تھام گیا۔

"یو آر مائی ورلڈ" نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر بولی تو ذوہان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"یو آر آلسو مائی ورلڈ بے بی، مگر ذوہان ہمیشہ نہیں ہو سکتا آپ کے ارد گرد۔ میں چاہتا ہوں میری بٹر کپ بہادر بن جائیں، ذو آپ کے ساتھ ہوں یا ناں ہوں آپ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکیں" اس کے ہاتھ چھوڑتے ذوہان اس کا چھوٹا سا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام گیا۔

"نو، آئی نیڈ مائی ذوفار ایور" اس کے گرد زور سے بازو حائل کرتے وہ اپنا چہرہ اس کے ساتھ لگا گئی۔ اس پانچ فٹ پانچ انچ کی چھوٹی سی لڑکی اس چھے فٹ کے توانا شخص کو قابو کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی تھی۔

"او کے او کے بٹر کپ میں کچھ نہیں کہہ رہا آپ رونا بند کریں شاباش" اپنے سینے پر نمی محسوس کرتے ذوہان بری طرح متاثر ہوا تھا تب ہی اسے خاموش کروانے کو اس کا سر سہلانے لگا۔

کیوں تھی وہ ایسی؟ آخر ایسی کیا وجہ تھی کہ وہ صرف ذوہان یوسف تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ کیوں گھبراتی تھی وہ بھیڑ کو دیکھ کر؟

@@@@@@@@

"سر ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" اس بدنام جگہ آنا اتنا حیرت انگیز نہیں تھا جتنا عادل جمال کا یہاں آنا غیر معمولی تھا۔ وہ بندہ کتنا اصول پسند تھا یہ محکمے کا ہر شخص جانتا تھا پھر اس کے اچانک یہاں آنے پر کامران کا چونکنا تو بنتا تھا۔

"مجھے سر کہنا بند کرو کامران، یہاں کسی کو بھی ہماری اصلیت پتا نہیں چلنی چاہیے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" عادل نے سخت تنبیہہ کرتی آواز میں کہا تو کامران جلدی سے سر ہلا گیا۔

"ج۔۔جی سر میرا مطلب عادل" مطلب وہ بندہ ایک کیس ختم ہوتے ہی دوسرے میں گھس گیا تھا، نا جانے سکون کیوں نہیں تھا اسے۔

"چلو میرے ساتھ" وہ دونوں پولیس محکمے کے بہادر جوان تھے، ایس پی عادل جمال اور انسپکٹر کامران جاوید، آج وہ دونوں سول کپڑوں میں کراچی کے اس مشہور کوٹھے کے باہر کھڑے تھے۔

"آج یہاں اتنی بھیڑ کیوں ہے؟ لگتا کچھ خاص ہے" دو آدمی ان کے آگے جا رہے تھے جب ان میں سے ایک دوسرے سے بولا۔۔

"تجھے نہیں معلوم؟ آج رسیلی بائی اس کوٹھے میں چھپا گوہرِ نایاب سامنے لانے والی ہے۔ سنا ہے کئی سالوں سے کوٹھے پر موجود تھی اور حسن ایسا ہے کہ بن پیئے بہکا دے مگر کم عمری کی وجہ سے رسیلی بائی کسی کو اس

تک جانے نہیں دیتی تھی، آج وہ اٹھارہ سال کی ہوئی ہے تب ہی اس کی پہلی بار بولی لگائی جائے گی" دوسرا شخص پوری داستان گوش گزار کر گیا۔

عادل نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں تھیں، آج ایک بنتِ حوا کی بولی لگائی جانی تھی اور ابنِ آدم اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے، اس کا بس چلتا تو ان سب کو آگ لگا دیتا۔

"ارے واہ پھر تو ان بند کلی کو میں ہی خریدوں گا، جو مزہ اس کے کم سن حسن میں ہو گا وہ ان استعمال شدہ گندگیوں میں کہاں" وہ آدمی بھول رہا تھا کہ اصل گندگی وہ لڑکیاں یا عورتیں نہیں تھیں جو وہاں تھیں بلکہ وہ سب مرد تھے جنہوں نے انہیں اس حال تک پہنچایا تھا۔

"یہ تو دام دیکھ کر ہی پتا چلے گا" عادل اور کامران بھی ان کے پیچھے ہی آ کر بڑے سے دالان میں بیٹھ گئے، سامنے ہی تخت نما جگہ پر ادھیڑ عمر عورت بیٹھی تھی جس کے چہرے پر بے پناہ میک اپ کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔

"یہ رسیلی بائی ہے سر، یہاں کی کرتا دھرتا، یہی یہاں کا سارا نظام سنبھالتی ہے، ایک بار جو لڑکی یہاں آ جائے وہ دوبارہ یہاں سے نکل نہیں سکتی، سنا ہے بہت سے سیاست دانوں سے تعلق ہے اس عورت کا" کامران نے اس کی جانب جھک کر اسے ساری تفصیل سے آگاہ کیا۔

"ہمم، رسیلی بائی کے تعلقات کس سے ہیں اور کہاں تک ہیں یہ سب معلوم کر کے دو گے تم مجھے، ابھی کے لیے سب مجھ پر چھوڑ دو" عادل بھی اسی کے انداز میں بول کر سیدھا ہوا۔

"آج کی یہ شاندار محفل میرے کوہِ نور کے لیے لگی ہے، یہاں موجود سارے پروانے اسی شمع کے گرد منڈلانے کے لیے آئے ہیں، تو کیا اس حسینہ مہ جبینہ کی ایک جھلک دیکھنا چاہو گے سب؟" رسیلی بائی اٹھ کر اپنے گھنگھرو چھنکاتی ایک ادا سے بولی۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں" اس کے سوال پر چاروں جانب شور بلند ہوا، جس پر وہ کھل کر مسکرا دی جبکہ عادل فلحال خاموشی سے سب دیکھ رہا تھا۔

"تو حضرات انتظار ختم ہوا، پیشِ خدمت ہے اس کوٹھے کی زینت، ایک بند کلی حسن آراء" ہنس کر کہتے رسیلی بائی نے پردہ ہٹایا جس اچانک پورے دالان میں خاموشی چھا گئی۔

وہ سچ میں حسن کا مجسمہ تھا، سیاہ چولی اور لہنگے میں اس کا دودھیا رنگ دمک رہا تھا، بنا خاص میک اپ کے بھی وہ وہاں موجود ہر شخص کا دل دھڑکانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ لمبی لمبی پلکوں کی جھالر آنکھوں پر گری تھی۔

گالوں پر سرخی نا جانے غصے سے تھی یا بے بسی سے، چھوٹے چھوٹے نازک ہونٹوں پر سرخ قیامت رقصاں تھی اور نازک سا چاندنی میں ڈھلا بدن جس کی رعنائیاں برہنہ کمر سے بکھر رہی تھیں۔

عادل جمال جس نے آج تک صنفِ نازک کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی، جس کے لیے یہ وجود ایگزیسٹ ہی نہیں کرتا تھا وہ بھی کتنے ہی پل ساکت رہ گیا مگر اس سکوت کی وجہ اس لڑکی کو نیم برہنہ وجود ہرگز نہیں تھا۔

وہ تو ان گالوں پر پھیلی سرخی میں مدغم ہوا تھا، چھوٹی سی گڑیا جو بامشکل اٹھارہ برس کی لگ رہی تھی اسے ایسی حالت میں دیکھ کر عادل کا فشارِ خون بلند ہوا تھا۔

"تو پروانوں لگاؤ بولی" رسیلی بائی وہاں موجود مردوں کی نظروں میں ہوس دیکھ کر کمینی سی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے بولی۔

"ایک لاکھ" پہلا شخص شراب کے نشے میں مدہوش جھوم کر بولا تو رسیلی بائی کی مسکان گہری ہوئی۔

"ایک رات کا ایک لاکھ، ہے کوئی اور دیوانہ جو اس بند کلی کا طلب گار ہو" رسیلی بائی اچھے سے جانتی تھی حسن کو کیش کیسے کروانا ہے۔

"دو لاکھ" ایک اور شخص بولا، جیسے جیسے قیمت بڑھ رہی تھی سامنے کھڑی لڑکی کی پکڑ لہنگے پر مضبوط ہو رہی تھی اور یہ سب عادل کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا تھا۔

"دس لاکھ" ایک اور شخص بولا تو سب نے دانتوں تلے انگلیاں دبائیں ایک رات کی اتنی قیمت اب تک کسی کی نہیں لگی تھی۔

"ارے یہ ہوئی ناں بات، دس لاکھ اس حسینہ کے شایانِ شان ہے، ہے ہوئی اور؟ نہیں؟ تو دس لاکھ ایک، دس لاکھ دو، دس لاکھ تی۔۔۔"رسیلی بائی کی تو پانچوں انگلیاں گھی میں تھیں اس کا جوش قابلِ دید تھا۔

"ایک کروڑ" اس آواز پر وہاں موجود ہر شخص انگشت بداں ہوا تھا، سب کے سر میکانکی انداز میں گھومے۔

"ک۔۔۔کیا؟ا۔۔۔ایک کروڑ؟"رسیلی بائی تو جیسے صدمے میں غرق ہوئی تھی وہیں حسن آراء نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا، چہرے کے اعضلاء تن گئے تھے، نا جانے کیا ہونے والا تھا۔

@@@@@@@@@@

"کیسے ہو سام؟"وہ ہوسپٹل سے نکل رہا تھا جب موبائل پر آتی کال پر متوجہ ہوا، نام دیکھ کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا، آج کے دن وہ کسی کی بھی کال کی توقع کر سکتا تھا مگر اس کی نہیں۔

"ٹھیک ہوں، آپ نے مجھ ناچیز کو کیسے یاد کر لیا؟"اس کا لہجہ ہر شرارت سے عاری تھا، عجیب سا شکوہ کناں انداز تھا۔

"دادی بہت یاد کرتی ہیں تمہیں سام، ایک بار آ کر ان سے مل جاؤ"لب بینچے وہ درخواست کر رہی تھی، اس کی بات پر اسامہ نے دانت پیسے۔

"اگر آپ ان خاتون کے لیے مجھے قائل کرنا چاہتی ہیں تو مشقت مت کریں، انہیں کہہ دیجیے گا مجھے عرصہ ہوا مار چکی ہیں وہ اب روز روز میری قبر پر صدائیں لگانے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا" کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا بظاہر ہنستا مسکراتا شرارتی سا وہ شخص اس قدر ٹوٹا بکھرا ہو گا۔

"جو کچھ ہوا اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر بھول کیوں نہیں جاتے تم سام؟" اس کا خود کا لہجہ نم ہوا تھا۔

"آپ بھول سکتی ہیں سومیہ جمال، میں نہیں بھول سکتا۔ دل میرا برباد ہوا تھا آپ کا نہیں، زندہ درگور مجھے کیا گیا تھا آپ کو نہیں۔ اپنے مظالم کو قسمت پر مت ڈالیں ورنہ جو آپ سے کلام کر لیتا ہوں اس پر بھی سوچنا پڑے گا مجھے" اس کی تلخی پر سومیہ بامشکل اپنی سسکیاں دبا سکی۔

کاش وہ اسے بتا پاتی کہ دل صرف اسامہ کا برباد نہیں ہوا تھا، زندہ درگور صرف اسامہ کو نہیں کیا گیا تھا وہ بھی برابر کی شریک تھی۔ اسامہ تو اپنی حالت بیان کر لیتا تھا، اپنا غصہ دوسروں پر آشکار کر سکتا تھا مگر وہ تو یہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

وہ لڑکی جو تھی اور اس معاشرے میں لڑکیوں کو احتجاج کی اجازت نہیں ہوتی، وہ صرف کٹھ پتلیاں ہوتی ہیں جنہیں جب چاہا جائے جس طرح چاہا جائے نچا لیا جاتا ہے۔

"تو تم نہیں آؤ گے؟" وہ شاید آخری بار اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہرگز نہیں" وہ اسامہ تھا ضد کا پکا، کسی کے سامنے ناں جھکنے والا۔

"شاید اگلے ماہ میری شادی ہو جائے کیا تب بھی نہیں آؤ گے؟" اس کے سوال پر اسامہ کا دل چاہا اسے جھنجھوڑ ڈالے، کیوں تھی وہ اتنی بے حس۔ اسامہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

"نہیں، آپ خوشی خوشی اپنی شادی انجوائے کریے گا، اپنے دلہے کے ساتھ اپنی پیاری دادی کی دعاؤں کے سنگ رخصت ہو جایئے گا اور ہاں بھول جایئے گا کہ آپ کی زندگی میں کبھی کوئی اسامہ بھی تھا" سختی کے سنگ کہتے وہ فون بند کر گیا۔

سب سے بڑا دکھ ہی تو یہی تھا کہ وہ لڑکی اس کی نہیں تھی اور اس کی محبت اس سے چھیننے والی کوئی اور نہیں اس کی اپنی دادی تھی۔ گہرا سانس بھر کر اپنی اذیت اپنے اندر اتاری اور چہرے پر مسکراہٹ سجاتا آگے بڑھ گیا۔

اگر اسے خود کو قابو ناں ہوتا تو وہ اسامہ نہیں ہوتا۔

@@@@@@@@

"بڑ کپ، میرے ایک فرینڈ آرہے ہیں آپ سے ملنے، وہ بہت اچھے ہیں آپ نے گھبرانا نہیں ہے ان سے اوکے؟" ذوہان پہلے ہی اسے باخبر کر رہا تھا تاکہ وہ اسامہ کو اچانک سامنے پا کر گھبرا ناں جائے۔

"کونسے فرینڈ؟" اسے دیکھتے بے تاثر انداز میں پوچھا۔

"میرے ساتھ کام کرتے ہیں اسامہ" ذوہان کچھ جھجھک کر بولا۔

"ڈ۔۔ڈاکٹر؟" عجیب سے لہجے میں بڑبڑائی تو ذوہان گہرا سانس بھر کر رہ گیا، خود ڈاکٹر ہو کر وہ اپنی بٹر کپ کا اس پیشے کو لے کر ڈر مٹا نہیں پایا تھا آج تک۔

"وہ میرے دوست ہیں بٹر کپ اور بہت سویٹ ہیں آپ ان سے ملیں گی تو بہت اچھا لگے گا آپ کو" ذوہان نے اس کا دھیان موضوع سے ہٹانا چاہا۔

"السلام علیکم ذوہان، نایاب بھابھی" اس سے پہلے وہ کوئی رد عمل دیتی، اجنبی آواز پر بری طرح چونکی۔

ذوہان اسامہ کی طرف مڑا تو نایاب غیر محسوس انداز میں اس کے پیچھے ہو گئی۔

چھے فٹ سے نکلتے قد، چوڑے شانوں، براؤن سلکی بالوں جو ماتھے پر گرے تھے، ہلکی گرے آنکھوں، بھوری داڑھی مونچھوں کے ساتھ، شرارتی سا چہرہ لیے وہ اچھا خاصا خوبرو شخص تھا۔

"وعلیکم السلام" دُرِ نایاب کو خاموش دیکھ کر ذوہان کو بولنا پڑا۔

"نایاب یہ آپ کے لیے" چاکلیٹ باکس اور پھول اس کی طرف بڑھاتے مسکرا کر کہا جبکہ نایاب ابھی بھی اسی انداز میں کھڑی تھی۔

"بٹر کپ ڈریں مت، یہ صرف ڈراؤنا دکھتا ہے نہیں اور تم تمہیں کہا تھا ناں مت آنا" نایاب اس کے ہاتھ سامنے لانے پر مزید چھپ گئی۔

"ڈاکٹر ذوہان میں آپ سے نہیں اپنی چھوٹی سی بہن سے ملنے آیا ہوں، نایاب ڈریں مت مجھے اپنا بھائی سمجھیں" اسامہ کے دوستانہ انداز پر نایاب کی جھجھک کچھ کم ہوئی پھر وہ ذوہان کا دوست بھی تو تھا۔

"تھینک یو" ذوہان کے اشارے پر اس سے چاکلیٹ اور پھول تھامتے نرم سی آواز میں بولی تو اسامہ مسکرا دیا۔

"ارے میری بہن تو بہت پیاری سی ہیں، بہت بری بات ہے ڈاکٹر ذوہان اتنا عرصہ میری بہن سے دور رکھا آپ نے مجھے" اسامہ کے بے تکلف انداز پر وہ دونوں بھی پُر سکون ہوئے۔

"بیٹھیں بھائی" بنا مسکرائے، سنجیدہ سی آواز میں کہا تو اسامہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تم اچانک یہاں نازل کیوں ہوئے پہلے یہ بتاؤ؟" ذوہان اور نایاب کافی عرصہ ملک سے باہر رہے تھے مگر پھر بھی دونوں کی اردو خاصی صاف تھی۔

"نرس سے پتا چلا تھا تم کسی ایمرجنسی کی وجہ سے گھر آئے ہو تو میں فکر مند ہو گیا تھا، سوچا حال چال پوچھ آؤں زندہ سلامت تو ہو ناں تم" سنجیدگی سے کہتے وہ آخر تک شرارتی ہوا تھا۔

"میں الحمدللہ بلکل سلامت ہوں مگر تمہیں لگتا ہے کسی سائکاٹریسٹ کی ضرورت ہے" ذوہان نے اس کی اوٹ پٹانگ باتوں پر چوٹ کی تھی۔

"تمہارے گھر میں مہمانوں کو چائے پانی پوچھنے کا رواج نہیں ہے؟" بے عزتی کا رخ اپنی سمت مڑتے دیکھ وہ بات بدل گیا۔

"ہمارے گھر چار پانچ ملازم نہیں ہیں اور میری بٹر کپ کو کچھ بنانا نہیں آتا، بچا میں تو تم اتنے خوش قسمت نہیں ہو کہ ڈاکٹر ذوہان عالم کی میزبانی کا لطف پا سکو، سو وہ کچن ہے جو چاہیے جا کر لے لو" ذوہان نے اسے ہری جھنڈی دکھائی، نایاب تو خاموشی سے ان کی لفظی گولہ باری دیکھ رہی تھی۔

"آپ دیکھ رہی ہیں نایاب اس شخص کی بداخلاقی" اسامہ نے اسے بات میں شامل کرنا چاہا۔

"میری بٹر کپ ایسے فضول لوگوں کی بات نہیں سنتیں" ذوہان ایک بار پھر اسے بچا گیا جس پر اسامہ نے دانت پیستے اسے دیکھا۔

"زن مرید" یہ لفظ وہ صرف دل میں ہی کہہ سکتا تھا ورنہ ذوہان اس کی پگی مروڑنے میں ایک منٹ ناں لگاتا۔۔

@@@@@@@@

"آؤ سیٹھ بیٹھو، اب بتاؤ کہیں غلطی سے تو منہ سے ایک کروڑ نہیں نکل گیا" ساری محفل برخاست ہوئی تو عادل رسیلی بائی تک آیا جس کی خوشی کا کوئی عالم نہیں تھا۔

"میں نے جو کہا ہے سوچ سمجھ کر کہا ہے رسیلی بائی، میں اس لڑکی کا ایک کروڑ دوں گا مگر میری ایک شرط ہے" عادل بھی کچا کھلاڑی نہیں تھا۔

"بولو بولو سیٹھ جو تم چاہو" رسیلی بائی کی آنکھوں پر پیسے کی پٹی بڑی ضرور سے بندھ چکی تھی۔

"مجھے وہ لڑکی ایک رات کے لیے نہیں ایک ماہ کے لیے چاہیے" عادل کو اس ایک ماہ میں رسیلی بائی کا کام تمام کرنا تھا مگر اس بیچ اسے اس لڑکی کو بھی محفوظ رکھنا تھا۔

"م۔۔ مگر۔۔۔" وہ ہچکچائی تھی، ایک ماہ کے حساب سے اسے کچھ خاص فائدہ نہیں ہوا تھا۔

"اگر منظور نہیں تو کوئی مسئلہ نہیں، سودا کینسل ک۔۔۔" عادل نے ہڈی پھینکی تھی اور وہ حسبِ توقع لپکی تھی۔

"رک رک سیٹھ، ویسے تو یہ سودا گھاٹے کا ہے مگر کیا یاد کرے گا سیٹھ، تو حسن آراء کا پہلا گاہک ہے تجھے دیا موقع، وہ لڑکی ایک ماہ تک تیری" رسیلی بائی ایک کروڑ ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتی تھی۔

"کہاں ہے لڑکی؟" جیب سے چیک بک نکال کر سائن کرتے اسے تھماتے پوچھا۔

"اے کنو، جا سیٹھ کو حسن آراء کے کمرے تک چھوڑ دے" عادل انہیں شک ہونے نہیں دے سکتا تھا تب ہی خاموشی سے کنو کے پیچھے چل دیا، جس نے اسے ایک کمرے کے باہر چھوڑا تھا۔

"آہہہ" وہ ابھی اندر داخل ہوا ہی تھا جب کسی نے اس پر حملہ کیا، اگر وہ ایس پی عادل جمال ناں ہوتا تو لازمی بات تھی خنجر کے اس وار سے زخمی ہو جاتا مگر وہ اتنا چوکس تو ضرور تھا کہ خود کو بچا پاتا۔

وہیں دوسری جانب جو خود کو درندے سے بچانے کی خاطر آنے والے پر حملہ آور ہوئی تھی اچانک اپنے وار کے روکے جانے پر چونکی وہیں عادل نے بے ساختہ اس کا بازو مروڑا تو اس کے لبوں سے دبی دبی چیخ بلند ہوئی۔ عادل ایک جھٹکے سے اسے دیوار سے لگا گیا۔

"چ۔۔۔ چھوڑو ہمیں" حسن آراء نے سوچا بھی نہیں تھا وہ یوں آسانی سے قابو کر لی جائے گی، کتنی پلیننگ کی تھی اس نے خود کو بچانے کی مگر ہوا کیا۔

"کیا کر رہی تھیں آپ؟" سختی سے اسی لہجے میں پوچھا جیسے اپنے مجرموں سے تفشیش کی عادت تھی اسے۔

"چھوڑو ہمیں گھٹیا انسان، ہمیں ترنوالہ سمجھنے کی بھول مت کرنا، جان سے مار دیں گے ہم تمہیں" وہ بری شدت سے اس کی بازوں میں جھٹپٹائی تھی، عادل اس چھوٹے پیکٹ میں اتنی ہمت دیکھ کر متاثر ہوا تھا۔

"آہاں، اور کیا کریں گی آپ میں بھی جاننا چاہوں گا" اس کا چہرہ دیوار سے لگا تھا جبکہ عادل اس کے کندھے پر جھکا بول رہا تھا۔

"آہہہ" عادل نے سچ میں اسے ہلکا لے لیا تھا، ہوش تو تب آیا جب پیٹ میں کہنی زوردار انداز میں لگی۔

"ہمیں کمزور سمجھنے کی بھول مت کرنا، ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں" اس کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی وہ اس کی طرف مڑتے شیرنی بنے دھاڑی۔

"ایک طوائف ہو کر اتنی اکڑ؟" نا جانے وہ کیا کرنا چاہ رہا تھا مگر اس کی بات پر مقابل کے چھوٹے سے چہرے پر غصے کی سرخی پھیلی۔

"بکواس بند کرواپنی، ہم کوٹھے پر ضرور موجود ہیں مگر بازارو نہیں ہیں اور اکڑ کی بات تو کرنا ہی مت ورنہ اکڑ تو ہم میں اتنی ہے کہ تم جیسوں کو ان کی اوقات میں رکھنا جانتے ہیں" افف ایک تو بے پناہ حسن اس پر یہ قاتلانہ غصہ توبہ شکن تھا۔

"پھر تو مزہ آئے گا، ابھی ایک ماہ میرے ہی رحم و کرم پر ہیں آپ، آپ کی ہمت ضرور دیکھنا چاہوں گا میں" وہ جو یہاں اسے بچانے آیا تھا نا جانے کیوں اس چالاک لومڑی سے الجھنے میں مزہ آرہا تھا اسے۔

"ایک ماہ تو دور کی بات، تم ایک بار بھی ہمارے قریب آئے تو اگلی سانس لینے کے لیے زندہ نہیں بچو گے" آج یہاں اس کائیاں شخص کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً اب تک موت کے گھاٹ اتر چکا ہوتا لیکن نا جانے کیا بات تھی کہ حسن آراء کو اس سے کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں کوئی ہوس نہیں دکھی تھی اسے، کوئی غلاظت، ہوئی مکروہ ارادہ نظر نہیں آرہا تھا اس کے انداز میں بلکہ عجیب سا احساسِ تحفظ مل رہا تھا، آخر کون تھا وہ؟ کہاں سے آیا تھا؟

@@@@@@@@

"ٹھک ٹھک۔۔۔"ذوہان بیڈ کور سے ٹیک لگائے کتاب کا مطالعہ کرنے میں مگن تھا جب اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی،وہ اچھے سے جانتا تھا اس وقت کون ہو سکتا ہے۔

"آجائیں بٹر کپ"نرمی سے کتاب سینے پر دھرتے کہا تو وہ دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی،ہاتھ میں اس کی دی وہی مخصوص کی چین تھی جس پر ڈی اور ذی کے حروف کندہ تھے۔

"کیا ہوا سویٹ ہارٹ آپ سوئی نہیں اب تک؟"ہاتھ اسے کی جانب پھیلایا جسے تھامتے وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی۔

"نیند نہیں آ رہی"سنجیدگی سے کہا تو ذوہان مسکرا دیا جانتا تھا اسے اب نیند کیسے آنی ہے۔

"کیا بات ہے بٹر کپ؟آپ کس بات کو لے کر پریشان ہیں؟بتائیں گی نہیں اپنے ذو کو؟"اس کا سر اپنی گود میں رکھتے آہستہ آہستہ اس کے بال سہلانے لگا۔نایاب وہیں نیم دراز ہو چکی تھی۔

"مجھے ڈاکٹر نہیں بننا" نم آواز میں بولتی وہ ذوہان کو گہرا سانس بھرنے پر مجبور کر گئی۔

"ڈونٹ ڈو دس مائی گرل، رونا کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کیا بات آپ کو پریشان کر رہی ہے مگر آپ جانتی ہیں ناں بابا کا خواب تھا ہم دونوں کو ڈاکٹر بنانا" اس کے پوچھنے پر وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"میری بٹر کپ ڈاکٹر بنیں گی تو مجھے بہت اچھا لگے گا، کیا آپ اپنے ذو کے لیے اتنا نہیں کر سکتیں؟" وہ اچھے سے جانتا تھا نایاب کہاں آکر مانے گی۔

وہیں نایاب اس شخص کے لیے جان بھی دے سکتی تھی جو بچپن سے اس کا واحد ساتھی تھا۔ جس نے آج تک ہر مقام پر اس کا ساتھ دیا، ہر جگہ اس کی ڈھال بن گیا۔

"آپ ساتھ رہیں گے ناں؟" آنکھوں میں امید لیے پوچھا۔

"بٹر کپ میں چاہتا ہوں آپ میرے حفاظتی حصار سے نکل کر دنیا کو فیس کریں۔ کل کو جب آپ کی شادی کروں گا تو تب کیا کریں گی؟" ذوہان نے سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔

"یو آر مائی ہز بینڈ" دُرِ نایاب کو اس کی بات پسند نہیں آئی تھی تب ہی اٹھ بیٹھی۔

"آپ ابھی چھوٹی ہیں بٹر کپ، یہ رشتہ اس لیے جوڑا گیا تھا تاکہ ذوہان آپ کی حفاظت کر سکے ورنہ ہم دونوں میں عمر کا جو فرق ہے یہ کبھی ممکن ناں ہوتا" ذوہان نے ہمیشہ اسے یہ بات باور کروائی تھی کہ ان کا رشتہ معنی نہیں رکھتا ہو گا وہی جو وہ چاہے گی۔

"کل جب آپ سمجھدار ہوں گی تب آپ کو بھی یہ رشتہ بے معنی لگے گا۔اسی لیے تو میں نے یہ فیصلہ آپ پر چھوڑ رکھا ہے" ذوہان کی یہی بات نایاب کو پسند نہیں تھی۔وہ کیسے اس کا نام کسی اور کے ساتھ سوچ بھی سکتا تھا۔

"اگر نایاب کو آپ ہی چاہیں ہوں تو؟" اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کرتی وہ ذوہان کو ٹھٹھکا چکی تھی۔

"تو یہ اتنا آسان ہر گز نہیں ہو گا، ذوہان یوسف اپنی بٹر کپ کے ہر فیصلے کو دل سے قبول کرے گا۔جو آپ چاہیں گی وہی ہو گا مگر اس کے لیے آپ کو پہلے مجھے کچھ بن کے دکھانا ہو گا" ذوہان گھما کر اسے اپنے مطلب کی بات پر لایا تھا۔

"مطلب؟" نایاب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ جس دن آپ ڈاکٹر در نایاب ذوہان یوسف بن جائیں گی اس دن آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا وہ مجھے منظور ہو گا اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکیں تو آپ کو میرا ہر فیصلہ ماننا ہو گا" ذوہان کی شرط پر وہ ساکت ہوئی۔

جانتی تھی اگر وہ شرط ہار جاتی تو ذوہان اسے خود سے دور کر دیتا اور یہ وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

وہ ایڈیکٹیڈ تھی ذوہان یوسف کی خوشبو کی مگر کبھی اسے بتا نہیں سکی۔

"تو بتائیں پھر؟ شرط منظور ہے یا نہیں؟" ذوہان نے اسے خاموش دیکھتے پوچھا۔

"مجھے منظور ہے" اب تو ہر صورت وہ ڈاکٹر بن کر رہنے والی تھی کیونکہ ذوہان یوسف کے بنا اس کی زندگی بے مقصد تھی۔

"ڈیٹس لائک مائی گرل" جھک کر اس ماتھا چومتے شفقت سے کہا تو وہ دھیما سا لمحاتی مسکرا کر رہ گئی۔۔۔

"چلیں اب سو جائیں میں یہ بک کمپلیٹ کر لوں" ذوہان مسکرا کر بولا تو وہ کی چین مٹھی میں دباتی آنکھیں موند گئی، ذوہان ایک ہاتھ میں کتاب تھامے دوسرے سے اس کے بال سہلاتا رہا۔

پریت نگر میں اڑتی تتلی

ننھے پھول کی ساتھی ہے

اس کے سادہ دل میں تو

ایک ہی تصویر جڑی رہتی ہے

لاکھ میں اس سے کہتا ہوں

عمر نہیں ہے یہ محبت کی

پر وہ پگلی شام و سحر

اسی کام میں لگی رہتی ہے

@@@@@@@@@@

"ایکسکیوزمی ڈاکٹر، آپ سے ملنے کوئی آیا ہے" اسامہ اپنے کیبن میں بیٹھا کسی مریض کی کیس ہسٹری پڑھ رہا تھا جب نرس وہاں داخل ہوئی۔

"کون آیا ہے سسٹر؟ نام پوچھا آپ نے ان سے؟" اسامہ نے حیرت سے سر اٹھاتے اسے دیکھا یہاں اس سے ملنے کون آسکتا تھا۔

"آئی ڈونٹ نو ڈاکٹر انہوں نے نام نہیں بتایا" نرس کے لاعلمی کا اظہار کرنے پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"اوکے آپ انہیں اندر بھیج دیں" اس وقت کوئی مریض تو تھا نہیں سو اس نے اجازت دے دی مگر کچھ دیر بعد وہاں داخل ہونے والی شخصیت کو دیکھ وہ بری طرح چونکا تھا۔

"آپ۔۔۔" اتنا عرصہ اسے فراموش کرنے والے اب یوں یکے بعد دیگر سامنے آرہے تھے حیرانی تو لازم تھی۔

"یوں کیوں ظاہر کر رہے ہو اسامہ خان جیسے باپ کی جگہ کوئی خلائی مخلوق دیکھ لی ہو" کمال صاحب نے سنجیدگی سے طنز کیا تو وہ لب بینچ گیا۔

"میں آپ کو خلائی مخلوق سمجھنے کی گستاخی کہاں کر سکتا ہوں کمال صاحب مگر آپ کا یہاں آنا کسی معجزے جیسا ضرور ہے اور پھر یہ کہ آپ کو یاد ہے آپ کی کوئی اولاد بھی ہے" اٹھ کر مقابل آتے دونوں بازو سینے پر باندھتے کہا۔

"مجھ پر طنز کرنا چاہ رہے ہو تم اسامہ خان؟" اس کی آنکھوں میں بیگانگی اور سرد پن دیکھ کر وہ ٹوٹے تھے مگر کمزور پڑنا انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

"میری اتنی مجال کہاں مسٹر کمال خان، کہاں آپ جیسے سمجھدار اور دانا شخص اور کہاں مجھ جیسا ناکارہ انسان۔ میں آپ کو کچھ کہنے کا سوچ تک نہیں سکتا" اسامہ کے لہجے میں شکوے اور دکھ انہوں نے ہی تو بھرے تھے۔

"میری ماں تم سے ملنا چاہتی ہے اسامہ اور میں انہیں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا" وہ نظریں چراتے اپنے مطلب پر آئے تو اسامہ تمسخرانہ مسکرا دیا۔

"تو آپ اپنی والدہ کی خاطر یہاں تک چلے آئے مگر افسوس میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں کہہ دیں ان کا صرف ایک پوتا ہے مگر انہوں نے تو اس پوتے کو بھی نہیں بخشا، ہم دونوں اج دربدر ہیں صرف آپ کی والدہ ماجدہ کی بدولت" اسامہ بامشکل اپنا لہجہ گستاخانہ ہونے سے روک سکا۔

"ادب سے بات کرو اسامہ! دادی ہیں وہ آپ دونوں کی اور انہوں نے جو کیا وہ تم دونوں کی بہتری کے لیے ہی کیا" وہ اپنی ماں کے خلاف بات نہیں سن سکے تو اس کی بات قطع کر گئے۔

"بھلائی؟ بہتری؟ میری محبت مجھ سے چھین کر کسی اور کی گود میں ڈال دی اس میں میری کونسی بہتری تھی؟ وہ انسان جو برسوں سے اپنی محبت نبھا رہا ہے اسے کسی اور کو اپنانے کا حکم دینا کس کی بہتری تھی؟" اسامہ کا بس نہیں چل رہا تھا ان سب کی بے حسی پر انہیں جھنجھوڑ ڈالتے۔

"میں یہاں تمہاری داستانِ غم سننے نہیں آیا اسامہ، تم میرے ساتھ چل رہے ہو اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے" انہوں نے فیصلہ کن انداز میں حکم دیا تو اسامہ لب بینچ گیا۔

"تو پھر آپ کو افسوس ہو گا مسٹر کمال خان میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا، اس حویلی میں اب کچھ بھی ہو میرا کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں" رخ پھیرتے وہ بھی ضدی انداز میں بولا۔

"ثابت کر ہی دیتے ہو ناں تم اسامہ خان کے اسی گھٹیا عورت کی اولاد ہو تم" طیش میں آتے انہوں نے طنز کیا تو وہ تڑپ کر مڑا۔

"خبر دار کمال خان اگر آپ اپنی ماں کے خلاف بات نہیں سن سکتے تو میری ماں کے بارے میں ایک حرف بھی مت کہیے گا۔ گھٹیا کون ہے کون نہیں یہ آپ سے بہتر کون جانتا ہے" اس نے اس پل حقیقت کا آئینہ انیں دکھایا تھا۔۔

"اسامہ خان!" کمال خان کا ہاتھ اٹھا تھا اور اسامہ کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا مگر اسامہ کو اس تھپڑ کی تکلیف اس تھپڑ سے بہت کم لگی تھی جو ان کے لفظ اسے مارتے تھے۔

"اس انعام کا شکریہ کمال صاحب اور ہاں اس گھٹیا ماں کے گھٹیا بیٹے پر فاتحہ پڑھ لیں آپ سب، مر چکا ہے اسامہ خان آپ لوگوں کے لیے دوبارہ میری جانب مت آیئے گا" لب بینچ کر کہتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

جبکہ کمال صاحب کرسی پر ڈھے گئے، قسمت نے انہیں ایسے ایسے روپ دکھائے تھے کہ ان کی ہمت جواب دے گئی تھی مگر کھیل ابھی ختم نہیں ہوا تھا ابھی تو آغاز تھا۔

@@@@@@@@

"کیا مصیبت ہے، یہ سب عذاب اتارو ورنہ تمہیں جان سے مار ڈالوں گا" عادل کب سے کمرے میں ٹہلتا آگے کا لائحہ عمل سوچ رہا تھا مگر سوچ کیا خاک آتی اس حسین مصیبت کے زیورات کا شور اس کا دھیان بھٹکاتے جا رہے تھے تب ہی وہ چڑ کر بولا۔

حسن آراء حیران سی اسے یوں ٹہلتا دیکھ رہی تھی، اس شخص نے اس کے وجود کو تسخیر کرنے کے لیے ایک کروڑ دیے تھے مگر وہ اسے نوچنا کھسوٹنا تو دور دیکھ تک نہیں رہا تھا۔ آخر چاہتا کیا تھا وہ۔

"تو ہم نے کونسا یہ سب عذاب خوشی سے پہنا ہے، وہ بڈھی کمینی رسیلی پہنا کر گئی ہے" بجائے خوفزدہ ہونے کے وہ جل بھن کر بولی۔

"لڑکی سنو!" اچانک کچھ سوچنے پر عادل اس کی سمت آیا۔

"ہمارا نام لڑکی نہیں ہے" ناک بھوں چڑھاتے کہا تو عادل نے اسے گھورا۔

"پہلے تو آپ اس عذاب سے جان چھڑا کر کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہنیں پھر مجھے بات کرنی ہے آپ سے" عادل اس کے توبہ شکن سراپے سے نظریں چراتے بولا تو اس نے بے ساختہ اپنے حلیے پر نظر دوڑائی اور جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔

"یہاں تم نے ہمیں بازار لگا کر دیا ہے شاہی کپڑوں کا؟ تمہارا سر پہنیں؟ یہ کمرہ بھی ہمارا نہیں ہے" انگلیاں چٹخاتے بھی وہ تڑخ کر بولی۔

"یہ پکڑیں اوپر سے پہن لیں" اپنی جیکٹ اتار کر اسے تھمائی تو وہ چوڑیاں اور باقی جیولری اتار کر لہنگے کے اوپر ہی وہ جیکٹ پہن گئی، جو بھی تھا شرم تو اسے بھی آ رہی تھی اس واہیات لباس میں۔

"کب سے ہیں آپ یہاں؟ اور آج یہ اتنی خاص بولی کیوں لگی آپ کی؟" ذہن میں اٹھتے سوالوں کو لبوں تک لایا جس پر حسن آراء نے اسے گھورا۔

"اور یہ سب ہم تمہیں کیوں بتائیں؟" وہ اسے یونہی اپنی کوئی کمزوری نہیں تھما سکتی تھی۔

"دیکھیں میں نے یہ ایک کروڑ کسی غلط نیت سے نہیں دیے ناں ہی مجھے آپ کے وجود میں کوئی دلچسپی ہے میں صرف آپکی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو یہ سب کبھی ناں بتاتا مگر مجھے بھی آپکی مدد چاہیے" عادل کو اسے اعتماد میں لینے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"کیسی مدد؟" حسن آراء چونکی۔

"میرا نام ایس پی عادل جمال ہے، میں پولیس والا ہوں اور یہاں رسیلی بائی کے کالے کارناموں کو بے نقاب کرنے آیا ہوں، آپ صرف تب تک محفوظ ہیں جب تک یہ ایک مہینہ نہیں گزر جاتا" اس کے انکشاف پر حسن آراء کتنی ہی دیر ساکت ہوئی۔

"ت۔۔۔ تم سچ میں پولیس والے ہو؟ کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہے؟" اسے یقین ناں آیا تو مشکوک کی بولی جبکہ عادل کا دل چاہا اپنا سر پھوڑ لے۔

"شش آہستہ بولیں اور میں کیا شکل سے لچا لفنگا لگتا ہوں؟ پولیس والوں کے سر پر سینگ نہیں ہوتے، میرے جیسے ہی ہوتے ہیں" یہ تو یہ لڑکی مسلسل اسے خود سے لڑنے پر مجبور کر رہی تھی۔

"کیا کرنا ہو گا ہمیں؟" اسے کچھ تسلی ہوئی، شکر تھا وہ محفوظ ہاتھوں میں تھی۔

"پہلے آپ کو میرے سوالوں کے جواب دینے ہوں گے پھر ہی میں کچھ سوچ سکوں گا، مجھے کیا کرنا ہے میں جانتا ہوں مگر اس سب سے آپ کو کیسے نکالنا ہے یہ مجھے دیکھنا ہو گا لیکن اگر آپ نے مجھے دھوکا دیا اور رسیلی بائی کو کچھ بھی بتایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وہ اس وقت پوری طرح ایک آفیسر کا روپ دھار چکا تھا۔

"اتنے احسان فراموش نہیں ہیں جو اپنے محسن کو پھنسا دیں پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو" اس نے سنجیدگی بولی۔

"کون ہیں آپ اور یہاں تک کیسے پہنچیں؟" اس کے سوال پر حسن آراء کی آنکھوں میں عجیب سی تکلیف پھیلی۔

"ہم نہیں جانتے ہم یہاں کیسے آئے، ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے خود کو یہیں پایا ہے، یہاں موجود عورتوں نے بتایا ہم دو سال کے تھے جب کوئی ہمیں یہاں چھوڑ کر گیا تھا" اس کے انکشاف پر عادل ساکت ہوا۔

"آپ نے یہاں سے نکلنے کی کوشش نہیں کی؟" یہ لڑکی کوئی گتھی معلوم ہو رہی تھی جسے وہ سلجھانا چاہتا تھا۔

"ہم بہت چھوٹے تھے جب سے یہاں ہیں، اچھے سے جانتے ہیں یہاں سے نکلنا ناممکن ہے، رسیلی بائی کے آدمی ہر جگہ موجود ہیں، اس نے نا جانے کیسے اتنے سال ہمیں جھیل لیا، شاید یہ ظاہر حسن کیش کروانا چاہتی تھیں اور آج کروا بھی لیا" آج پہلی بار اسے کوئی ہمدرد ملا تھا تب ہی وہ سب بولتی چلی گئی۔

"ان سب حالات میں کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ اتنی بہادر نہیں ہو پاتی جتنی آپ ہیں، ایسا کیوں؟" وہ اس کی ہمت سے متاثر ہوا تھا ورنہ اتنی سی عمر میں جو کچھ اس نے دیکھا تھا ایسا ہونا مشکل تھا۔

"ہم بھی شروع میں بہت ڈرپوک تھے، ہر کسی کو دیکھ کر سہم جاتے تھے مگر پھر شبنم بائی نے ہمیں ایک بات سکھائی "جو جتنا ڈرتا ہے یہ دنیا اسے اتنا ڈراتی ہے" اسی لیے ہم نے ڈرنا چھوڑ دیا، خود کو اس وقت کے لیے تیار کرنے لگے، اگر آج یہاں تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو ہمارے خنجر کا شکار ہو چکا ہوتا" اداسی سے کہتے آخر تک عزم سے بولی تو وہ اس کی ہمت پر مسکرا دیا۔

"اگر آپ میری جگہ آنے والے شخص کو مار دیتیں تو رسیلی بائی آپ کو کسی اور کے سامنے ڈال دیتی اسی لیے ہر بار صرف طاقت کا استعمال ضروری نہیں ہوتا، اصل بہادری عقل کا سہی استعمال کرنے میں ہوتی ہے، خیر مجھے آپ کی ہمت پسند آئی" آج وہ اسے زندگی کا ایک اور اصول سکھا گیا تھا۔

وہ بھلے ہی عمر میں چھوٹی تھی مگر جس جگہ وہ موجود تھی اس جگہ نے اسے بہت کچھ عمر سے پہلے سکھا اور سمجھا دیا تھا، وہ اپنی عمر سے کئی سال بڑی بن چکی تھی۔

"آپ کے گھر والوں نے آپ کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی؟ کبھی کوئی یہاں تک نہیں آیا؟" اس سوال پر حسن آراء کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

"ہمیں ان کے بارے میں بات نہیں کرنی جو ہمیں جیتے جی ہی مرا ہوا تسلیم کر گئے، جنہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کبھی کے ان کی بیٹی کس حال میں ہو گی، کہاں ہو گی، اتنے لاپرواہ لوگوں کو ماں باپ بننے کا کوئی حق نہیں" اپنی نمی چھپاتے وہ تلخی سے بولی، اس تلخی کو عادل نے اندر تک اترتا محسوس کیا تھا۔

"خیر یہ سب چھوڑیں، ایک آخری مسئلہ رہ گیا" عادل اس تلخ باب کو ہی بند کر گیا۔

"کیا؟"

"آپ کا نام، یہ حسن آراء آپ کے حساب سے کافی بھاری بھر کم ہے اور فضول بھی" عادل کو یہ نام اس پر بلکل سوٹ کرتا نہیں لگ رہا تھا۔

"دو سال کی بچی کو نام یاد نہیں ہوتا اپنا، سو جو نام رسیلی بائی نے دیا اسی پر اتفاق کر لیا ہم نے" وہ سنجیدگی سے کہتی اسے دیکھنے لگی۔

"اگر میں آپ کو کوئی نام دوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟" یہ کیا کر رہا تھا وہ؟ کچھ دیر پہلے تک جس سے لڑ رہا تھا اب اسی کو اداسی سے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جی؟" یہ شاید اجازت دی تھی۔

"حور۔۔۔ حور بلاؤں گا میں آپ کو" یہ نام لیتے اس کی آنکھوں کی جوت ایک پل کو بجھی تھی مگر جلد خود کو سنبھال گیا۔

"حور۔۔" یہ نام اس کی شخصیت پر خاصا جچتا تھا تب ہی بس خاموشی سے سر ہلا گئی، عادل کے پاس بھی شاید کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا سو خاموش ہو گیا۔

@@@@@@@@

"بڑ کپ جلدی سے ریڈی ہو جائیں ہم لوگ آپ کے ایڈمیشن کے سلسلے میں کالج جا رہے ہیں" صبح اس کے سامنے ناشتہ رکھتے ذوہان نے کہا تو وہ سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"شرط یاد ہے ناں آپ کو؟" آہستہ سے پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"یہ بات اب ہم چار سال بعد کریں گے جب آپ اپنی میڈیکل کی ڈگری مکمل کر لیں گی" سنجیدگی سے اس کے ساتھ بیٹھتے کہا۔

دُرنایاب خوفزدہ تھی، وہ اتنے لوگوں میں جانا نہیں چاہتی تھی مگر لوگوں کے خوف پر اس سے جدا ہونے کا خوف زیادہ تھا۔ ذوہان عالم نے اسے ہمیشہ سے اپنے لیے امانت سمجھا تھا اور اسے باور کروایا تھا کہ جب وہ بڑی ہو جائے گی تو ذوہان اس کی پسند سے اس کی شادی کروادے گا۔

ایک جانب وہ شخص اسے اپنا ایڈیکٹ کر رہا تھا اور دوسری طرح خود اسے کسی اور کو سونپنے کی باتیں کرتا تھا مگر وہ تو صرف اپنے ذو کی عادی تھی، اسے کوئی اور نہیں چاہیے تھا کبھی نہیں۔

محبت کیا ہوتا ہے یہ اسے علم نہیں تھا ناں ہی وہ ایسے کسی جذبے کی دعویدار تھی وہ بس یہ جانتی تھی کہ اگر اس کی زندگی سے ذوہان کو نکال دیا جاتا تو کچھ بھی باقی ناں بچتا۔

"جلدی ریڈی ہو جائیں بڑ کپ" ذوہان کی آواز پر وہ جھٹکے سے خیالوں کی دنیا سے نکلی اور سر ہلاتے اٹھ کر روم کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں کوئن میری میڈیکل کالج کے باہر موجود تھے۔ وہ بہت ذہین لڑکی تھی جس کا اندازہ اس کے تعلیمی ریکارڈ سے ہو رہا تھا۔ پھر جب وہاں کے ہیڈ کو معلوم ہوا کے وہ ان کے ہونہار سٹوڈینٹ کی بیٹی ہے تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

"درنایاب بیٹا آپ جا کر کالج کیوں نہیں دیکھ لیتیں؟ تب تک میں ذوہان بیٹے سے کچھ بات چیت کر لیتا ہوں" ان کے کہنے پر وہ آہستہ سے اٹھ گئی۔

اسے کالج نہیں دیکھنا تھا مگر اس میں اتنے مینرز تو تھے کے وہ ان کی بات کا احترام کرتی تب ہی باہر آکر ایک جانب بیٹھ گئی۔

"ذوہان بیٹا مجھے احمد اور یوسف کی وفات کا سننے میں آیا تھا میں نے تمہارے گھر جانا چاہا مگر وہاں کوئی ملا ہی نہیں۔ کہاں تھے تم اور نایاب؟" ان کے یوسف صاحب سے بھی گہرے مراسم تھے تب ہی انہیں اچھے سے جانتے تھے۔

"سر ایک ہی جھٹکے میں سب تباہ ہو گیا تھا، میں اور نایاب تنہا رہ گئے، جب بابا اور چاچو کی ڈیتھ ہوئی تو نایاب صرف چار سال کی تھیں، یہاں اس گھر میں ہر طرف بابا مما کی یادیں بکھری پڑی تھیں سو خود کو سنبھالنے کی خاطر مجھے یہاں سے دور چلے جانا ہی بہتر لگا" بہت چھوٹی عمر میں اس نے بہت کچھ برداشت کیا تھا۔

"تم نے تنہا اس بچی کو کیسے سنبھالا ذوہان؟" وہ افسوس سے بولے تو وہ مسکرا دیا۔

"وہ انیس سالہ ذوہان یوسف سچ میں کمزور تھا سر لیکن اسے بہادر بننا تھا اپنے ساتھ جڑی ننھی جان کے لیے، نایاب کو دیکھتا تھا تو خود کو مضبوط محسوس کرتا تھا پھر بابا اور چاچو نے ہمارے لیے اتنا سب چھوڑا تھا کے پیسے کی فکر کرنی ہی نہیں پڑی ہاں نایاب کی زمہ داری بھاری تھی مگر اللہ کا شکر ہے میں سرخرو ہوا" اداسی سے مسکرایا تو وہ انہیں بہت پیارا لگا۔

"تم نے اپنی ذمہ داری بہت باخوبی نبھائی ذوہان، اللہ پاک تمہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائیں گے" بلیک ڈنر سوٹ میں سوبر سا ذوہان یوسف انہیں سیج میں ایک آئیڈیل شخص لگا تھا۔

"ان شاءاللہ سر، سر آپ سے ایک اور ریکویسٹ تھی" مسکرا کر کہتا وہ آخر تک رازدارانہ انداز میں بولا۔

"جی بیٹا بتائیں" انہوں نے ہمہ تن گوش ہوتے پوچھا تو وہ کچھ کہتے مسکرا دیا جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

@@@@@@@@

"سمی یار چلیں ناں باہر چلتے ہیں" سومیہ اپنے کمرے میں بیٹھی کسی ناول کے مطالعہ میں مگن تھی جب وہ بنا ناک کیے اندر آیا، دونوں کی عمر میں صرف دو ماہ کا فرق تھا سو دونوں ایک دوسرے کے بہترین دوست تھے۔

"کہاں جانا ہے تمہیں سام؟ اتنی سردی ہے میں نہیں جا رہی کہیں" اچھی خاصی ٹھنڈ ہو رہی تھی ایسے میں اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہیں باہر جانے کا۔

"یار ایک تو میں آپ کے اندر کی بڈھی روح سے بہت تنگ ہوں، اچھا خاصا آئس کریم کھانے والا موسم ہے اور آپ کو ٹھنڈ لگ رہی ہے" اسامہ منہ بسور کر بولا تو وہ ہنس دی۔

"بھئی یہ آئس کریم کھانے والے فضول کام تمہیں ہی پسند ہو سکتے ہیں میرا دماغ ابھی ٹھکانے پر ہے سو مجھے تو معاف رکھو" اس کے پلین پر پانی پھیرتے وہ دوبارہ ناول میں مگن ہو چکی تھی۔

"یہ جو آپ کی سردی ہے ناں اسے تو میں اچھے سے نکالوں گا ایک بار میرے نام لگ جائیں آپ" اسامہ نے دانت پیس کر کہا تو وہ منہ چڑھا گئی۔

"نام لگ جائیں نہیں ہوتا ہاتھ لگ جائیں ہوتا ہے" استانی بن کر غلطی نکالی۔

"میں نے جو کہا ہے اس میں نام لگ جائیں ہی ہوتا ہے" اسامہ اسے جان کر بھی انجان بنتے دیکھ دانت پیس کر رہ گیا۔

"اب کیا چاہتے ہو؟ یہاں سے جانے کا کیا لو گے تم؟" سومیہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے بولی تو وہ آگے بڑھا۔

"آپ کو ساتھ" آرام سے کہتے وہ اس کا بازو کھینچ کر اسے بستر سے باہر نکالتے باہر کی جانب بڑھا۔

"اللہ اللہ سام رکو تو سہی، مجھے شال تو لینے دو، رکو" اس کی حرکت پر وہ کچھ بوکھلاتے کچھ ہنستے بولی مگر وہ آرام سے اپنی شال اتار کر اسے اوڑھاتے آگے بڑھ گیا۔

"کہاں ہو تم سام؟ دیکھو آئس کریم کھا رہی ہوں مگر تم ساتھ نہیں ہو" خود پر گرتی برف اسے ہوش کی دنیا میں واپس لے آئی۔

وہ جو اس کے ساتھ ہو کر، اس کی زبردستی پر بھی آئس کریم نہیں کھاتی تھی اب وہ نہیں تھا تو اس کی یاد میں نا جانے کتنی بار تنہا روتے ہوئے آئس کریم کھا چکی تھی۔

ان دونوں کا بچپن ساتھ گزرا تھا، لڑکپن، جوانی سب ہنستے کھیلتے بیتائی تھی مگر پھر نا جانے کس حاسد کی نظر کھا گئی ان کی زندگی کو۔

وہ جو ایک دوسرے کی سانس میں سانس لیتے تھے اب اتنی دور تھے کے ایک دوسرے کو دیکھے سال ہا سال گزر گئے تھے۔ سومیہ اکثر سوچتی تھی اگر وہ اس سے بات بھی ناں کرتا تو کیا ہوتا۔

اگر اسامہ بھی اس کی طرح ظالم بن جاتا تو کہاں جاتی وہ؟ اس نے جو ظلم اسامہ کے ساتھ کیا تھا اس کی معافی وہ خود بھی خود کو نہیں دے سکتی تھی کبھی۔

وہیں دوسری جانب اس سے کئی میل دور اسامہ بھی کھڑکی میں موجود کڑوی کافی امرت سمجھ کر پی رہا تھا۔

"یہ کیا ملتا ہے آپ کو سڑی کافی پی کر؟" اس کافی کی دیوانی کو بار بار کافی پیتے دیکھ اسامہ چڑ جاتا۔

"وہی جو تمہیں ملتا ہے آئس کریم کھا کر" سومیہ لب دباتے شرارت سے بولی تو وہ منہ بسور گیا۔

"ہاہاوہری فنی، کہاں میٹھی میٹھی، ٹھنڈی بلکل آپ جیسی آئس کریم کہاں یہ کڑوا پانی" کافی کا نام سن کر ہی اسامہ کا دل خراب ہو جاتا۔

"ہاں بلکل کہاں یہ سٹرانگ اور ریفیرشنگ تمہارے جیسی کافی کہاں وہ میٹھی ترین آئس کریم" اسی کے انداز میں کہہ کر وہ کھکھلائی تو اسامہ بھی ہنس دیا۔

"آپ سچ میں مجھے لاجواب کر دیتی ہیں یار" نفی میں سر ہلاتے اپنی ہار کا اعتراف کیا۔

"آپ نے اپنے ظلم سے مجھے سچ میں لاجواب کر دیا سومیہ خان، اتنا لاجواب کے میں خود کے سوالوں کے جواب بھی تلاش نہیں کر پا رہا" باہر برستی بارش پر نظریں ٹکائے وہ اس میں سومیہ کا عکس تلاش کر رہا تھا۔

بچھڑ کے تجھ سے اب ہمیں مرنا ہے

یہ تجربہ اسی زندگی میں کرنا ہے

@@@@@@@@@@

رات کو اس سے باتیں کرتے کچھ ہی دیر تک حور سو چکی تھی جبکہ وہ نا جانے کتنی دیر اس کی باتوں کو اور آگے کے لائحہ عمل کو سوچتا رہا۔ اسے جلد از جلد کچھ بھی کر کے حور کو وہاں سے نکالنا تھا۔

انہیں سب سوچیں کے دوران کب اس کی آنکھ لگی اسے خود بھی اندازہ نہیں ہو سکا وہ وہیں صوفے پر ترچھا ہو کر لیٹ گیا، صبح اس کی آنکھ دروازے کے زوردار انداز میں کھٹکھٹائے جانے پر کھلی۔

اچانک سر اٹھایا تو نگاہ بیڈ کی سمت اٹھی جہاں حور بھی اسی شور پر نیند سے بیدار ہوئی تھی اور بدحواسی میں اٹھ کر دروازہ کھولنے کو بڑھی، اچانک ہی عادل کی عقل نے کام کیا اور وہ تیزی سے بڑھتے اسے تھام کر دیوار سے لگا گیا۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟" دماغ ٹھکانے پر آیا تو اسے عادل کو دیکھ کر سب یاد آتا چلا گیا۔

"پاگل ہو گئی ہیں؟ اس طرح دروازہ کھولیں گی تو نہیں سب پتا چل جائے گا" وہ ابھی تک رات والے حلیے میں تھی اس پر عادل کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔

"مطلب؟" وہ ایک پل کو بلکل نہیں سمجھی تھی۔

"آپ کو دیکھ کر وہ جان جائیں گی کہ میں نے آپ کو چھوا تک نہیں ہے" عادل نے اب کے کھل کر بتایا تو وہ جھنپ گئی۔

"تو پھر؟" وہ اب ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی جیسے خود بھی سمجھ ناں آ رہی ہو آگے کیا کرنا ہے۔

"یہ جیکٹ مجھے دیں اور جا کر فریش ہو جائیں باقی میں سنبھال لوں گا" اس کے گرد سے ہاتھ ہٹاتے بولا تو وہ اس کا مطلب سمجھتی شرم سے سرخ پڑی تھی مگر ابھی بھلائی اسی میں تھی کے وہ اس کی بات مان جاتی۔

جیکٹ اسے تھماتے وہ خود فریش ہونے چل دی عادل نے بستر کی جانب آتے کچھ ایسے آثار ظاہر کیے جس سے لگے کے وہ دونوں وہاں سے بیدار ہوئے ہیں۔ اگر رسیلی بائی کو کسی گڑبڑ کی بو آجاتی تو اس کا پلین بننے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔

"کون ہے؟" اپنی شرٹ کو پینٹ سے نکالتے، ہلکا ہلکا بالوں کو خراب کیے وہ دروازے کی سمت آیا اور طیش سے پوچھا۔

"وہ رسیلی بائی کہہ رہی ہے آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے" دروازہ کھلنے پر اس کا مشتعل انداز دیکھ کر باہر موجود لڑکی گڑبڑائی۔

"میں کونسا ساری عمر کے لیے یہاں ڈیرہ ڈالنے والا تھا جو صبر نہیں ہوا ان سے، سارا موڈ خراب کر دیا" مصنوعی غصہ دیکھاتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اس لڑکی نے ایک نظر کمرے میں دوڑائی اور وہاں کی حالت دیکھتے حسن آراء کو تلاش کرنا چاہا جب واشروم سے گرتے پانی کی آواز سن کر کمینہ سا مسکرا دی۔

"فکر مت کرو بائی، سیٹھ تو جی دار نکلا، بڑا زعم تھا حسن آراء کو، کسی کو قریب نہیں آنے دوں گی، جان سے مار دوں گی، سیٹھ نے ایک ہی بار میں قابو کر لیا اسے" وہ فوراً رسیلی بائی کے پاس خبر کرنے پہنچی تھی۔

"ارے ایک کروڑ کیا سیٹھ نے اس کے نخرے دیکھنے کے لیے دیا تھا؟ وہ ایسے ہی سیدھی ہونے والی تھی۔" رسیلی بائی فخر سے مسکرا کر بولی جبکہ کچھ دور ان کی باتیں سنتی حور مسکرا دی۔

"پر بائی ایک ماہ تک وہ سیٹھ اس کا ہی حسن کیش کروائے گا کیا؟" وہ سنجیدہ ہوتے بولی تو رسیلی بائی چونکی۔

"کیوں تجھے کیا تکلیف ہے؟" اس کا انداز ہی کچھ ایسا تھا کے بائی چونکے بغیر ناں رہ سکی۔

"ہائے بائی میں تو سیٹھ کی دیوانی ہو گئی ہوں، اتنا سوہنا اور چکنا ہے، حسن آراء کی قسمت تو دیکھو اپنے متھے تو جب بھی لگا کوئی توند والا تو کوئی رال بہتی والا ہی لگا" وہ منہ بناتی اس کی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔

"تو وہ کیا کم حسین ہے؟ تم سب سے کئی درجے خوبصورت ہے اس پر کم سن اور بند کلی تھی، سیٹھ دیوانہ ناں ہوتا تو کہاں جاتا" رسیلی بائی حسن آراء کی شان میں رطب اللسان ہوئی تھی۔

"چل اب میرا دماغ مت کھا اور جا کر کام کر اپنا" اس کا اترا تا چہرہ دیکھ کر رسیلی بائی بیزاری سے بولی تو وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

وہیں عادل تھانے پہنچا تو کامران پہلے ہی اس کے انتظار میں موجود تھا۔

"کیا خبر ہے کامران؟" اس وقت کو مکمل یونیفارم میں موجود تھا، اپنی کرسی پر بیٹھتے پوچھا تو کامران نے ایک فائل اس کے سامنے دھری۔

"اس میں رسیلی بائی کے تمام کالے چٹھے موجود ہیں سر، اس کے کس کس گینگ سے تعلقات ہے، کیا کیا کام کرتی ہے سب یہاں ہے" کامران کے کہنے پر وہ سر ہلا گیا۔۔۔

"گڈ جاب کامران" اسے شاباش دیتے فائل کھولی جب اندر لکھی معلومات میں سے ایک بات پر وہ بری طرح چونکا، ماتھے کی شکنوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تھا، آخر ایسا کیا لکھا تھا اس میں؟

@@@@@@@@

کیا ہوا سر؟ آپ فکر مند دکھائی دے رہے ہیں" کامران اس کے ماتھے بل دیکھ کر پوچھے بنا ناں رہ سکا، عادل جمال کے ماتھے پر بل اس وقت گہرے ہوتے تھے جب کسی دشمن کی موت آتی تھی۔

"تم نے فائل نہیں پڑھی؟" عادل نے سر اٹھا کر اسے گھور کر پوچھا تو وہ تھوک نگل کر رہ گیا۔ اب اس کی سستی پر اس کی کلاس پکی تھی۔

"س۔۔۔ سر وہ میں آپ سے پہلے کیسے کھول سکتا تھا؟ آپ میرے سنئیر ہیں، یہ گستاخی میں کبھی نہیں کر سکتا" چہرے پر شرافت کی انتہا لیے وہ عادل کو بے حد زہریلا لگا۔

"اپنی سستی کو ادب کے دائرے میں لپیٹنے کی ضرورت نہیں ہے کامران مشتاق صاحب، جیسے میں تمہیں جانتا نہیں ہوں" عادل نے طنز کیا مگر مقابل بنا کوئی اثر لیے ڈھٹائی سے مسکرا دیا۔

"سر ہم ٹاپک سے ہٹ گئے ہیں، آپ نے بتایا نہیں کیا لکھا ہے رسیلی بائی کی فائل میں؟" کامران نے اس کا دھیان بھٹکایا۔

"رسیلی بائی شکیل مٹھن کی منہ بولی بہن ہے، اور رسیلی بائی کو مختلف علاقوں سے لڑکیاں شکیل مٹھن کے آدمی لا کر دیتے ہیں" عادل نے اسے بتایا تو کامران بھی منہ کھول کر اسے دیکھنے لگا۔

"شکیل مٹھن، کراچی کا وہ ڈان؟" کامران نے دوبارہ کنفرم کرنا چاہا۔

"اور بھی کسی شکیل مٹھن کو جانتے ہو تم؟" عادل نے اسے گھورا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"سر میں جانتا تھا یہ رسیلی بائی اوپر تک تعلقات رکھتی ہے مگر اتنی اوپر تک رکھتی ہے یہ سچ میں حیران کن ہے" کامران بھی غلط نہیں تھا، شکیل مٹھن جانا مانا غنڈہ تھا جس کے سیاسی تعلقات بھی بہت مضبوط تھے اور کئی شہروں پر اس کی دہشت تھی۔

"یہ تو صرف شروعات ہے کامران، رسیلی بائی ہی وہ مہرہ ہے جو ہمیں شکیل مٹھن سے لے کر باقی کئی مچھلیوں تک پہنچائے گی۔" عادل کی سوچیں دور تک پرواز کر رہی تھیں۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے سر مگر مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی" کامران نے کل سے دماغ میں پنپتے سوال سے تنگ آ کر کہا۔

"کونسی بات؟" عادل نے سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"سر آپ نے اس لڑکی کو سب سے بچانے کے لیے خریدا یہ بات میں سمجھ سکتا ہوں مگر اب آپ ایک ماہ تک ہر روز اس گندی جگہ پر جائیں گے؟ یہ آپ کی شخصیت سے کچھ میل نہیں کھا رہا" کامران کی بات پر عادل بھی متفق ہوا تھا مگر وہ حور کو یوں تنہا بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"میں جانتا ہوں کامران مگر وہ لڑکی بلکل بے قصور اور معصوم ہے، اگر میں نے اسے بے آسرہ چھوڑ دیا تو رسیلی بائی اسے گندگی کی ایسی دلدل میں اتارے گی جس سے وہ کبھی نکل نہیں سکے گی" عادل کی نگاہوں میں اس کا معصوم سا چہرہ اترا۔

"مگر آپ اس ایک ماہ تک اس کے ساتھ ایک ہی کمرے میں کس حق سے رہیں گے سر؟" کامران کے سنجیدہ سے استفادہ پر وہ چونکا۔

"مطلب کیا ہے اس بات سے تمہارا؟" عادل کی پیشانی پر سلوٹوں کا جال بکھر گیا۔

"میں جانتا ہوں آپ بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہیں سر، ایک شریف اور باکردار مرد مگر آپ بھی جانتے ہیں جتنا حسن اس لڑکی کے پاس ہے وہ بڑے بڑے زاہدوں کو ڈگمگانے کی صلاحیت رکھتا ہے پھر حسن اور جوانی جہاں یکجا ہوں وہاں تیسرا وجود شیطان مردود کا ہوتا ہے، کسی ایک لمحے کی بہکی نگاہ قیامت خیز ہو سکتی ہے" اس نے حقیقت کا وہ دوسرا رخ اسے دیکھایا تھا جس بارے میں عادل سوچ ہی نہیں سکا۔

"تو کیا چاہتے ہو تم؟ اسے بے یارو مددگار چھوڑ دوں؟" عادل نے تلخی سے پوچھا تو کامران نفی میں سر ہلا گیا۔

"آپ نے کہا وہ معصوم اور بے قصور ہے تو اس معصوم کو اس وحشی دنیا سے بچا کر اپنی امان میں کیوں نہیں لے لیتے آپ سر؟ نکاح کر لیں اس سے" کامران نے بلکل مخلص ہو کر مشورہ دیا تھا مگر اس کی بات پر عادل کی آنکھوں میں خون اتر تھا۔

"یہ بات تمہاری جگہ کسی اور نے کہی ہوتی تو اب تک میں اسے زمین میں گاڑھ چکا ہوتا، شکر مناؤ کے اس وقت میں اس وردی میں ملبوس ہوں" عادل نے اتنے سرد و سپاٹ انداز میں کہا کہ کامران کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ اترتی محسوس ہوئی

"کیوں سر؟ آخر ایسا کیا غلط کہا ہے میں نے؟ وہ طوائفوں کے اڈے پہ پلی بڑھی ہے اسی لیے آپ اسے نکاح میں نہیں لے سکتے؟" کامران نے اپنے اندازے کے مطابق کہا۔

"بکواس مت کرو کامران، مجھے فرق نہیں پڑتا وہ طوائفوں کے اڈے پہ رہی ہے یا جہاں بھی لیکن عادل جمال کی زندگی میں کسی لڑکی کی جگہ نہیں ہے۔ یہ جگہ برسوں سے ایک وجود کے نام ہے وہ نہیں تو کوئی نہیں" عادل کا لہجہ سخت دوٹوک تھا۔

"میں اس کی مدد ضرور کروں گا اور پھر اسے وہاں سے نکال کر کسی اچھے انسان کو سونپ دوں گا مگر اپنے لیے میں ایسا سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہوں" وہ پورے عزم سے بولا۔

مگر بھول رہا تھا جب قسمت کا چکر چلتا ہے تو سب دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ انسان ہر چیز سے لڑ سکتا ہے سوائے اپنی تقدیر کے اور عادل جمال بھی اپنی قسمت سے نہیں لڑ سکتا تھا۔

@@@@@@@@@@

لاہور۔۔۔۔

"بٹر کپ ویک اپ یار، آپ لیٹ ہو رہی ہیں جلدی سے آجائیں مجھے آپ کو کالج ڈراپ کر کے خود بھی کام پہ جانا ہے" ذوہان تیسری دفعہ اوپر آکر آوازیں دے چکا تھا مگر وہ آہی نہیں رہی تھی۔

"بٹر۔۔۔" ذوہان نے آکر اس کا دروازہ ناک کرنا چاہا جب وہ اگلے ہی پل دروازہ کھول چکی تھی مگر اس کا حلیہ دیکھ کر ذوہان سر تھام کر رہ گیا۔

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے آپ نے اپنا دُرے؟ ایسے کالج جائیں گی آپ؟" ذوہان کا بس نہیں چل رہا تھا خود کا ہی کچھ کر ڈالے کیونکہ سامنے کھڑی محترمہ تو شاید لاعلاج تھیں۔

"آپ نے کالج جانے کا بولا تھا" سنجیدہ مگر دھیمی آواز میں بولی۔

ذوہان نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا، بلو جینز پر یلو گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے اس کا حلیہ قابلِ قبول تھا مگر سر پر رکھی ہیٹ، آنکھوں پر بلیک سن گلاسز اور منہ پر لگا ماسک اسے عجیب دیکھا رہا تھا۔

"سویٹ ہارٹ میں نے آپ کو کالج جانے کا کہا یوں سب سے انوکھی بن کر جانے کا ہرگز نہیں بولا تھا" ذوہان بس صبر ہی کر سکتا تھا کیونکہ اور کوئی آپشن اس کے پاس موجود نہیں تھا۔

"کینڈا میں بھی تو ایسے جاتی تھی۔" نایاب نے اسے بتانا چاہا کے وہ ایسے ہی پُر سکون ہے جب کم سے کم لوگ اسے دیکھیں۔

"بٹر کپ وہ کینڈا تھا، وہاں ایسے حلیے کی کسی کو خاص پرواہ نہیں تھی، ان کے لیے یہ نارمل تھا یہ پاکستان ہے، یہاں ایسے حلیے میں آپ کو وہ بھی مڑ کر دیکھیں گے جنہوں نے نہیں دیکھنا" ذوہان جانتا تھا وہ یہاں کے ماحول سے نابلد ہے تب ہی اسے بتانا چاہا۔

"اب؟" ہاں جی بھئی بتائیں اب وہ کیسے سب کی نظروں سے بچ سکتی ہے۔

"آئیں میں بتاتا ہوں" ذوہان اس کا ہاتھ تھامے اسے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ چاہتی ہیں ناں کوئی آپ کو ناں دیکھے؟" ذوہان نے اس سے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"یہ پہنیں "خوبصورت مگر سادہ سا بلیک عبایہ کھولتے ذوہان نے اس کے ہیٹ، کلاسز اور ماسک اتارے اور اسے عبایہ پہنا دیا۔

"مجھے آپ کے کپڑوں اور حلیے سے فرق نہیں پڑتا بٹر کپ ناں ہی میں کوئی کسی قسم کی پابندی لگا رہا ہوں لیکن پھر بھی میں چاہتا ہوں میری بٹر کپ پُر سکون بھی رہیں اور اللہ پاک کی پسندیدہ بھی بن جائیں "اس کے بال سمیٹ کر سر پر سٹالر اوڑھایا اور پنز کی مدد سے چند ہی پلوں میں اس کا خوبصورت سا نقاب کر دیا۔

"ایسے میں اللہ کی پسندیدہ بن گئی؟" آئینے میں مڑ کر خود کو دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر ہلاتا اس کے سر پر پیار کر گیا۔

"آفکورس مائی سویٹ ہارٹ، یہ نقاب آپ کو بری نظروں اور ارادوں سے بچا کر رکھے گا اور کسی کو عجیب بھی نہیں لگے گا "وہ ذوہان یوسف تھا۔

اس نے آج تک بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات دُر نایاب کو یوں سمجھائی تھی کہ نایاب کو کبھی محسوس ہی نہیں ہوا کوئی دوسرا اسے بتا رہا ہے۔

"میں ایسے ہی رہوں گی "اس نے سنجیدگی سے وعدہ کیا تو ذوہان مسکرا دیا۔

"گڈ گرل، چلیں آئیں آپ کا ناشتہ ریڈی ہے جلدی سے ناشتہ کر لیں پھر چلتے ہیں "ذوہان اس کا ہاتھ تھامے باہر ڈائننگ ٹیبل پر لے آیا۔

"آپ نے وہاں گھبرانا نہیں ہے، دوست بنانے کی کوشش کرنی ہے اور اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے اوکے؟" وہ ناشتے کے دوران مسلسل اسے ہدایات دے رہا تھا۔

"اگر کوئی بھی پرابلم ہو تو آپ نے مجھے کال کر دینی ہے، پریشان نہیں ہونا" گاڑی کوئین میری کے سامنے روکتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

اس کی الجھن اور پریشانی اس کی آنکھوں سے دیکھائی دے رہی تھی، ذوہان جانتا تھا یہ سب اس کے لیے بہت مشکل ہونے والا ہے مگر وہ ساری زندگی اسے یونہی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"آپ بھی ساتھ آجائیں" نایاب ذوہان کا ہاتھ تھام کر بولی تو ذوہان اس کا نقاب میں ڈھکا خوبصورت مگر گھبراہٹ میں ڈھلا حسن دیکھ کر رہ گیا، وہ اس چھپے حسن میں بھی لاکھوں میں نمایاں ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

"میں ہمیشہ نایاب کے ساتھ ہوں، آپ کو جب جب ضرورت ہو گی آپ مجھے اپنے ساتھ کھڑا پائیں گی، اب جائیں اور دل لگا کر پڑھیں" اس کا گال تھپتھاتے کہا تو وہ ذوہان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے چھوتے آنکھوں سے لگا گئی۔

اسے جب بھی ذوہان پر بہت زیادہ پیار آتا تو وہ یہی حرکت دہراتی جو ذوہاں یوسف کا سیروں خون بڑھا دیتی تھی، اب بھی خوشی سے جھومتے ذوہان اس کے ماتھے پر پیار کر گیا۔

"آل دی بیسٹ سوسیٹی" اسے بھرپور خوش قسمتی کی دعا دیتے ذوہان نے اسے وداع کیا تھا وہیں نایاب اپنا دل مضبوط کرتی اتر کر اندر کی سمت بڑھ گئی۔

@@@@@@@@

کئی رقبے پر پھیلی یہ خوبصورت سی حویلی چلتان وادی میں واقعہ تھی، جو سردیوں میں ہمہ وقت برف سے ڈھکی رہتی اور دیکھنے والی آنکھ کو ساکت کر دیتی، اسامہ کے مطابق یہ حویلی اس کے رہنے والوں کی طرح ہی سرد تھی۔

اس حویلی کی کرتا دھرتا ہیں سفینہ بیگم جن کے شوہر شوکت خان عرصہ قبل وفات پا گئے، ان کا اپنا کاروبار تھا سو گزر بسر کی فکر جاتی رہی اس میں ان کے دو سپوت جمال خان اور کمال خان اپنے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہائش پزیر تھے۔

بڑے جمال خان کے دو بچے تھے، بڑا بیٹا عادل جمال اور پھر بیٹی سومیہ جمال جبکہ کمال صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا اسامہ کمال خان۔ سومیہ اور اسامہ دونوں ہم عمر تھے جن میں بے انتہا دوستی تھی۔

یہ دوستی کب محبت میں بدلی وہ دونوں ہی نہیں جان سکے مگر اپنی محبت کو راز کی مانند اپنے اپنے سینے میں دبائے رکھا، شاید انہیں لگتا تھا ان کی محبت کی تکمیل بہت آسان ہو گی۔

مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا، گھر میں جب عادل کی شادی کی بات چلی تو وہ سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا اور کیوں اس کے پیچھے کی وجہ وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا۔

وہیں سفینہ بیگم نے سومیہ کی شادی اپنے جاننے والوں میں طے کر دی، جب یہ بات گھر میں معلوم ہوئی تو اسامہ کا ردعمل عادل سے بھی شدید تھا مگر اس کی ایک نہیں سنی گئی۔

نتیجتاً وہ ہمیشہ کے لیے حویلی چھوڑ کر لاہور چلا گیا جبکہ عادل کی پوسٹنگ محکمے کی جانب سے کراچی میں ہو گئی، سو یوں اس گھر کے دونوں وارث وہاں سے نکل کر دور جا بسے۔

"آپ نے مجھے مار ڈالا دادی، میری محبت چھین کر آپ نے فنا کر دیا مجھے، میں کبھی معاف نہیں کروں گا آپ کو" آنکھوں میں نمی لیے بڑے حوصلے سے ان سے کہتا وہ انہیں تڑپا گیا۔

"اب آپ کو بھی تڑپنا ہو گا، میرا چہرہ ناں آپ جیتے جی دیکھ سکیں گی اور ناں ہی مر کر میں آپ کو اپنا آخری دیدار کرنے دوں گا" سپاٹ انداز میں کہتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"دادی! یہ قہوہ" اچانک سومیہ کی آواز پر وہ خیالوں کی دنیا سے نکلی تھی، ان تینوں بچوں کی مائیں نہیں تھی اور انہیں ماں بن کر انہوں نے پالا تھا، تب ہی محبت بھی سب سے زیادہ انہیں ان تینوں سے تھی۔

"تجھے بھی لگتا ہے سمی کہ تیری دادی غلط اور گنہگار ہے؟" انہوں نے ٹوٹے لہجے میں پوچھا تو سومیہ سمجھ گئی وہ آج پھر اسامہ کو یاد کر رہی ہیں۔

"آپ ہماری بڑی ہیں دادی، آپ نے جو بھی کیا تھا ہمارے بھلے کے لیے کیا تھا، میں آپ کو غلط کہہ کر گنہگار نہیں بن سکتی" سومیہ اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھتے ان کا ہاتھ تھام گئی۔

"تم مجھے غلط کیوں نہیں کہتی سمی؟ تیری بھی تو محبت چھینی ہے میں نے؟" ان کے ضعیف العمر چہرے کی توانائی ان دو جگر گوشوں کی دوری نے چھین لی تھی۔

"ششش دادی، میری محبت کا ذکر مت کریں، اسے تو اسی دن دفن کر دیا تھا سومیہ نے جس دن آپ نے میرا نام کسی اور کے ساتھ جوڑ دیا تھا، اب ماضی کو چھیڑنا صرف دبی راکھ کو ہوا دینے کے مترادف ہے" عجیب سے انداز میں کہتی وہ انہیں کوئی پاگل محسوس ہوئی۔

"مجھے معاف کر دے سمی، ایک وعدے نے تیری دادی کو سب کا مجرم بنا دیا، کاش میں نے وہ وعدہ ناں کیا ہوتا تو اپنے بچوں کو کبھی یوں بکھرنے ناں دیتی" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے وہ اس کے سر پر سر رکھے رو دیں وہ یہ سب ان سے کہہ نہیں سکتی تھیں۔

"چھوڑیں یہ سب دادی، سام کا پتا تو ہے آپ کو، وہ ایسے ہی کرتا ہے، دیکھیے گا خود ہی میری شادی میں کام کرنے بھاگا چلا آئے گا، آپ خوامخواہ فکرمند ہو رہی ہیں" اچانک ہی سومیہ سنبھل گئی، ہاں وہ بہادر تھی تب ہی تو خود کو سنبھالنا جانتی تھی۔

"ہمم سہی کہہ رہی ہے تو، چل تو جا کر آرام کر، میں ٹھیک ہوں اب" دادی نے اس کا سر تھپتھپاتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"شب بخیر دادی" ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ سفینہ بیگم ایک بار پھر ماضی کے دردناک سفر پر روانہ ہو چکی تھیں۔۔

سفر زیست میں کئی موڑ ایسے بھی آتے ہیں کہ انسان چاہ کر بھی سفر جاری رکھنے کی خواہش نہیں کر پاتا، دل وہیں اسی لمحے میں ترکِ جہاں کر کے دائمی سفر پر روانہ ہو جانے کی خواہش کرنے لگتا ہے مگر افسوس کہ زندگی کا یہ سفر ہماری خواہشات کا پابند نہیں۔

@@@@@@@

وہ نوٹس بورڈ سے کلاس شیڈیول دیکھ کر کلاس میں آگئی، کلاسز شروع ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا تو ریگینگ یا اس قسم کے کسی چکر کا سوال نہیں تھا، ہاں اس کے آنے پر چند لمحوں کے لیے ساری کلاس نے اس کی جانب دیکھا ضرور تھا۔

اس دیکھنے پر وہ بری طرح سٹپٹائی تھی تب ہی بیگ کی سٹریپ پر گرفت مضبوط ہوئی مگر ذوہان کے کہے مطابق، بہت سی لڑکیوں کا حلیہ اس جیسا تھا سو کسی نے کوئی خاص توجہ دینا ضروری نہیں سمجھا۔

"گڈ مارننگ سٹوڈینٹس" ابھی ایک ہی لیکچر گزرا تھا جب ان کے ڈائریکٹر کلاس میں داخل ہوئے۔

"گڈ مارننگ سر" سب نے با آواز بلند سوال کا جواب دیا تو وہ مسکرا دیے۔

"آپ سب آنے والے وقت کے مسیحاؤں کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے، یو آل آر اینجلز ان وائٹ، آئی ایم شیور دیٹ یو ول پروف یور سیلف" انہوں نے محبت سے کہتے ان سب کے خون کو گرمایا تھا، سب ہی پُر جوش ہوئے تھے سوائے دُرنایاب احمد کے۔

"ان شاءاللہ سر"

"گڈ ناؤ آئی وانٹ ٹو انٹروڈیوس یور نیو ہیومن مورفولوجی ٹیچر "ذوہان یوسف"۔ ہی از ناٹ اونلی آ گریٹ ٹیچر بٹ آلسو سرونگ ایز آ ینگ ڈاکٹر فار فائیو ائیرز" ان کی بات پر نایاب نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

اسے چونکنے پر مجبور ان کے الفاظ نے نہیں کیا تھا بلکہ اس نام اور سامنے دھیمی سی مسکان لبوں پر سجائے کھڑے اس کے ذو نے کیا تھا۔

چھے فٹ سے نکلتے قد، چوڑے شانوں والے وجود پر بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ اور وائٹ اوور آل پہنے، آنکھوں پر نظر کے گلاسز جو اس کی کھڑی ناک پر ٹکے تھے، سرخ ہونٹوں کے اوپر قیامت ڈھاتی ہلکی براؤن مونچھوں اور ہلکی ہلکی شیو میں ذوہان یوسف پوری کلاس کی لڑکیوں تو لڑکیوں لڑکوں کو بھی ٹھٹھکا چکا تھا۔

"ذو۔۔۔"اس کے لبوں سے دھیمی سی سرگوشی نکلی تب ہی ذوہان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جیسے یہ سرگوشی بھی سن لی ہو۔

"السلام علیکم ایوری ون، آئی ایم یورنیو پروفیسر ذوہان یوسف، ہوپ سو وی ول انجوائے آور کلاس اینڈ لرن آلوٹ فارم ایچ ادر، تھینک یو"ذوہان نے نرمی سے کہا تو وہ سب مسکرا کر سر ہلا گئے۔

"اوکے ذوہان، کیری آن میں چلتا ہوں"ڈائریکٹر سر اس کا کندھا تھپتھاتے نکل گئے۔

"اوکے اب آپ لوگ ٹرن وائز اپنا انٹرو کروائیں"ذوہان کے کہنے پر وہ سب اپنا اپنا تعارف کروانے لگے۔

"جی مس"اگلی بار نایاب کی تھی اور اس کے کہنے پر سب کی نظریں گھوم کر اس پر آ رکیں جس پر نایاب کی ہتھیلیوں میں پسینہ اترا۔

اتنی نظریں ایک ساتھ برداشت کرنا اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا اور یہی تو ذوہان چاہتا تھا، وہ جانتا تھا اس کے سامنے ہونے پر اسے تسلی ہو گی اور اس طرح وہ پہلی بار سب کی نظروں کا سامنا بھی کر لے گی۔

"د۔۔۔۔د۔۔۔دُرِ نایاب۔۔۔یوسف۔۔۔"بامشکل اپنی مٹھیاں بینچتے سر جھکا کر کہا، اس کے تعارف پر ذوہان بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کر سکا۔

"سر اتفاق دیکھیں، یہ محترمہ بھی آج ہی آئی ہیں اور آپ بھی اور آپ دونوں کے سر نیم بھی سیم ہیں" کلاس میں موجود ایک لڑکے نے کہا تو ذوہان نے اس کی توجہ کی دل میں داد دی جبکہ نایاب کو لگ رہا تھا سب ان کا تعلق جان جائیں گے، اس نے ذوہان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا، اس سے پہلے وہ اپنا تعلق بتاتا نایاب نفی میں سر ہلا گئی۔

"اتفاقات ہونا کوئی اتنا حیران کن تو نہیں ہے بچے، پھر ضروری تو نہیں صرف میرے فادر کا نام ہی یوسف ہو" وہ مسکرا کر بولا اس نے اس کی تردید یا تصدیق نہیں کی تھی۔

"یہ تو ہے سر" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

"اوکے سو موونگ ٹو آر کلاس" وہ بورڈ کی سمت مڑتے کلاس شروع کروا دیا جبکہ نایاب اس کی پشت کو دیکھے گئی۔

ایک جانب وہ اسے کسی اور کی زندگی میں شامل کرنے کی بات کرتا تھا اور دوسری طرف سائے کی طرح اس کے ساتھ رہ کر اس کی ہر فکر دور کر دیتا تھا، اسے یوں اپنا عادی بنا رکھا تھا ذوہان یوسف نے کے وہ چاہ کر بھی اس کے حصار سے نکل نہیں سکتی تھی۔

مگر یہ بھی حقیقت تھا کہ اگر آج وہ یوں کلاس میں نہیں آتا تو شاید وہ ایک دن سے زیادہ اتنے اجنبی چہروں میں کبھی سروائیو ناں کر پاتی۔

"مجھے آپ درکار ہیں ذو، اپنی آخری سانس تک" دل میں خود سے کہتی بامشکل اپنا دھیان لیکچر کی جانب لے جا سکی تھی۔

کیسے نکلوں تیرے حصار سے آخر

تو محبت ہی نہیں عادت بھی ہے

@@@@@@@@

"آپ نے کہا وہ معصوم اور بے قصور ہے تو اس معصوم کو اس وحشی دنیا سے بچا کر اپنی امان میں کیوں نہیں لے لیتے آپ سر؟" وہ رات ہوتے ہی کوٹھے کی سمت روانہ ہوا جب اس کے کانوں میں کامران کی آواز گونجی۔

"نکاح کر لیں اس سے" بے ساختہ اس کا پیر بریک پر پڑا تھا، کامران نے جو بھی کہا تھا وہ غلط نہیں تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو ایک عرصے سے کسی اور کے پاس رہن رکھا تھا۔

"عادی۔۔۔عادی۔۔۔۔" اس کے کانوں میں معصوم سی سرگوشیاں گونجی، یوں لگا جیسے وہ اسے پکار رہی ہو۔

"آئی ایم سوری عادی کی جان، میں کسی اور لڑکی کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں مگر فکر مت کریں آپ کا حق نہیں دوں گا کسی کو" اس نے اس پل جیسے خود کو اپنا عہد یاد دلایا تھا۔

"آؤ آؤ سیٹھ، میں جانتی تھی تم ضرور آو گے، بھئی حسن آراء کا حسن اتنا بے دم تو نہیں کہ ایک پروانہ قابو ناں کر سکے، بلکہ بیٹھو آج حسن آراء کا مجرہ دیکھو، کیا یاد کرو گے" وہ وہاں داخل ہوا تو ایک محفل سی برپا تھی۔

رسیلی بائی اسے دیکھتے بولی تو اس کی آخری بار پر عادل کا دماغ گھوما تھا، جس لڑکی وہ گندگی سے بچانے کو وہ خود کو تکلیف میں ڈال چکا تھا آج وہ اتنی گندی نظروں کے سامنے رقص کرتی یہ اس کی غیرت پر تازیانہ تھی، اس کی کنپٹی کی رگیں پھولنے لگیں۔

"کیا بکواس ہے یہ رسیلی بائی، میں نے اس لڑکی کو ایک مہینے کے لیے خریدا ہے، مطلب سمجھتی ہو اس بات کا" وہ اٹھ کر دھاڑا تو ایک پل کو وہاں بجتا ساز اور گھنگھروں کی آواز اس شیر کی دھاڑ پر تھمی۔

"کیسی باتیں کرتے ہو سیٹھ، مانا تم نے اسے خریدا ہے مگر اب بھی وہ ہماری ہی جاگیر ہے، فکر مت کرو ایک مہینے تک وہ تمہارے سوا کسی کی رات رنگین نہیں کرے گی مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم ہمارا کاروبار ہی ٹھپ کروادو" رسیلی بائی اپنی جگہ سے اٹھتی مسکرا کر کہتی اس کی جانب آئی۔

"جو بھی ہے مگر جب تک وہ لڑکی میری ہے تب تک میں کسی اور پر اس کا سایہ بھی برداشت نہیں کروں گا" عادل نے گویا ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

"تم تو خاصے بے تاب ہو گئے ہو سیٹھ مگر وہ کیا ہے کہ اگر وہ مجرہ نہیں کرے گی تو میرا خاصا نقصان ہو جائے گا" رسیلی بائی کو عادل سونے کا مرغا محسوس ہو رہا تھا تب ہی کمینگی سے بولی۔

"جو بھی نقصان ہو امیں بھرنے کو تیار ہوں مگر ہو گا وہی جو میں چاہوں گا" عادل نے دانت پیستے بامشکل خود کو قابو کیا۔

"ہمم، جاؤ سیٹھ کیا یاد کرو گے، نہیں ناچے گی تمہاری بسنتی، ہاہاہا" بے ڈھنگا سا قہقہہ لگا کر کہتی وہ عادل کو زہر لگی تھی۔

"بھیجو اسے میرے پاس" وہ وہاں سے نکلتا اسی کمرے میں آ گیا جہاں کل رات وہ رکے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد اس گھنگھرو کی مدہم جھنکار سنائی دی، اگلے ہی پل سرخ رنگ میں ڈھلی قیامت اندر داخل ہوئی تھی۔ اسے کل کیسے واہیات لباس میں دیکھ کر عادل نے دانت کچکچائے جبکہ عادل کو دیکھ کر آج حسن آراء کے چہرے پر سکون سا پھیلا تھا۔

"کس سے پوچھ کر سب کے سامنے رقص کرنے والی تھیں آپ؟" اس کے اندر آتے ہی عادل نے اس کا بازو تھامتے غصے سے پوچھا۔

"و۔۔۔وہ ہم۔۔۔" اسے اتنے شدید غصے میں دیکھ وہ بیچاری اچھی خاصی بہادر ہو کر بھی ہکلا کر رہ گئی۔

"وہ وہ کیا کر رہی ہیں؟ کیا اس لیے اس بائی سے بچا رہا ہوں آپ کو کہ آپ یوں بھری محفل میں اپنا تماشہ لگائیں؟" عادل کا دل چاہ رہا تھا ایک کھینچ کے لگائے اس لڑکی کے۔

"چھوڑیں ہمارا بازو عادل صاحب، آپ کو کیا لگتا ہے یہاں ہر کوئی اپنی مرضی کا مالک ہے؟ ہمارا جو دل چاہے گا ہم کر سکیں گے؟ نہیں عادل صاحب یہاں ہر حکم صرف رسیلی بائی کا چلتا ہے اور جو اس کا حکم نہیں مانتا اس پر زندگی تنگ کر دی جاتی ہے" اس کے غصہ دکھانے پر وہ خاموش ناں رہ سکی۔

عادل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، سہی ہی تو کہہ رہی تھی وہ، یہاں کونسا وہ اپنی مرضی سے رہ رہی تھی۔ تھی تو وہ ایک بے بس لڑکی ہی ناں، تب ہی عادل اس کی بازو چھوڑ گیا۔

"س۔۔۔سوری" وہ کچھ زیادہ ہی جلد بازی کر گیا تھا۔ یوں اپنا ایسا ردعمل خود اس کے لیے بھی حیران کن تھا، آخر وہ کیوں اتنا جذباتی ہو گیا؟

"آگے کیا کرنے والے ہیں آپ؟ کس طرح رسیلی بائی کا اصل چہرہ سامنے لائیں گے؟" اس کا غصہ اتنا ناجائز بھی نہیں تھا تب ہی وہ موضوع بدل گئی۔

"رسیلی بائی جتنی سادہ دکھائی دیتی ہے اتنی ہے نہیں، اس کے تعلقات بہت سے اہم لوگوں سے ہیں۔ پہلے مجھے صرف اسے پکڑنا تھا اور اس کوٹھے کو بند کروانا تھا مگر اب مجھے اس کے ساتھ ساتھ ان تمام لوگوں تک بھی ہاتھ ڈالنا ہے" عادل دروازہ اچھے سے بند کرتا اختیاطاً میوزک سسٹم آن کر چکا تھا۔

"ہاں ہم نے سنا ہے اس بارے میں" حسن آراء کی بات پر عادل چونک کر اس کی طرف مڑا۔

"کیا سنا ہے آپ نے؟" وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ وہ ہمیشہ سے یہیں رہی ہے، مطلب وہ کچھ ناں کچھ تو جانتی ہی ہو گی۔

"رسیلی بائی سے کئی لوگ ملنے آتے تھے، ایک بار ہم انہیں چائے دینے گئے تھے تب انہیں بات کرتے سنا تھا" ذہن پر زور ڈالتے اس نے یاد کرنا چاہا۔

"وہ کہہ رہی تھیں مٹھن تمہارے آدمیوں نے بہت اچھا مال بھیجا ہے مگر کوئی ایم این اے مسئلہ کر رہا تھا تو اسے راستے سے ہٹانے یا ساتھ ملانے کا کہہ رہی تھی" حسن آراء کی بات پر وہ بری طرح چونکا۔

"کیا نام لیا تھا اس ایم این اے کا؟" جلدی سے اس کی جانب آتے پوچھا۔

"کوئی حمزہ شاہ تھے شاید" اس کے بتانے پر عادل کا دماغ چلا، اسی ایریے کا تو ایم این اے تھا حمزہ شاہ، جس نے آتے ہی کئی کام کروائے تھے اور یہ کوٹھا بند کروانے کے دعوے بھی کیے تھا مگر پھر سب کھٹائی میں پڑ گیا۔

"ہمم تھینک یو اس انفارمیشن کے لیے، میں آگے دیکھ لوں گا لیکن آپ بھی دھیان رکھیے گا اگر یہاں آگے بھی ایسا کچھ ہو جو قابلِ گرفت ہو تو آپ مجھے بتائیں گی" عادل کے کہنے پر وہ سر ہلا گئی۔

"اب یہ واہیات لباس تبدیل کریں" اچانک نظر اس کے صندلی وجود سے ٹکرائی تو عادل رخ پھیر گیا، عجیب سی کشش محسوس ہوتی تھی اسے اس لڑکی سے جو غلط تھا اور اس کے نزدیک گناہ تھا۔

"ہم نے اپنے کپڑے رکھے تھے یہاں، ہم بدل لیتے ہیں" وہ جانتی تھی عادل یہی کہے گا تب ہی انتظام کر چکی تھی، وہاں رکھی چھوٹی سی الماری سے کپڑے لیتے واشروم کی سمت بڑھ گئی۔

سفید رنگ کی سادہ سی امبریلا فراک پہن کر باہر نکلی تو اس کا دھلا ہوا شفاف چہرہ دیکھ کر عادل چند پل کے لیے ساکت رہ گیا۔ ہاں وہ ان بے باک لباس میں قاتل لگتی تھی، میک اپ اس کے نقوش کو تیکھا پن دیتا تھا مگر یہ سادہ چہرہ تو اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔

اس پل اس کے چہرے پر اتنی پاکیزگی اور شفافیت تھی کہ عادل کتنے ہی پل نگاہ نہیں پھیر سکا، اس پل اسے کامران کے اعتراضات بلکل سہی لگ رہے تھے، ایسے حسن کے پاس ناں بہکنا کسی کامل ترین ایمان والے زاہد کا ہی کام تھا۔

وہ اس پر سے نظریں پھیرتا، وہاں کی دیواریں چیک کرنے لگا جبکہ حسن آراء بیڈ پر جا کر آرام سے لیٹ گئی، جانتی تھی وہ اپنا کام کر کے صوفے پر سو جائے گا جبکہ آج کی رات عادل جمال کے لیے سخت ہونے والی تھی۔

@@@@@@@@

"کمینے، گھٹیا انسان، تجھ سے زیادہ بے وفا انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا میں نے" اسامہ کی دھاڑ کر ذوہان نے موبائل کان سے دور کیا۔

"مینرز ڈاکٹر اسامہ، آپ جیسے ڈاکٹر کو گالیاں دینا سوٹ نہیں کرتا" اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسے مزید آگ لگائی جس پر اسامہ جل بھن کر رہ گیا۔

"ہاں گالیاں سوٹ نہیں کرتی آپ کا قتل کرنا سوٹ کرتا ہے اور آئی سوئیر ڈاکٹر ذوہان ایک بار آپ میرے ہاتھ لگیں آپ کا خون کرنا فرض ہو گا مجھ پہ" اسامہ نے بڑی عزت سے اس کی بے عزتی کی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے کیوں آگ لگ رہی ہے تجھے" ذوہان نے سنجیدگی سے پوچھا تو اسامہ کا دل چاہا اس کی گردن دبوچ لے۔

"زن مریدی کے ریکارڈ قائم کرنے والے ڈاکٹر ذوہان اپنی بیوی کو بیوی ماننے پر تیار نہیں ہیں، تیرا نام تو گینس بک میں آنا چاہیے، مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر وہاں کالج میں دفعہ ہو گیا ہے۔" اسامہ نے دانت پیس کر کہا۔

"یار وہ ڈر جاتی ہیں اکیلے اجنبی لوگوں میں، پھر انہیں پینک اٹیک ہونے لگتا، میں ان کی صحت پر کوئی رسک نہیں لے سکتا" ذوہان سنجیدہ ہوا تو اسامہ بھی سنجیدہ ہوا۔

"نایاب بھابھی ایسی کیوں ہیں ذوہان؟ ان کی ایسی فطرت بے وجہ نہیں ہو سکتی" وہ ڈاکٹر تھا سو جانتا تھا کچھ بھی بے وجہ نہیں ہوتا۔

"انہیں سائیکالوجیکل مسئلہ ہے، میں کئی سائیکاٹرسٹ سے بات کر چکا ہوں مگر ان کے مطابق یہ خوف ان کے ذہن سے جب تک نہیں نکلتا کچھ بھی ممکن نہیں ہے" ذوہان گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"کیسا خوف؟" اسامہ کے سوال پر ذوہان بلکل خاموش رہ گیا، اس کے سوال پر کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا ذوہان کو، ایک دردناک ماضی سامنے آ کھڑا ہوا۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

@@@@@@@@

"بابا اور چاچو کی جب ڈیتھ ہوئی تو نایاب پانچ سال کی تھیں اور ان کے سامنے ہی دونوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا، اس حادثے نے ان کے دماغ پر بہت زیادہ اثر ڈالا تھا، اتنی چھوٹی تھیں وہ پھر بھی وہ سب پوری طرح فراموش نہیں کر سکیں، ایک لمبا عرصہ انہوں نے ٹروما میں گزارا ہے، کینڈا میں کئی سائیکاٹرسٹ سے علاج کے بعد کہیں جا کر وہ تھوڑی سوشل ہوئی تھیں ورنہ کئی سال ان کی دنیا صرف ذوہان یوسف کے گرد محدود رہی ہے" اسامہ جانتا تھا اس کے بابا اور چاچو کا قتل ہوا ہے مگر وہ سب نایاب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا یہ اسے آج معلوم ہو رہا تھا۔

"اوہ، پھر تو ان کا ایسا رویہ بلکل بھی عجیب نہیں، کیونکہ ہم جیسے ڈاکٹرز ایسے کیسز دیکھ کر چند پل کو دنگ ہو جاتے ہیں اور کئی دن سو نہیں پاتے وہ تو پھر بھی ایک معصوم بچی تھیں" اسامہ افسوس سے بولا۔

"ہمم، ان کی دماغ صحت اس سب سے بہت متاثر ہو چکی ہے، میری ہزار کوششوں کے بعد بھی وہ صرف چند فقرے ہونٹوں سے نکالتی ہیں وہ بھی میرے سامنے جبکہ میرا چاچو اور بابا کا خواب انہیں ڈاکٹر بنے دیکھنے کا ہے" ذوہان بات کرتے کرتے باہر پارکنگ تک آ چکا تھا۔

"تم پریشان مت ہو ذوہان، تمہاری محبت اور ساتھ ہو گا تو وہ ایک دن پوری طرح نارمل بھی ہو جائیں گی پھر اتنا بولیں گی کہ تمہیں خود انہیں چپ کروانا پڑے گا" اسامہ ذوہان کی محبت کا گواہ تھا جسے وہ خود بھی قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔

"مجھے نایاب سے محبت ہے مگر اس محبت میں کوئی مفاد نہیں ہے، میں چاہتا ہوں وہ ایک کامیاب اور نارمل انسان بن جائیں پھر خود ان کی شادی اس انسان سے کرواؤں گا جو ان کا حقدار ہو گا" ذوہان پُرعزم لہجے میں بولا تو اسامہ مسکرا دیا۔

"بیٹا یہ سب بیانات صرف تب تک ہیں جب تک کوئی رقیب تمہاری زندگی میں آ نہیں جاتا، جس دن انہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اس دن آ کر مجھے کہنا کہ تم انہیں کسی اور کو سونپ دو گے" اسامہ کی مسکراتی آواز میں ایک چیلنج سا تھا۔

"فضول بکواس کر کے میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے" ذوہان کے دل پر اس کے الفاظ نے عجیب سا اثر ڈالا تھا تب ہی وہ اسے ڈپٹ کر بولا۔

"ہاہاہاہامیری جان آپ ابھی اس تکلیف سے واقف ہی کہاں ہیں جو اپنی جان سے عزیز شے کو کسی اور کے قریب دیکھ کر محسوس ہوتی ہے اور میری دعا ہے ذوہان تو کبھی وہ تکلیف ناں دیکھے" اسامہ کے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا جس پر ذوہان چونکا۔

"اسامہ۔۔۔" ذوہان نے بے ساختہ اسے پکارا۔

"ذو۔۔۔" نایاب کی دھیمی سی آواز پر وہ بات درمیان میں چھوڑتے مڑا۔

"اسامہ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں" یہ بات وہ اس سے تفصیلاً کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"ہمم، ٹھیک ہے خدا حافظ" اسامہ بھی سنجیدہ ہو چکا تھا تب ہی بغیر کسی دیر کے فون بند کر گیا۔

"چلیں درے؟" اس نے مسکرا کر نایاب سے پوچھا مگر وہ سنجیدگی سے بنا اسے دیکھتے گاڑی میں جا بیٹھی، اس کا ناراضگی کا مخصوص انداز دیکھتے ذوہان بے طرح مسکرا دیا۔

"لگتا ہے کوئی ہم سے ناراض ہے" اس کے برابر بیٹھے ذوہان اس کے خفا چہرے کو دیکھتے بولا مگر نایاب نے تو جیسے نا بولنے کی قسم کھالی تھی۔

"بٹر کپ، میری طرف دیکھیں گی بھی نہیں؟" ہر بار کی طرح اب بھی اس کی ناراضگی ذوہان یوسف پر گراں گزر رہی تھی۔

"سویٹ ہارٹ میں صرف آپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا، آپ خوش ہونے کی بجائے ناراض کیوں ہو رہی ہیں؟" وہ چاہتی تھا کسی بھی بہانے سہی مگر وہ بولے۔

"آپ نے مجھ سے چھپایا" ناک کے نتھنے پھلائے بچوں کی سی معصومیت لیے کہا تو ذوہان مسکرا دیا۔

"تو بڑ کپ سرپرائز بتائے تھوڑی ناں جاتے ہیں؟" نچلا لب دبا کر اس کے معصومانہ انداز کو جی بھر کر انجوائے کیا تھا اس نے۔

"آپ کیوں آئے کالج؟" اس کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کیا ذوہان یوسف نے آج تک دُرِ نایاب یوسف کی کوئی بات رد کی ہے؟ میری بڑ کپ نے مجھ سے کچھ مانگا تھا تو انکار کیسے کر دیتا" اس کی جانب مڑ کر کہا۔

"یو آر دی بیسٹ ذو" اس کا ہاتھ تھامتے محبت اور سادگی سے کہا تو وہ ہنس دیا۔ آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس کا نقاب اتارا۔

"میرے سامنے آپ کو یہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے" اگر کہا جاتا کے نایاب کا چہرہ اس کی تمام پریشانیوں کی دوا تھا تو غلط ناں ہوتا۔

"اب بتائیں! کہاں جانا پسند کریں گی لنچ کے لیے؟" ڈرائیونگ کی سمت متوجہ ہوتے پوچھا۔

"کہیں بھی" کندھے اچکاتے لاعلمی ظاہر کی، ویسے بھی اسے کونسا یہاں کی جگہوں کا پتا تھا۔

"لیٹس گو مائی لیڈی" مسکرا کر کہتے ذوہان گاڑی آگے بڑھا گیا۔ نایاب کو دنیا کے مقابلہ کے لیے تیار کرنے کی طرف یہ پہلا قدم تھا اور اب ذوہان کو قدم باقدم اپنی منزل کی جانب بڑھنا تھا۔

میں اک کمزور سی لڑکی

بہت حساس سی لڑکی

میں اپنی ذات میں لپٹی

فریبِ دشتِ دنیا سے

ہر پل سہمی ہوئی لڑکی

مگر جب ساتھ تیرے ہو

میرے جیون کا کوئی پل

تیری بانہوں کے گھیرے میں

تیرے لمس سے مہکی ہوئی لڑکی

@@@@@@@@

"کیس میں کوئی پیش رفت ہوئی سر؟ آپ کو ایک ہفتہ ہونے کو آیا ہے ان بدنام گلیوں میں جاتے مگر اب تک ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا" وہ اپنے آفس میں بیٹھا کسی فائل کے مطالعہ میں گم تھا جب کامران وہاں پہنچا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا کامران، رسیلی بائی بہت شاطر عورت ہے، اس نے کوٹھے پر کوئی ایسی چیز نہیں رکھی جس سے اس پر شک کیا جاسکے" عادل اس ایک ہفتے میں کوٹھے کے تقریباً سب حصوں کو اپنی عقابی نگاہوں کی زد میں رکھ چکا تھا مگر وہاں کچھ بھی مشکوک نہیں تھا۔

"تو پھر اب کیا کریں گے ہم سر؟ ہمیں ناں صرف رسیلی بائی کا اڈا بند کروانا ہے بلکہ ہمیں اس کے ذریعے شکیل مٹھن تک بھی پہنچنا ہے" کامران کے ماتھے پر تفکر کا جال بکھرا۔

"میں جانتا ہوں کامران مگر۔۔۔" عادل اس سے پہلے کچھ بولتا اس کے موبائل پر حور کی کال آنے لگی، یہ موبائل عادل نے ہی اسے دیا تھا تاکہ وہ اہم خبر اس تک پہنچا سکے۔

"ہیلو حور! آپ نے اس وقت کال کی سب ٹھیک ہے؟" عادل یہ کال ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتا تھا تب ہی جلدی سے فون اٹھایا۔

"ع۔۔۔ عادل ہمیں بچالیں۔۔۔ پلیز۔۔۔" اس کی آواز سے صاف ظاہر تھا جیسے وہ رو رہی ہے۔

"کیا ہوا ہے حور؟ آپ رو کیوں رہی ہیں؟ بتائیں مجھے" اس کے اس طرح رونے پر عادل بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھا۔

"و۔۔۔وہ رسی۔۔۔رسیلی بائی سے ملنے ش۔۔۔شکیل مٹھن آیا تھا۔۔" وہ سسکتے ہوئے بولی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو مٹھن؟" رسیلی بائی شکیل مٹھن کی بات پر بری طرح سٹپٹائی تھی۔

"اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے آپا، تو جانتی ہے حسن آراء پر اپن کی کب سے نظر ہے تو نے اپن سے بنا پوچھے اس کی بولی لگا دی لیکن اپن کو پھر بھی وہ چاہیے" شکیل مٹھن سپاٹ آواز میں بولا۔

"پر شکیل اس سیٹھ نے پیسے دیئے ہیں مجھے حسن آراء کے، میں ایسے کیسے اسے تجھے دے دوں؟" حسن آراء کو لگ رہا تھا وہ پاگل ہو جائے گی۔

"جتنے پیسے مانگے گی اپن دینے کو تیار ہے، اس بند کلی کو گلاب تو تیرا سیٹھ بنا ہی چکا ہے اب تک تو اس کا دل بھر جانا چاہیے، باقی جو اس کا حساب بنتا ہے وہ کر کے اسے دے مگر حسن آراء اب اپن کی ہے" شکیل مٹھن کو حسن آراء کے ان چھوئے حسن سے محروم ہو جانے کا شدید قلق تھا۔

"مگر وہ سیٹھ پتا نہیں مانے گا یا نہیں؟" رسیلی بائی اب بھی جھجھک کا شکار تھی۔

"مانتا ہے یا نہیں اس سے اپن کو فرق نہیں پڑتا، شام کو اپنے آدمی بھیجوں گا حسن آراء کو لینے، تیار رکھنا اسے" اکڑ کر کہتا وہ وہاں سے نکل گیا جبکہ دروازے کے باہر جاسوسی کو کھڑی حسن آراء پر بجلی گری تھی۔

"و۔۔۔وہ ہمیں لے جائے گا عادل،ہ۔۔۔ہم نہیں جائیں گے "وہ اسے ساری بات بتاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"لسن ٹو می ینگ لیڈی، آپ کو کوئی کہیں نہیں لے کر جا رہا، میں کچھ دیر میں آرہا ہوں آپ بلکل محفوظ رہیں گی ٹرسٹ می "عادل کے ماتھے کی رگیں تن چکی تھیں، غصے سے اس نے مٹھیاں بینچ لیں۔

"جلدی آجائیں "بھری ہوئی آواز میں جیسے التجا کی تھی۔

"بس آرہا ہوں آپ تب تک اپنے کمرے میں رہیے گا، کہیں نکلنے کی ضرورت نہیں ہے "وہ یوں اسے خطرے میں گھرنے نہیں دے سکتا تھا اسے کچھ بھی کر کے اسے بچانا تھا۔

"ٹھیک ہے "اسی آواز میں مدھم سے لہجے میں بولی۔

"حور!رونا بند کریں شاباش، کہا ہے ناں سب ٹھیک کر دوں گا پھر کیوں رو رہی ہیں؟ "عادل خود بھی نہیں جانتا تھا وہ کیوں اس کے رونے پر اثر انداز ہو رہا ہے۔

"خود ہی رونا آرہا ہے "معصومیت سے کہا تو عادل بے ساختہ مسکرا دیا، اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اس کے تاثرات لر غور کرتے کامران کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔

جب سے وہ عادل جمال کے ساتھ کام کر رہا تھا اس نے آج پہلی بار اسے مسکراتے دیکھا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مسکراتے ہوئے قاتلانہ لگتا تھا۔ اور احساس تو عادل کو بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ آج کتنے عرصے بعد مسکرایا ہے۔

"اپنے رونے کو کنٹرول کریں، میں بس پہنچ رہا ہوں" نرمی سے کہہ کر وہ فون بند کر گیا، خود کی جانب منہ کھول کر دیکھتے کامران پر نظر پڑی تو عادل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا مسئلہ ہے؟" یک ٹک اسے خود کو دیکھتے عادل دوبارہ اپنے سڑو انداز میں آیا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں سر" کامران سٹپٹا کر ہوش میں آیا۔

"کیا بات ہے سر؟ یہ حور صاحبہ کون ہیں؟ اور کوئی مسئلہ تو نہیں؟" کامران جان نہیں سکا وہ اس سے بات کر رہا تھا۔

"رسیلی بائی حور میرا مطلب حسن آراء کو شکیل مٹھن کے حوالے کرنے والی ہے، ان کا ہی فون تھا" عادل فکر مند سا بولا جبکہ کامران کو ان کی فرینکنیس دیکھ کر شدید ترین صدمہ لگا تھا۔

"اب پھر آپ کیا کرنے والے ہیں سر؟" کامران جانتا تھا اگر اس نے عادل کو چھیڑا تو اس کی خیر نہیں۔

"ابھی تو میں جا رہا ہوں، وہاں جا کر دیکھتا ہوں کیا حالات بنتے ہیں، مجھے اب کسی طرح انہیں وہاں سے نکالنا ہو گا" عادل پُر سوچ انداز میں اسے دیکھتے بولا۔

"ہمم جیسے آپ کو ٹھیک لگے سر" کامران نے سر ہلایا تو عادل تیزی سے باہر نکلا۔

@@@@@@@@

"السلام علیکم سفینہ آپا" رقیہ بیگم ان کے گلے لگتے بولیں تو وہ دھیما سا مسکرا دیں۔

"وعلیکم السلام" رقیہ بیگم سومیہ کی ساس تھیں، آج ان کی اچانک شوکت مینشن آمد یقیناً بے وجہ نہیں تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟ اور باقی سب کیسے ہیں؟ ہماری بہو نظر نہیں آ رہیں؟" انہوں نے انہیں تنہا وہاں بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

"اللہ کا کرم ہے، سومیہ کچن میں ہیں، کوئی کیک ٹرائے کر رہی ہیں باقی سب تو تمہیں پتا ہے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں" سفینہ بیگم آدابِ میزبانی نبھاتے مسکراتے ہوئے بولیں۔

"ارے واہ! مطلب ہم سہی وقت پر آئے ہیں، سومیہ کی ککنگ کا واقع ہی جواب نہیں آپا" وہ عمر میں ان سے زیادہ چھوٹی نہیں تھیں تب ہی دونوں میں کوئی تکلف حائل نہیں تھا۔

"ہاں ماشاءاللہ شروع سے بہت شوق ہے سمی کو کھانے بنانے کا، سومیہ بیٹا باہر آئیں "نرمی سے کہتے انہوں نے سومیہ کو آواز دی۔

"السلام علیکم!" ان کی آواز سومیہ باہر آئی تو رقیہ بیگم کو وہاں دیکھ کر چونکی۔

"وعلیکم السلام! آؤ بیٹا بیٹھو" انہوں نے سومیہ کو ساتھ بیٹھایا۔

"آپا، مبارک ہو شعیب کی دس تاریخ کی سیٹ کنفرم ہو گئی ہے، ہمارے پاس اب تیاری کے لیے بس کچھ ہی دن رہ گئے ہیں" انہوں نے ان دونوں کی سماعتوں پر بم پھوڑا تھا۔

"ماشاءاللہ، تمہیں بھی مبارک ہو" سفینہ بیگم بہت دقت سے خود کو سنبھال سکی تھیں۔

"خیر مبارک، میں سوچ رہی تھی آج سومیہ کو ساتھ لیجا کر شادی کی شاپنگ کر آؤں، اب تو روز چکر لگتے ہی رہیں گے" وہ اپنی خوشی میں ان کے چہروں پر غور نہیں کر سکی تھیں۔

"ج۔۔ جیسے تم بہتر سمجھو رقیہ، تمہاری ہی امانت کے سومیہ ہمارے پاس" یہ الفاظ کہتے انہیں کتنی تکلیف ہوئی تھی یہ کوئی جان ہی نہیں سکتا تھا۔

اور یہ تکلیف تو وہ دو سال سے سہہ رہی تھیں، سومیہ کو کسی اور کے حوالے کر کے انہوں نے جو ستم اسامہ پر ڈھایا تھا وہ ان کے خود کے دل میں ناسور بن چکا تھا۔

"میں تو دو سال پہلے ہی رخصتی بھی چاہتی تھی آپا مگر شعیب کی ضد پر مجبور ہو گئی مگر اب کوئی دیر نہیں، مجھے اپنی بہو پوری کی پوری چاہیے" سومیہ تو یوں تھی گویا وہاں موجود ہی ناں ہو۔

لوگ کہتے ہیں نکاح کے بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے، یہ انجان سے انجان لوگوں کے دلوں کو جوڑ دیتی ہے مگر نا جانے اس کے معاملے میں یہ سب کیوں نہیں تھا، دو سال سے وہ اس شخص کے نکاح میں تھی مگر پھر بھی اپنے دل میں اس کے لیے کوئی جذبہ محسوس نہیں کر پاتی تھی۔

اور دوسری سمت وہ شخص بھی نجانے کیسا تھا کہ نکاح کے بعد اسے ایسا بھولا کے جیسے دونوں میں کوئی تعلق ہی ناں ہو، اس نے دو سال سے شعیب کو نہیں دیکھا تھا ناں کبھی کال پہ بات ہو سکی۔

وہ نکاح کے دو روز بعد ہی جدہ کے لیے نکل گیا تھا وہ وہاں الیکٹریکل انجینئر تھا اور بہت اچھی فرم میں اعلیٰ پوسٹ پر تھا۔ اب اچانک اس کی واپسی نے سومیہ کی زندگی میں ایک بار پھر ہلچل مچا دی تھی۔

"یا اللہ میرے دل کو ایک نامحرم کی محبت سے پاک کر دے، مجھے اپنے محرم کی امانت کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرما دے" اس پل بھی وہ سر جھکائے بیٹھی خود کو اس گناہ سے بچانے کی دعائیں مانگ رہی تھی جو وہ دو سال سے کر رہی تھی۔

"سومیہ بیٹا جاؤ جا کر تیار ہو جاو" اس کی حالت دیکھتے سفینہ بیگم نے کہا، وہ جانتی تھی اس پل وہ کس کیفیت سے گزر رہی ہو گی۔

"ہاں جاؤ بیٹا، میری پیاری سی بہو جلدی سے تیار ہو جائے، میرے اکلوتے بیٹے کی بیوی ہے یہ آپا مجھے بہت عزیز ہے" اس نے اٹھتے اپنی پشت پر رقیہ بیگم کے الفاظ سنے۔

"یا اللہ پاک میری برداشت سے بڑھ کر بوجھ ناں ڈالنا مجھ پر، میرا دل اس تکلیف سے پھٹ جائے گا" کاش اسے کبھی اسامہ سے محبت ناں ہوتی، کاش کہ وہ شعیب سے محبت کرنے پر اختیار رکھتی کاش۔۔۔۔

@@@@@@@@

"ذو۔۔۔" شام میں وہ ہوسپٹل جانے کے ارادے سے نکلا جب لاونج میں نایاب کی آواز پر رکا۔ بلیک جینز پر بلیک اور وائٹ ٹی شرٹ میں اس کا دراز سراپا بے حد وجیہہ لگ رہا تھا، نایاب خود بھی ویسی ہی ڈریسنگ میں ملبوس تھی، وہ دونوں ساتھ کھڑے اس سہانی شام کا خوبصورت حصہ لگ رہے تھے۔

"جی ذو کی پرنسس؟" اس کی طرف گھومتے محبت سے پوچھا۔

"وہ مجھے پڑھنا ہے" اس کے ہاتھ میں کورس کی کتاب دیکھ کر ذوہان سارا معاملہ سمجھ چکا تھا، ایک ہفتہ ہو چکا تھا اسے کالج جاتے اور اس ہفتے میں وہ بڑی خاموشی سے محنت جاری رکھے ہوئے تھی۔

"کیوں نہیں سویٹ ہارٹ آئیں وہاں بیٹھتے ہیں" ذوہان نے مسکرا کر صوفے کی سمت اشارہ کیا۔

"مگر آپ جا رہے تھے" کچھ جھجھک کر اس کے باہر کی سمت جانے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ تو بس وقت گزاری کے لیے جا رہا تھا مگر اب مصروفیت خود چل کر آ گئی ہے تو اب کہاں جا سکتا ہوں آ جائیں" نرمی سے کہتے ذوہان اس کا ہاتھ تھامے صوفے کی سمت بڑھ گیا۔

"اب بتائیں" ذوہان نے پوچھا تو نایاب نے اسے ٹاپک بتایا جس پر ذوہان اسے سمجھانے لگا۔

"اب آپ اسے خود سے سٹڈی کرو، کوئی سوال ہو تو بتاؤ او کے" ذوہان ٹاپک سمجھا کر بولا تو نایاب سر جھکائے پڑھنے لگی۔

اچانک ذوہان کی نگاہ اس کے چہرے پر پڑی، شفاف بے داغ چہرے پر نا جانے کیوں اس کی نظریں ٹک سی گئیں۔ سلکی بالوں کو اس نے ہائی بن میں قید کر رکھا تھا جن سے نکلی آوارہ لٹیں اس کی گالوں پر اٹکیلیاں کر رہی تھیں۔

سنہری جھیلیں کتاب کر جھکی تھیں تو وہ قاتلانہ پلکیں رخساروں کو بوسے دے رہی تھیں، چھوٹی سی ناک اس کے چہرے پر خوب جچتی تھی، سرخ لبوں کو کبھی دانتوں تلے دباتی تو کبھی ہلاتے ہوئے پڑھنے لگتی۔

اس کے لبوں کو جنبش کرتے دیکھ ذوہان کا دل سینے میں ڈولنے لگا، اس نے خود کو ڈپٹ کر اس سے نگاہ ہٹائی، آج تک اس نے کبھی ایسی نظروں سے اسے نہیں دیکھا تھا پھر اب کیوں؟ یہ سب اسامہ منحوس کی بکواس کا اثر تھا۔

"شٹ اپ ذوہان یوسف، امانت ہے وہ تیرے پاس" اس نے اپنے دل کو شٹ اپ کال دی۔

"کونسی امانت بھئی؟ نکاح میں ہے وہ میرے، میرا حق ہے اس پر" دل نے اکڑ کر حقِ ملکیت جتایا تھا۔

"بچی ہے وہ گھٹیا انسان" اس نے اپنے دل کو گھورا جو آج بے لگام ہو رہا تھا۔

"تمہاری آنکھوں کو علاج کی ضرورت ہے ذوہان یوسف، سامنے دیکھو اور بتاؤ یہ حسن کا پیکر، یہ نازنین کیا بچی کہلانے کا حق رکھتی ہے؟ وہ بچی جسے تم نے سینچ سینچ کر رکھا وہ ایک قاتل دوشیزہ کا روپ دھار چکی ہے اور اس کی ہر ناز کی کے پہلے حقدار تم ہو" دل تو جیسے بغاوت کا علم بلند کر چکا تھا۔

"فضول مت بولو، میں اپنی بڑکپ پر بری نظر ڈالنے سے پہلے مرنا پسند کروں گا" ذوہان کو اپنی سوچوں پر شرمندگی ہو رہی تھی۔

"تم پاگل ہو، تمہاری بڑکپ کے لیے تم سے زیادہ پاکیزہ نگاہ کسی کی نہیں ہو سکتی ذوہان یوسف، اسے ایک نگاہ دیکھنا بھی ثواب ہے تمہارے لیے" دل اسے اس خوبصورت رشتے سے متعارف کروانے پر باضد ہو چکا تھا جو ان دونوں کے مابین تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں میں یہ نہیں سوچ سکتا" وہ بے ساختہ بڑبڑایا تھا۔

"کیا ہوا ذو؟" نایاب جو پڑھ رہی تھی اس نے بے ساختہ سر اٹھا کر پوچھا۔

"ک۔۔۔ کچھ نہیں، آپ پڑھیں" ذوہان ہڑبڑا گیا، کیا بتاتا اسے کے تمہیں دیکھنے کی نظر بدل گئی ہے میری۔

"میرا کام ہو گیا ہے" اسے اپنا ریجسٹر دیکھاتے کہا۔

"گڈ، چلیں اب آپ آرام کریں میں چلتا ہوں" ذوہان جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" نایاب کو آج اس کا انداز عجیب لگ رہا تھا۔

"مجھے اسامہ سے ملنے جانا ہے دُرے، آپ ریسٹ کرو میں تھوڑی دیر میں آجاؤں گا، پریشان نہیں ہونا اوکے" اس کی فکر دیکھ کر وہ ہمیشہ والا ذوہان بن چکا تھا۔

"ٹھیک ہے" نایاب فرمابرداری سے سر اثبات میں ہلاتے بولی تو وہ اس کا سر تھپتھپاتے باہر نکل گیا۔

اسے سب سے پہلے تو اس اسامہ کی گردن دبانی تھی جس نے اس کے اچھے خاصے شریف دل کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا، بچارا خوامخواہ کی مشکل میں پھنس کر رہ گیا تھا۔

@@@@@@@@

"اس سیٹھ کے آنے سے پہلے پہلے حسن آراء کو بھیجنا ہو گا ورنہ کہیں وہ کوئی پھڈا ناں ڈال دے" رسیلی بائی پاس کھڑی شبنم کو دیکھتے بولی جو خود بھی حسن آراء کے جانے کا سن کر بہت خوش ہو رہی تھی۔

"کہاں بھیجنا ہے حسن آراء کو زرا میں بھی تو سنوں" عادل کی سخت آواز پر رسیلی بائی چونکی۔

"سیٹھ تم؟ اس وقت سب خیریت" رسیلی بائی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر بولی۔

"کیوں کیا یہاں آنے کے لیے رات ہونے کا انتظار کرنا فرض ہے؟" دو قدم چلتا وہ بائی کے سامنے آرکا۔

"یہ جگہ تو ہے ہی رات کے لیے سیٹھ، یہاں جو بھی آتا ہے رات گزارنے ہی تو آتا ہے پھر دن کے اجالے میں کسی کا آنا حیران کن تو ہو گا" رسیلی بائی بات گھمانے میں ماہر تھی شاید۔

"یہ تو اپنی اپنی سوچ کی بات ہے بائی، خیر بتایا نہیں کہاں بھینجے والی ہو حسن آراء کو؟" عادل نے دوبارہ اسے موضوع کی سمت لاتے کہا۔

"و۔۔۔وہ سیٹھ، بات دراصل یہ ہے کہ حسن آراء کسی اور کو پسند آگئی ہے اور وہ منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہے پھر تم تو جانتے ہو دھندے میں سب سے اہم منافع ہی تو ہوتا ہے" کچھ جھجھک کر رسیلی بائی اپنی اوقات پر آئی تھی۔

"کیا بکواس ہے یہ رسیلی بائی؟ ایک کروڑ سے بھی تمہاری ہوس پوری نہیں ہوئی؟ وہ ایک مہینے کے لیے میری ہے تو تم نے کسی کو اور کو کیسے اس تک جانے دیا" عادل طیش میں آتے بولا۔

"غصہ مت کرو سیٹھ، تم ایک ہفتہ گزار چکے ہو اس کے سنگ، روز روز وہی صورت دیکھ کر دل بھر گیا ہو گا تمہارا بھی، حسن آراء کے بدلے یہاں سے جو بھی چاہو چہرہ پسند کر لو یا چاہو تو جتنے پیسے بنتے ہیں واپس لے لو" رسیلی بائی کسی بھی صورت شکیل مٹھن کو ناراض نہیں کر سکتی تھی۔

"تم شاید جانتی نہیں ہو رسیلی بائی کے میں کس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، میں چاہوں تو ایک پل میں تمہارا یہ کوٹھا خرید سکتا ہوں۔ پیسوں کا لالچ تو مجھے دینا ہی مت جہاں تک بات کسی اور چہرہ کی بات تو میں نے جس چہرے کے پیسے دیئے ہیں مجھے وہی چاہیے" عادل نے سپاٹ انداز میں کہا۔

"مگر سیٹ۔۔۔" رسیلی بائی اس کے رعب دار لہجے سے متاثر ہوئی تھی، اگر سچ میں وہ کسی بڑے خاندان سے ہوا تو اس سے بگاڑنا رسیلی بائی کے لیے نقصان دہ ہو سکتا تھا۔

"مگر وگر نہیں سننا مجھے، جب تک ایک مہینہ پورا نہیں ہو جاتا کسی نے بھی اس لڑکی کی طرف دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" عادل ہاتھ اٹھاتے اس کی بات کاٹ گیا۔

"سیٹھ۔۔۔" عادل واپس جانے کو تھا جب نرم مترنم سی آواز پر رکا، پیچھے ہی وہ نم آنکھوں سے ساتھ کھڑی تھی وہ اپنے غصے میں اسے تک فراموش کر گیا تھا۔

"رسیلی بائی، اپن لوگوں کو مٹھن سرکار نے بھیجا ہے، اس لڑکی کو لینے" اس سے پہلے وہ اس کے قریب جاتا وہاں شکیل مٹھن کے آدمی داخل ہوئے۔

"یہ لڑکی میری ملکیت ہے اسی لیے اپنی گندی نظریں نیچے رکھو" ان کی گندی نگاہیں حور پر محسوس کرتے عادل کو غصہ آیا۔

"دیکھ سیٹھ، اپن اپنے مالک کی بات نئ ٹالتا، اس لڑکی کو تو اپن ہی لے کر جائے گا، اگر زندگی پیاری ہے تو پیچھے ہو جا" وہ آدمی رسیلی بائی کو خاموش دیکھ کر آگے بڑھا۔

"مجھے اپنی زندگی پیاری نہیں ہے اسی لیے میں تو کہیں نہیں جانے والا اور ناں ہی تمہیں اس لڑکی کو لیکر جانے دوں گا، شک ہے تو آزمالو" عادل سرد انداز میں کہتا پوری طرح حسن آراء کے سامنے آکھڑا ہوا تھا اس کا رخ ان آدمیوں کی جانب تھا۔

"جاؤ بے، لے کر آؤ اس لڑکی کو" اس آدمی نے ساتھ کھڑے اپنے آدمی سے کہا۔

اس آدمی نے قریب آکر عادل کے پیچھے سے حور کو چھونا چاہا جب راستے میں ہی اسکا ہاتھ عادل کی گرفت میں آگیا۔

"مجھے بہت ہلکے میں لے لیا تم لوگوں نے" اس کا وہی بازو موڑ کر اس کی پشت سے لگاتے عادل نے اس کے گال پر پوری قوت سے مکا مارا جس پر وہ اگلے ہی پل زمین بوس ہو چکا تھا۔

آخر وہ گلی کے غنڈے اس ٹرینڈ پولیس آفیسر کا مقابلہ کہاں کر سکتے تھے وہ بھی ایس پی عادل جمال کا، جس کی ایک گھوری ہی کئی مجرموں کی پینٹ گیلی کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

"تیری تو۔۔۔" دوسرے آدمی نے آکر اس پر حملہ کرنا چاہا مگر کچھ ہی دیر میں عادل اس کا بھی وہی حال کر چکا تھا۔

"مار کھا کر گرنے سے بہتر ہے تم ان دونوں کی مرہم پٹی کروالو ورنہ تینوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہو گا لیکن پھر بھی اگر مار کھانا چاہو تو میں حاضر ہوں" عادل نے اتنی عاجزی سے کہا جیسے سچ میں اسے کھانا کھانے کی دعوت دے رہا ہو۔

وہ آدمی اس کے ایک ایک مکے پر اپنے ساتھیوں کا حال دیکھ کر چپ چاپ انہیں اٹھانے لگا۔ عادل نے مڑ کر حور کا ہاتھ تھام اور باہر کی سمت بڑھا۔

"کہاں جا رہے ہو تم سیٹھ؟" رسیلی بائی جلدی سے درمیان میں آئی۔

"میں اس لڑکی کو لیکر جا رہا ہوں، ایک ماہ بعد واپس چھوڑ جاؤں گا مگر جب تک یہ میری ملکیت ہے میں اسے یہاں نہیں چھوڑوں گا" عادل سختی سے بولا۔

"یہ نہیں ہو سکتا سیٹھ، تم ہماری لڑکی کو کہیں نہیں لیکر جا سکتے" رسیلی بائی ایسے ہی اسے جانے نہیں دے سکتی تھی وہ نا جانے اسے کہاں لے جاتا۔

"فکر مت کرو، بھگا کر نہیں لیکر جا رہا، مجھے کام کے سلسلے میں جانا ہے سو یہ میرے ساتھ جائے گی، یہ کارڈ رکھو جب اسے واپس چھوڑوں گا تو لے لوں گا، اب تو تمہیں اعتراض نہیں ہے ناں" اپنا بینک کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا۔

"چیک کر لینا خالی نہیں ہے" اس کی مشکوک آنکھوں کو دیکھتے طنز کیا پھر اسے لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

@@@@@@@

"اسامہ۔۔۔"ذوہان اسامہ کو ہوسپٹل میں ناں پا کر اس کے فلیٹ آیا تھا جہاں وہ پورے فلیٹ میں اندھیرا کیے ہوئے تھا، ذوہان یہاں پہلے آچکا تھا تب ہی لائیٹ آن کی مگر سامنے ہی اسامہ کو صوفے کے ساتھ نیچے بیٹھے دیکھ کر فکر مند ہوتا اس کی سمت آیا۔

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے اسامہ؟ کیا ہوا ہے؟"پورے فلیٹ میں سگریٹ کا دھواں پھیلا ہوا تھا جبکہ اسامہ کی اجڑی حالت اسے پریشانی میں دھکیل رہی تھی۔

"تمہارا دوست مر رہا ہے ذوہان یوسف، چند دن تک یہیں اس کی لاش ملے گی تمہیں"خود پر ہنستے اسامہ نے اپنی بے بسی کا مزاق اڑایا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو اسامہ؟ ہوش میں تو ہو؟"ذوہان نے ہمیشہ اسے ہنستے مسکراتے دیکھا تھا آج اس کی یہ بکھری ہوئی حالت ذوہان کو بھی تڑپا گئی تھی۔

"ہوش میں ہی تو نہیں آنا چاہتا میں ذوہان، ہوش میں مجھے یاد آجاتا ہے کے وہ میری نہیں ہیں اور کچھ دنوں میں پوری طرح کسی اور کی ہونے جا رہی ہیں"اسامہ نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"کون اسامہ؟ کس کی بات کر رہے ہو؟"ذوہان جان گیا تھا کہ وہ اپنی جان کو کوئی بڑا روگ لگا چکا ہے۔

"تیرے دوست کی زندگی ہے وہ یار، نہیں جی سکتا ان کے بغیر، جانتا ہوں وہ میری نہیں ہیں مگر میں ان کے سوا کسی کا نہیں ہوں" اسامہ کا درد اس کی آنکھوں اور لہجے سے واضح تھا۔

"کیا محبت کرتے ہو ان سے؟ اور وہ نہیں کرتیں؟" ذوہان نے پوچھا تو وہ ہنس دیا۔

"محبت؟ عشق ہیں وہ میرا اور میں ان کا، وہ سمجھتی ہیں مجھے نہیں بتایا تو میں جانتا نہیں ہوں، اچھے سے جانتا ہوں محبت کرتی ہیں وہ مجھ سے مگر افسوس۔۔۔" اسامہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا جبکہ ذوہان بے تاب تھا جاننے کو کہ اتنی محبت کے باوجود وہ جدا کیوں ہوئے۔

@@@@@@@

"تم ہمت مت ہارو اسامہ، کوشش تو کرو، ڈھونڈنے والوں کو تو خدا بھی مل جاتا ہے، تم یوں ٹوٹ جاؤ گے تو کیا کر سکو گے؟" ذوہان نے اس کی ہمت بندھانی چاہی۔

"خدا بڑا رحیم ہے میرے دوست وہ سچ میں مل جاتا ہے مگر وہ کیسے ملیں گی جنہیں پہلے ہی کسی اور کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے، نکاح میں ہیں وہ کسی اور کے" اسامہ کے انکشاف نے ذوہان کو کئی پل کچھ کہنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

"ن۔۔۔ نکاح" اس کا بظاہر ہنستا مسکراتا دوست اندر سے کس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا، اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے دیکھ کر بھی اس قدر مستحکم نظر آتا تھا کہ ذوہان کو اس کی قوت برداشت پر حیرانی ہو رہی تھی۔

"تم سوچ رہے ہو ناں کتنا بہادر ہوں میں، اپنی زندگی کسی اور کو سونپ کر ہنسی خوشی جی رہا ہوں" تمسخرانہ مسکراتے ہوئے اسامہ نے اس پل اپنا ہی مزاق اڑایا تھا۔

"میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہا اسامہ، ہاں میں آج تک تمہارا درد نہیں جان سکا مگر تمہاری یہ حالت دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا ہے کہ کم از کم تم زندگی جی نہیں رہے، زندگی جینے والے ایسے نہیں ہوتے، بے جان لوگوں جیسے" ذوہان اس کی حالت دیکھتا دھیما سا بولا۔

"یہ اذیت جان لیوا ہے ذوہان، تب ہی تو تجھے دعا دیتا ہوں کہ رب تجھے کبھی اس تکلیف کے قریب بھی ناں جانے دے، کبھی اپنی محبت کو بھولے سے بھی خود سے دور کرنے کا ناں سوچنا ورنہ کچھ نہیں بچے گا تیرے پاس" اسامہ لب بینچتے خود کو سنبھالنے لگا۔

"میرے بارے میں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسامہ، میں اگر اپنی محبت تسلیم کر بھی لوں تو بھی اتنا خود غرض نہیں ہو سکتا کہ اپنے اور ان کے درمیان فرق کو فراموش کر دوں" ذوہان اس کے چہرے سے نگاہ ہٹاتے سامنے دیکھنے لگا۔

"وہ مجھ سے پندرہ سال چھوٹی ہیں، ایک معصوم سی گڑیا، ابھی وہ میری عادی ہیں تب ہی مجھ سے دور نہیں جانا چاہتیں مگر کل جب انہیں شعور آئے گا تو یہ رشتہ ان کے لیے محض بوجھ بن جائے گا اور میں اپنی محبت کی بے قدری برداشت نہیں کر سکوں گا" وہ دونوں دوست آج فرصت سے ایک دوسرے کے دکھ بانٹ رہے تھے۔

"اور اگر وہ ناں بدلیں؟ اگر تو نے اپنی سوچوں کے چلتے خود انہیں خود سے دور کر دیا تو؟ کیا سہہ سکو گے ان سے دوری؟" اسامہ کے سوال پر ذوہان لب بینچ گیا۔

"میں نہیں جانتا مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں، میں ہر چیز قسمت پر چھوڑ چکا ہوں، کل کیا ہو گا کیا نہیں اس کی فکر میں میں ہمارا آج تباہ نہیں کروں گا" ذوہان اپنی محبت کو اپنی بڑ کپ کے سنگ سانس لینے کا موقع دینا چاہتا تھا چاہے اس دوست بن کر ہی سہی وہ ساتھ تو رہتے۔

"میں دعا کروں گا تجھے اس زمانے کی ساری خوشیاں ملیں، وہ بھی جو میں نہیں پا سکا" اسامہ اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کیے بولا۔

"ان شاءاللہ تجھے تیرے حصے کی خوشیاں بھی ضرور ملیں گی، اس پاک ذات نے تیرے لیے سب سے بہترین سوچ رکھا ہو گا" ذوہان کو یقین تھا اس کا یہ پیارا سا دوست بے مراد نہیں رہے گا۔

"میں نے تجھے بھی جذباتی کر دیا ناں" اسامہ اپنے درد دباتا مسکرا دیا۔

"ہاں، اچھے خاصے موڈ کی لسی بنا دی، میں تو یہاں تیری گردن دبانے آیا تھا مگر۔۔۔" ذوہان اسے اس فیز سے نکالنے کو خود بھی شوخ ہوا۔

"وجہ؟ میری معصوم گردن نے تجھے کیا کہا ہے؟" اسامہ نے اسے گھورا۔

"کمینے انسان تیری باتوں کی وجہ سے ہی میرا دل دغا بازیاں کر رہا ہے، اچھا خاصا شریف تھا مگر اب جہاں نایاب کو دیکھتا ہے منہ زور ہونے لگتا ہے" ذوہان نے اس کے کندھے پر چت لگائی۔

"ہاہاہا بیٹا یہ میری وجہ سے نہیں ہوا، یہ چنگاری تیرے اندر ہی کہیں دبی تھی تب ہی تو ہلکی سی پھونک سے جوالہ مکھی بن کر ابھری ہے" اسامہ اب بھی اسے چھیڑنے سے بعض نہیں آیا تھا۔

"تو شہید ہو جائے گا کسی دن میرے ہاتھوں" ذوہان نے اسے گھوڑا۔

"تیرے لیے جان بھی حاضر ہے میری جان" اسامہ ہنس کر بولا تو ذوہان بھی نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا۔

@@@@@@

"اب کیوں رو رہی ہیں آپ؟" وہ گاڑی میں بیٹھی بھی مسلسل رو رہی تھی جبکہ اس کی سوں سوں پر اب عادل کا پارہ ہائی ہونے لگا تھا۔

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں حور، بچا کر لے تو آیا ہوں آپ کو وہاں سے پھر اب ایسے کیوں رو رہی ہیں جیسے میں آپ پر تشدد کر رہا ہوں" اس کی خاموشی پر عادل گاڑی ایک جانب روتے اس کی طرف مڑا۔

"و۔۔۔وہ آپ کو ہمیں لانا نہیں چاہیے تھا اب وہ شکیل مٹھن آپ کے پیچھے پڑ جائے گا، وہ بہت خطرناک غنڈہ ہے" اس کے یوں پوچھنے پر وہ ہمت باندھتی بولی۔

"اگر وہ غنڈہ ہے تو میں نے کونسا چوڑیاں پہن رکھی ہیں، جانتی ہیں ناں کون ہوں میں؟" عادل سر تھام کر رہ گیا یہ لڑکی نا جانے کیا چاہتی تھی۔

"ایس پی" روہانسی آواز میں آہستہ سے کہا۔

"جی ایس پی عادل جمال اور ایس پی عادل جمال کے زورِ بازو میں اتنی طاقت ہے کہ اپنے ذمے لگے فرض نبھا سکے سمجھیں آپ، شکیل مٹھن جیسے دس بھی آجائیں تب بھی مجھے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہیں" عادل نڈر انداز میں بولا تو حور کا خوف زائل ہونے لگا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اچانک یاد آنے پر وہ موضوع بدل گئی۔

"شکر آپ کو خیال آیا حالانکہ سب سے پہلے آپ کو یہی پوچھنا چاہیے تھا" عادل اس کے خاموش ہونے پر سیدھا ہوتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

"بتایا نہیں آپ نے؟ کہاں جا رہے ہیں ہم" بناشر مندہ ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"ابھی فلحال تو میرے فلیٹ لے جا رہا ہوں آپ کو، پھر آپ کے لیے کسی محفوظ رہائش کا بندوبست کر دوں گا" عادل اچانک اسے لے تو آیا تھا مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ اسے رکھتا کہاں۔

"آپ کے گھر میں اور کوئی نہیں ہے؟ انہوں نے اگر ہمارے بارے میں پوچھا تو؟" حور کو نئی فکریں لاحق ہو گئی تھیں۔

"کس نے؟" عادل نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کے گھر والوں نے" وہ اس کے لیے بہت زیادہ پریشانی کا سبب بن رہی تھی۔

"میرے گھر والے یہاں نہیں رہتے، وہ سب کوئٹہ میں رہتے ہیں" عادل کے بتانے پر وہ چونکی۔

"آپ ان سے اتنی دور تنہا رہتے ہیں؟" آنکھیں بڑی بڑی کھولے پوچھا تو عادل بے ساختہ مسکرا دیا۔

"نہیں اکیلا کہاں ہوتا ہوں، وہ رہتیں ہیں ناں میرے ساتھ" سنجیدہ سے لہجے میں اسے دیکھ کر کہا۔

"کون؟"

"آپ کی ہمشیرہ" عادل کے لہجے کی سنجیدگی برقرار تھی۔

"کونسی ہمشیرہ؟" یہ شخص اس معصوم لڑکی کو پاگل کرنے والا تھا۔

"چڑیل بہن کو نہیں جانتیں آپ؟ حالانکہ سگی بہن لگتی ہے مجھے وہ آپ کی" لہجے کو ہلکا پھلکا بناتے کہا تو حور چند پل ہونک بنی اسے دیکھتی رہی۔

"آ۔۔۔۔ آپ ہمیں چڑیل کہہ رہے ہیں؟" حور نے صدمے سے پوچھا تو بے ساختہ عادل کا قہقہ گونجا۔ وہ نہیں جانتا تھا انجانے میں غیر محسوس انداز سے وہ لڑکی اس پر بنا سختی کا خول اتار رہی ہے۔

"نہیں تو، میں نے تو چڑیل کو آپ کی بہن کہا تو ٹیکنیکلی برا تو چڑیل کو منانا چاہیے" اس کے تاثرات عادل کو مزہ دے رہے تھے۔

"آپ بہت برے ہیں، ہمیں بات ہی نہیں کرنی آپ سے" وہ ناراضگی سے کہتی رخ پھیر گئی جبکہ عادل سنجیدہ ہوتا ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہوا، وہ بس اسے شکیل مٹھن کے خوف سے نکالنا چاہتا تھا جس میں وہ کامیاب رہا تھا۔

@@@@@@@@

"کیا ہوا بٹر کپ، آپ ابھی تک سوئی کیوں نہیں؟" وہ اسامہ کی حالت کی وجہ سے کافی دیر اس کی دلجوئی کرتا رہا تب ہی اسے لوٹنے میں کافی دیر ہو گئی تھی، بارہ بجے کے قریب گھر پہنچا تو نایاب لاونج میں بیٹھی دکھائی تھی۔

"آپ کہاں تھے؟" شکوہ کناں انداز میں پوچھا تو ذوہان سمجھ گیا وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"یار آپ میرا ویٹ کیوں کر رہی تھیں، میں نے بولا تھا دوست سے ملنے جا رہا ہوں اور دوستوں کے ساتھ دیر ہو جایا کرتی ہے" بالوں میں ہاتھ پھیرتے صفائی دی۔

"دوست کیسے ہوتے ہیں ذو؟" سنجیدگی سے پوچھا اس کے کونسا دوست تھے جو اسے علم ہوتا۔

"یہاں آئیں میرے ساتھ" ذوہان اس کا ہاتھ تھامے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"دوست وہ ہوتا ہے جو ہر خوشی اور غم میں آپ کا ساتھ دیتا ہے، جو آپ کو مسکرانے پر مجبور کرتا ہے، آپ کی ہر پریشانی اپنی باتوں سے، اپنے انداز سے ختم کر دیتا ہے اور جن سے بات کر کے آپ ہر دکھ بھول جاتے ہو" ذوہان اس کے معصوم چہرے کو دیکھتا بولا جو پوری سنجیدگی سے اس کی بات سن رہی تھی۔

"آپ کے جیسے ہوتے ہیں دوست؟" آہستہ سے پوچھا تو ذوہان مسکرا دیا۔

"بلکل، میں دُرِنایاب احمد عالم کا دوست ہوں، ان کا بیسٹ فرینڈ مگر اب میں چاہتا ہوں میری بڑکپ اور بھی دوست بنائیں۔ کب تک آپ ذو تک محدود رہیں گی کسی اور کو بھی تو موقع دیں ناں خود سے دوستی کرنے کا" ذوہان نہیں چاہتا تھا وہ ساری عمر اسی تک رہ جائے۔۔

"اگر وہ دوست اچھے نہیں ہوئے تو؟" وہ خوفزدہ تھی نا جانے کیوں مگر اجنبیوں پر بھروسہ نہیں کر پا رہی تھی وہ۔

"تو آپ کے ذو تو ہیں ناں، اگر کسی نے بھی میری بڑکپ کو تنگ کرنے کی کوشش کی تو میں اسے چھوڑوں گا نہیں، بٹ پرامس می آپ کالج میں فرینڈز بناؤ گی" اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتے وعدہ چاہا۔

"پرامس" کچھ سوچ کر نایاب اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی۔

"ایک اور بات مانیں گی بڑکپ؟" اچانک ذوہان نے اسے دیکھتے پوچھا تو وہ جھجھک کر اثبات میں سر ہلا گئی۔

"مسکراتی رہا کریں یار، آپ کی مسکراہٹ آپ کے ذو کو انرجی دیتی ہے" انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ کے انداز میں پھیلایا۔

"مسکراؤں گی تو آپ دور چلے جائیں گے" اس کے الفاظ پر ذوہان ساکت ہوا۔

"ایسا کیوں سوچتی ہیں آپ بڑکپ؟ ایسا نہیں ہوتا میری جان، کس نے کہا آپ سے یہ" ذوہان تو اس کے معصوم ذہن میں پلتے خوف سن کر ہی انگشت بداں رہ گیا تھا۔

"میں ہنسی تھی، بابا چلے گئے اگر ذو بھی چلے گئے تو" کاش یہ تکلیف دہ باب اس کی زندگی سے ہٹانے پر قادر ہوتا وہ مگر۔۔۔

"ایسا مت سوچا کریں بڑکپ، آپ کا ننھا سا دماغ ان سب باتوں کو سوچنے کے لیے نہیں ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کو مجھ سے دور نہیں کریں گے پھر آپ مسکرائیں گی تو ذو خوش رہیں گے" اس کے گالوں کو سہلاتے ذوہان اسے مسکرانا سیکھا رہا تھا۔

"ذو خوش ہوں گے؟" دوبارہ تصدیق چاہی تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا جس پر اس نے اپنے نام کے جیسی قیمتی اور نایاب مسکراہٹ سے اسے نوازا۔

"دیٹس لائک مائی گرل" چند منٹ مسکرا کر وہ اپنے سنجیدہ تاثرات میں واپس آئی مگر یہ چند پل ہی ذوہان کے لیے بہت قیمتی تھے تب ہی اس کے ماتھے پر جھک کر محبت دھر گیا۔

"چلیں اب سو جائیں جا کر، صبح کالج جانا ہے ناں" گھڑی کو ایک کا ہندسہ عبور کرتے دیکھ ذوہان کو اسے کہنا پڑا مگر نایاب اٹھنے کی بجائے وہیں اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

"کیا کر رہی ہیں بٹر کپ؟ سونا نہیں ہے" اسے یوں لاڈ کے موڈ میں دیکھ ذوہان مسکرا دیا، وہ یونہی اس سے اپنے سارے لاڈ اٹھواتی تھی۔

"یہاں سوؤں گی میں" اطلاع پہنچاتے وہ آنکھیں موند چکی تھی جبکہ ذوہان اس کے مان اور حق سے کہنے پر مسکرانے کے سوا کچھ ناں کر سکا۔

"اگر آپ سچ میں بدل گئیں بٹر کپ تو؟" اس کے بال سہلاتے ذوپان صرف سوچ سکا۔

"آپ کا ذوجی نہیں پائے گا آپ کے بغیر، آپ کے بنا کوئی وجود نہیں ہے میرا" آج اسامہ کی حالت دیکھ کر وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گیا تھا۔

صرف کہنے میں اور سہنا میں بہت فرق ہوتا ہے، اسے دور کرنے کا کہہ دینا بہت آسان تھا مگر صرف اب جب اس کے بنا رہنے کا سوچتا تھا تو جان نکل جاتی تھی، وہ نا جانے کتنی ہی دیر اس کے سوئے وجود سے گفتگو کرتا رہا۔ جبکہ نایاب اس کی سوچوں سے دور خواب نگر کی سیر کو نکل چکی تھی۔

@@@@@@@

"یہ کیسی ضد ہے شعیب؟ نکاح ہو چکا ہے تم دونوں کا اب ایسی بات کرتے تمہیں شرم نہیں آ رہی؟" رقیہ بیگم فکر مند سی بولیں تو مقابل کے ماتھے پر بل آئے۔

"میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں میں رخصتی نہیں کرواؤں گا اگر آپ سوچ رہی ہیں کہ میرے آتے ہی بنا مجھے بتائے اپنی من مانی کریں گی تو آپ غلط ہیں" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"مگر کیوں؟ کوئی وجہ بھی تو بتاؤ اس ضد کی، نکاح کے وقت تمہیں کوئی اعتراض نہیں تھا تو پھر اب یہ فالتو بکواس کرنے کی وجہ؟" رقیہ بیگم دو سال سے اس کی وہی ضد سن سن کر عاجز آچکیں تھیں۔

"کوئی وجہ نہیں ہے، پہلے بھی آپ نے اپنی مرضی کی تھی میں آپ کے لحاظ میں خاموش رہا مگر اب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میں اپنی زندگی میں ان چاہی عورت برداشت نہیں کروں گا" شعیب کا لہجہ تلخ ہو چکا تھا۔

"تو پھر میں انہیں کیا جواب دوں شعیب جن کی بیٹی تمہارے نام پر بیٹھی ہے؟ کیا غلطی ہے اس لڑکی کی جو تم اسے سزا دے رہے ہو؟" رقیہ بیگم کو سومیہ بہو کے طور پر بہت پسند تھی۔

"کسی کی کوئی غلطی نہیں ہے مما، غلطی میری ہے مجھے نکاح کرنا ہی نہیں چاہیے تھا مگر اب بھی کچھ نہیں بگڑا" اس کا لہجہ عجیب سا تھا۔

"سچ سچ بتا شعیب تو نے وہاں کوئی لڑلی تو پسند نہیں کر رکھی ناں؟ اسی لیے اب تجھے وہ معصوم سی سومیہ بری لگنے لگی؟" رقیہ بیگم نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"مجھے معاف ہی رکھیں مما، یہ عورت نامی وبال میرے لیے نہیں ہے۔ مجھے آزاد رہنے دیں بس آپ ان لوگوں کو بتا دیں کوئی رخصتی نہیں ہو رہی" شعیب بیزار سا بولا تو وہ سر تھام گئیں۔

"شعیب تو کیوں اس عمر میں میرے سر پر خاک ڈلوانا چاہتا ہے، کیا عزت رہ جائے گی میری اس طرح پہلے رخصتی کا کہہ کر انکار کروں گی تو" رقیہ بیگم نے اسے جذباتی کرنا چاہا۔

"مما آپ خود بتائیں کیا آپ کی ناک اونچی رہنا میری زندگی سے زیادہ اہم ہے، بھلے ہی آپ کے بیٹے کی زندگی برباد ہو جائے مگر آپ کی عزت نہیں کم ہونی چاہیے" شعیب اچھی طرح ان کی بلیک میلنگ سمجھ رہا تھا۔

"تیرے منہ میں خاک شعیبی، اتنی اچھی لڑکی چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی تجھے" اب کے انہیں تپ چڑھی تھی اپنے سپوت پہ۔

"میں ٹیوب لائٹ جلا کر بھی کوئی لڑکی ڈھونڈنے کی خواہش نہیں رکھتا مما، آپ بس مجھے معافی دیں" شعیب بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

"شعیبی میرا دل چاہ رہا ہے تو میرے سامنے ہو اور میں جوتی اتار کے ماروں تجھے، دور بیٹھا ہے تو ماں کا ڈر خوف ہی ختم ہو گیا ہے، بیوہ ماں کو ستا لے اس عمر میں، ویسے ایک بات سہی سہی بتا" رقیہ بیگم کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اگر وہ سامنے ہوتا تو وہ سچ میں جوتی اتارنے سے بھی گریز ناں کرتیں۔

"بولیں اب کیا رہ گیا؟" وہ جانتا تھا ابھی بے عزتی کا کوٹا پورا نہیں ہوا۔

"تجھے لڑکیوں میں دلچسپی نہیں ہے کہیں کسی لڑکے کے چکر میں تو نہیں پڑ گیا تو؟" ان کے سوال پر شعیب کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"خدا کا خوف کریں مما، آپ چار جوتے مار لیں مگر الزام تو ناں لگائیں وہ بھی اتنا واہیات" شعیب منہ بسور کر بولا۔

"اتنا تو میری جوتیوں سے ڈرنے والا" رقیہ بیگم گہرا سانس بھر کر رہ گئیں۔

"تو پھر آپ انکار کر دیں گی ناں؟" شعیب نے کنفرم کرنا چاہا۔

"میں کسی کو انکار نہیں کر رہی، جس کو جو کہنا ہے خود آ کر کہہ لینا، تمہاری حرکتوں پر میں ذلیل ہر گز نہیں ہو سکتی" انہوں نے ہری جھنڈی دکھائی تھی۔

"ٹھیک ہے میں خود انکار کر دوں گا مگر آپ شادی کی تیاریاں روک دیں" شعیب نے پُر سکون ہوتے کہا۔

"ٹھیک ہے" انہوں نے جان چھڑانے کے انداز میں کہتے فون رکھا۔

"شادی تو بیٹا تمہاری سومیہ سے ہی ہو گی، ماں میں ہوں تمہاری تم نہیں، دیکھتی ہوں کہاں بھاگتے ہو" رقیہ بیگم تصور میں اس سے بولتے مسکرا دیں۔

@@@@@@

"یہ میرا فلیٹ ہے، میں وہ دائیں جانب والے کمرے میں ہوتا ہوں آپ یہاں اس روم میں رہ سکتی ہیں" وہ اسے لے کر اپنے فلیٹ پہنچا تو لاونج میں رکتے اسے بتایا۔

اسے پولیس فورس کی جانب سے فرنشڈ گھر ملا تھا مگر وہ تنہا ہونے کی وجہ سے وہاں نہیں گیا، یہ فلیٹ بھی اچھا خاصا بڑا تھا جو اس نے اپنی پسند پر شہر سے کچھ دور تنہائی میں لیا تھا۔

"آپ کو بھوک لگی ہو گی، آپ وہاں چل کر بیٹھیں میں کچھ کھانے کو بناتا ہوں" انہیں یہاں پہنچتے پہنچتے بھی کافی دیر ہو گئی تھی پھر اسے اندازہ تھا اس سے فکر میں صبح سے کچھ نہیں کھایا ہو گا۔

"آپ کو کھانا بنانا آتا ہے؟" وہ حیرت سے اس اونچی لمبی مرد کے کھانا بنانے کا سوچ کر ہی حیران رہ گئی تھی۔

"اس میں اتنی حیرت والی کوئی بات نہیں، مجھے کئی سال ہو گئے ہیں گھر سے دور رہتے ایسے میں بھوکا تو نہیں رہ سکتا تھا اور اپنے ساتھ کسی اور کی موجودگی مجھے پسند نہیں اسی لیے بہت پہلے ککنگ سیکھ لی تھی" اس کی بات پر وہ چونکی۔

"ہماری یہاں موجودگی بھی آپ کو پسند نہیں آئی تو؟" حور نے اس کی بات کو خاصا محسوس کیا تھا۔

"میں نے اجنبیوں کی بات کی ہے" عادل آہستہ سے بولا وہ نہیں چاہتا تھا حور فضول سوچیں پالے۔

"اجنبی تو ہم بھی ہیں" حور نا جانے کیوں خود کو اس پر بوجھ سمجھ رہی تھی۔

"میں اگر آپ کو اجنبی سنجھتا تو آج آپ یہاں موجود ناں ہوتیں اسی لیے فالتو سوچیں مت سوچیں، میں آتا ہوں ابھی" اس کے ایک جملے نے حور کو عجیب سے احساسات میں مبتلا کر دیا تھا۔

"آپ یہاں کیوں آ گئیں؟" عادل کچن میں موجود اپنے اور اس کے لیے سینڈوچ بنا رہا تھا جب وہ بھی وہیں چلی آئی۔

"ہمیں بھی سیکھا دیں کھانا بنانا، اور کچھ نہیں تو ہم کھانا بنا دیا کریں گے" اسے یوں اس سے کام کروانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"ہمم، ناٹ آ بیڈ آئیڈیا، چلیں پھر یہاں رک کر دیکھیں مجھے اور سیکھیں" عادل تکلف برت کر اسے بے آرام نہیں کرنا چاہتا تھا تب ہی دوستانہ انداز میں بولا۔

"یہ آپ کونسے سینڈوچ بنا رہے ہیں؟" اسے نئی نئی چیزیں مکس کرتے دیکھ کر حور نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کو کیسے پتا یہ نارمل سینڈوچ نہیں ہے؟" عادل نے الٹا سوال پوچھا۔

"وہ وہاں کبھی کبھار خوشبو آنٹی ہمارے لیے سینڈوچ بناتی تھیں وہ ایسے نہیں بنتے تھے" سادگی سے جواب دیا تو عادل مسکرا دیا۔

"جی یہ چکن مایونیز سینڈوچ ہیں، کھا کر دیکھیے گا بہت ٹیسٹی بنتے ہیں" شریڈیڈ چکن میں مایونیز مکس کرتے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔

"بریڈ پکڑیں" مکسچر تیار کر کے اس سے کہا تو وہ سائیڈ سے بریڈ پکڑ کر اس کے آگے کیا۔

"اب اسے اس میں لگا کر رکھیں گے سینڈوچ میکر میں اور کچھ ہی دیر میں ہو جائیں گے ہمارے سینڈوچ تیار" سینڈوچ میکر میں سینڈوچ رکھ کر بولا تو وہ بے ساختہ مسکرا دی۔

"کیا ہوا آپ ہنس کیوں رہی ہیں؟" اسے یوں مسکراتا دیکھ کر عادل چونکا۔

"اگر وہ غنڈے جنہیں آپ نے مارا وہ آپ کو کھانا بناتے دیکھ لیں تو ہنس ہنس کر پاگل یو جائیں گے" اسے یوں گھریلو انداز میں دیکھنا سچ میں انوکھا تھا۔

"میڈم بھوک بہت ظالم شے ہے یہ بڑے بڑے سورماؤں کو پچھاڑ دیتی ہے میں تو عام سا انسان ہوں" عادل کندھے اچکا کر بولا تب تک ان کے سینڈوچ تیار ہو چکے تھے۔

"چلیں پہلے پیٹ پوجا کر لیں پھر آپ کو آپ کا روم دیکھا دوں گا" عادل نرمی سے بولا تو وہ سر ہلاتی اس کے پیچھے آ گئی۔

"یم، سچ میں یہ سینڈوچ بہت اچھے ہیں" پہلی ہی بائٹ پر حور کہے بغیر ناں رہ سکی۔

"آپ کی خوشبو آنٹی کے سینڈوچ سے بھی اچھے؟" عادل نے چھیڑا تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"بلکل ان سے کہیں زیادہ اچھے" اس نے تعریف میں کوئی کمی نہیں رکھی تھی تب ہی عادل بھی مسکراتا کھانے کی سمت متوجہ ہوا۔

"یہ اس روم میں آپ رہیں گی، کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ بتا دیجیے گا" وہ کھانے کے بعد اسے روم میں لایا۔

یہ ہلکے گرے رنگ سے سجا سادہ مگر خوبصورت سا کمرہ تھا جو حور کو بہت پسند آیا تھا، وہ اشتیاق سے وہاں رکھی ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے رسیلی بائی سے کہا تھا ہمیں لاہور جانا ہے؟" اچانک یاد آنے پر وہ اس کی سمت مڑی۔

"ویسے تو میں نے صرف آپ کو وہاں سے نکالنے کے لیے کہا تھا مگر ہاں مجھے سچ میں کچھ دنوں تک لاہور جانا ہے" عادل نے سچ بتانا ہی مناسب سمجھا۔

"اوہ" حور سر اثبات میں ہلا گئی۔

"چلیں آپ آرام کریں میں چلتا ہوں، چاہیں تو ڈور لاک کر لیجیے گا" وہ نصیحت کرتا نکل گیا۔

"آپ تو ہمارے محافظ ہیں آپ سے کیسا خوف" اس کے مڑنے پر وہ بے ساختہ بولی۔

"محافظ ہوں مگر نامحرم بھی ہوں تو بہتر ہے خدا کے سوا کسی پر بھروسہ ناں کریں" بنا مڑے وہ سچائی سے بولا تو حور گنگ رہ گئی۔

وہ جا چکا تھا مگر اپنا جادوئی حصار اس پر چھوڑ گیا، کیا تھا وہ شخص؟ ہر بار اپنی باتوں سے اسے لاجواب کر دیتا تھا۔

اس کے کورے بے داغ دل پر عادل جمال اپنا آپ تحریر کرنے میں مگن تھا جس کا علم شاید خود عادل کو بھی نہیں تھا، اس نے آج تک صرف مردوں کا ایک ہی روپ دیکھا تھا۔

ہوس زدہ، جسموں کے پیچھے بھاگنے والے بدبودار کتوں جیسے مرد مگر عادل جمال کو جان کر اسے علم ہوا تھا کہ مردوں کی ایک جماعت ایسی بھی ہوتی ہے جو ہر روپ میں صرف محافظ ہوتے ہیں۔

عورت چاہے اپنے گھر کی ہو یا باہر کی، عورت ہر روپ میں قابلِ احترام ہوتی ہے اسے ہر جگہ ایک مرد کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے اور اصل مرد وہی ہوتا ہے جو عورت کا تحفظ دے سکے۔

@@@@@@@@

"ہیلو کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" وہ کلاس میں اپنی سیٹ پر بیٹھی تھی جب ایک نسوانی آواز پر چونک کر سر اٹھایا۔ پاس ہی حجاب میں لپٹا بے ریا سا چہرہ دکھائی دیا۔

"ہمم" ذوہان کی باتوں کا اثر تھا کہ وہ اسے انکار نہیں کر سکی تب ہی بیگ کھسکاتے ساتھ والی کرسی پر ہو گئی۔

"میرا نام علیزہ ہے اور آپ کا؟" اس لڑکی نے نایاب کی طرف مڑتے مسکرا کر کہا۔

"درِنایاب" یک لفظی جواب دیتے وہ چپ ہو گئی تو علیزے مسکرا دی۔

"واؤ بہت پیارا نام ہے، میں دو دن سے تمہیں دیکھ رہی ہوں تم کسی سے بات کیوں نہیں کرتی؟" وہ جلد ہی بے تکلف ہو گئی تھی۔

"مجھے عادت نہیں ہے" ذوہان اور اسامہ کے بعد علیزے وہ بندی تھی جسے وہ نارملی جواب دے رہی تھی۔

"ارے یار، مجھے تو بولنا بہت پسند ہے، تمہیں پتا میری مما کہتی ہیں علیزے تم چوبیس گھنٹے بھی بولتی رہو تب بھی تمہاری زبان نہیں تھکتی" اپنی بات کو خود ہی انجوائے کرتے علیزے مزے سے بولی تو نایاب مسکرا دی مگر نقاب کی وجہ سے علیزے اس کی مسکراہٹ دیکھنے سے محروم رہ گئی تھی۔

"اندازہ ہو رہا ہے" نایاب اس کے اتنا بولنے پر بڑبڑا کر رہ گئی۔

"تمہارے گھر میں کون کون ہے؟" اچانک رک کر اس سے پوچھا تو وہ گڑبڑائی۔

"بس میں اور ذو" آہستہ سے جواب دیا تو علیزے چونکی۔

"ذو کون؟ تمہارے بھائی؟" علیزے نے بے ساختہ پوچھا۔

"استغفر اللہ، ذو میرے ہزبینڈ ہیں" جس طرح اس نے کہا تھا نایاب سے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"واٹ۔۔۔" علیزے کی صدمے سے بھرپور آواز نکلی جس پر کئی سٹوڈینٹس نے مڑ کر دیکھا۔

"آہستہ بولیں" نایاب شرمندہ سی ہوتی اس کا ہاتھ تھام گئی تاکہ وہ نارمل ہو سکے۔

"یار تم نے دھماکا ہی اتنا بڑا کیا ہے، چھوٹی سی ہو تم اور شادی شدہ ہو؟ تمہارے مما بابا کدھر ہیں؟"

علیزے کو احساس ہوا تو آہستہ سے بولی۔

"شادی شدہ نہیں ہوں، نکاح ہوا صرف" نایاب یوں بولی جیسے کوئی گناہ ہو گیا ہو۔

"اور مما بابا؟" علیزے سر جھٹک گئی۔

"نہیں ہیں" آہستہ سے سر جھکا کر کہا تو علیزے افسردہ سی ہو گئی۔

"ویسے یہ مسٹر ذو کو کوئی پورا نام بھی ہو گا، کون ہیں محترم اور کب سے نکاح شدہ ہو میڈم" وہ بندی سچ میں باتونی تھی اور پہلی ہی ملاقات میں خاصی فرینک بھی ہو گئی تھی۔

"السلام علیکم کلاس" اس سے پہلے نایاب کوئی بہانا تراشتی ذوہان کی آواز نے ان کی توجہ کھینچی۔

"وعلیکم السلام سر" پوری کلاس کھڑی ہو کر یک زبان بولی۔

"ویسے یار یہ سر ذوہان کی بھی کیا پرسنیلٹی ہے، پوری کلاس کا کرش ہیں" علیزے اس کے ساتھ بیٹھتے سرگوشی میں بولی تو نایاب نے سر گھما کر ساری کلاس کو دیکھا۔

ساری لڑکیاں آنکھوں میں اشتیاق لیے کتاب سے زیادہ ذوہان کو پڑھنے میں دلچسپی لے رہی تھیں، نایاب کو شدید طیش آیا۔

"بد تمیزی مت کرو" نایاب سرد انداز میں بولی تو علیزے چونکی، اس کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں ناگواری لیے سب کو دیکھ رہی تھی۔

"ذو۔۔۔ذوہان یوسف۔۔۔درنایاب یوسف۔۔۔" اچانک علیزے کے ذہن میں جھماکا ہوا۔

@@@@@@@@

"تو شادی کر رہی ہیں آپ" آج کئی دنوں بعد دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسامہ نے اسے فون ملایا، اس کی آواز سنتے ہی بے ساختہ لبوں سے شکوہ نکلا۔

"شادی تو کب کی ہو چکی ہے یہ تو بس رسمِ دنیا ہے" وہ جو اتنے دنوں سے رو رو کر بے حال ہو چکی تھی اب اس کے سامنے اپنے لہجے کو سرد بنا گئی۔

"یہ بھی سہی کہا آپ نے، میں تو آپ کو کھونے کا سوگ بھی نہیں منا سکتا کہ جن کو پہلے ہی کھو چکے ہوں ان کے بچھڑنے کا دکھ کیسا" اپنے سامنے رکھے پن کو گھماتے وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں خود کو اور باقی سب کو اذیت دے رہے ہو سام؟ کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کیوں نہیں کر لیتے" دل پر پتھر رکھ کر مشورہ دیا تھا۔

"دیکھی تھی ایک بہت اچھی لڑکی مگر اسے مجھ سے بھی اچھا کوئی مل گیا اب تو کوئی اچھی ہی نہیں لگتی" تمسخرانہ مسکرا کر بولتا وہ اسے اذیت میں جھونک رہا تھا۔

"تم مجھے احساسِ جرم میں مبتلا دیکھ کر خوش رہو گے سام؟ میں ساری زندگی خود کو معاف نہیں کر سکوں گی" اس کی آواز نا چاہتے ہوئے بھی بھیگ گئی۔

"آپ کیوں احساسِ جرم میں مبتلا ہوتی ہیں یار؟ آپ کا جرم تھوڑی ہے یہ جرمِ محبت تو اسامہ کمال کا ہے" دوستانہ انداز میں کہہ کر اسے تسلی دینا چاہی۔

"تم آؤ گے؟" سومیہ موضوع بدل گئی۔

"آپ بلائیں گی تو کیوں نہیں آؤں گا، آپ تو مرنے کے لیے بھی کہیں تو اسامہ ہنستا ہنستا جان دے دے یہاں تو پھر جیتے جی مرنا ہے بس" وہ شخص تیز چلانے میں ماہر تھا۔

"تم مت آنا اسامہ، جب تک میں رخصت ناں ہو جاوں یہاں مت آنا" سومیہ ناں اسے اذیت دے سکتی تھی ناں خود سہہ سکتی تھی تب ہی التجا کی۔

"مگر مجھے تو آنا ہے، میری دادی تڑپ رہی ہے مجھ سے ملنے کو، آپ کتنی ظالم ہو یار مجھے ان سے دور رکھنا چاہتی ہو" ہنس کر کہتے خود کا مزاق بنایا تھا۔

"اسامہ۔۔۔" اس کے لہجے میں بے پناہ اذیت تھی۔

"آپ کو خود دلہن بنا کر اس شخص کے ساتھ رخصت کروں گا سمی جس شخص کے مقدر پر اسامہ خان کی سانسیں قربان ہیں" فیصلہ کن انداز میں کہتا وہ فون بند کر چکا تھا۔

جبکہ سومیہ تڑپ کر رہ گئی، وہ جانتی تھی اسامہ خود کو اور اسے اذیت کی آخری حدوں تک لے جائے گا اور وہ خود سے زیادہ اس کی تکلیف سے خوفزدہ تھی۔

@@@@@@@

"ڈونٹ ٹیل می تم ذوہان سر کی وائف ہو؟" اچانک علیزہ اس کی طرف پلٹتی پُرجوش سی بولی جس پر نایاب بری طرح گڑبڑائی۔

"آہستہ بولو" نایاب نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا، یہاں وہاں دیکھا شکر تھا سب ذوہان کی سمت متوجہ تھے۔

"رئیلی یار، تم تو چھپی رستم نکلی، جس بندے پر ساری کلاس فدا ہے اسے پہلے ہی اپنا بنا کے بیٹھی ہو" اب کے علیزہ آہستہ سے سرگوشی میں بولی۔

"کسی کو بتانا مت علیزہ" اس کے مسلسل بولنے پر نایاب کو درخواست کرنا پڑی۔

"یار تمہارا پرسنل بندہ ہے تم تو یوں خوفزدہ ہو رہی ہو جیسے چوری کی ہو، ایک منٹ پہلے دن ذوہان سر شاید بتانے بھی والے تھے مگر تم نے روکا ہو گا ہیں ناں؟" علیزہ نے اس سے پوچھا تو اس کے اتنے ٹھیک اندازے پر نایاب کا منہ کھلا۔

"ت۔۔۔ تمہیں کیسے پتا؟" وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی، ذوہان نے ایک نظر اس پر ڈالی تو اسے کسی لڑکی سے باتیں کرتے دیکھ ذوہان کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

"بس تمہیں دیکھ کر اندازہ ہو گیا ہے، ویسے میں نے ابھی ابھی نوٹ کیا ہے یہ ذوہان سر کی نظر تمہاری طرف ہی بار بار اٹھ رہی ہے، ہائے یار کتنی مزے کی سٹوری ہے تمہاری "علیزے میڈم کو تو ان کی سٹوری بہت زیادہ پُرجوش کر چکی تھی۔

"مس علیزہ اور مس نایاب اگر آپ دونوں کی باتیں ہو گئی ہوں تو کلاس کی طرف متوجہ ہو جائیں" ذوہان علیزہ کی مسلسل چلتی زبان دیکھ کر انہیں ٹوکے بنا ناں رہ سکا۔

"س۔۔سوری سر"علیزہ سٹپٹا کر سیدھی ہوئی وہیں نایاب بھی بلکل سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔باقی کا سارا لیکچر انہوں نے انتہائی شرافت سے گزارا، آف ٹائم ہوتے ہی وہ دونوں کلاس سے باہر نکل آئیں۔

"ویسے یار تم نے بتایا نہیں تمہارا اور ذوہان سر کا نکاح کیسے ہوا؟"علیزہ اس کے ساتھ چلتے بولی۔

"پتا نہیں۔۔"وہ کندھے اچکاتے بولی تو علیزہ نے منہ کھولے اسے دیکھا۔

"میں تم سے پرینکا چوپڑا اور نک جونس کے نکاح کا نہیں پوچھ رہی جو انجان بن رہی ہو، تمہیں یہ بھی نہیں پتا کہ تمہارا نکاح کیسے ہوا؟"علیزہ نے اسے گھورا۔

"میں چار سال کی تھی جب نکاح ہوا"نایاب کے اگلے انکشاف پر علیزہ کا منہ یوں تھا جیسے کوئی ساتواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔

"اور ذوہان سر کتنے سال کے تھے؟"بے ساختہ پوچھا۔

"انیس سال"وہ آرام سے بولی تو علیزہ نے گہرا سانس بھر کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔

"مطلب اب ہم اٹھارہ کی ہیں تو سر بتیس تینتیس سال کے ہیں؟"علیزے نے خود کو یقین دلانا چاہا۔

"ہمم، ذو کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری لیے بھی دس سال ہو گئے ہیں"نایاب نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"واہ یار، سر اتنے بزرگ ہیں لگتے تو بلکل نہیں ہیں ہماری کلاس کے لڑکوں سے زیادہ ینگ اور ہینڈسم ہیں" علیزہ مزے سے بولی تو نایاب نے اسے گھورا۔وہ دونوں چلتی باہر پارکنگ کی طرف آ گئیں۔

"اوہ سوری سوری میں بھول گئی تھی تم بہت پوزیسیو ہو سر کے لیے "فوراً اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے علیزہ نے بامشکل اپنی ہنسی روکی۔

"بٹر کپ "اس سے پہلے وہ علیزہ کو کوئی جواب دیتی ذوہان کی آواز پر وہ دونوں چونک کر مڑیں۔

"السلام علیکم سر "علیزہ نے اسے دیکھتے جھٹ سے سلام جھاڑا۔

"وعلیکم السلام، چلیں نایاب؟" اسے سر کے اشارے سے جواب دیتے وہ نایاب کی سمت متوجہ ہوا جس پر وہ سر ہلا گئی۔

"اوکے نایاب گڈ بائے، صبح ملیں گے "علیزہ اسے ہاتھ ہلاتے بولتی وہاں سے چلی گئی جبکہ نایاب ذوہان کے پیچھے چلتی گاڑی کی طرف آئی۔

"میری بٹر کپ تو بڑی فرمابردار ہیں بھئی، اتنی جلدی بات مان لی "ذوہان نے گاڑی میں بیٹھتے اسے چھیڑا۔

"کونسی بات؟" وہ حیرانی سے اس کی مسکراتی آواز پر سر اٹھاتے بولی۔

"اتنی جلدی دوستی کر لی آپ نے علیزہ سے "ذوہان نے کہا تو وہ علیزہ کو یاد کرتے مسکرا دی۔

"اس نے خود ہی دوستی کر لی "سنجیدہ چہرہ بناتے بولی۔

"اچھی بات ہے، آپ کو ایسی ہی زندہ دل دوست کی ضرورت ہے سویٹ ہارٹ "ذوہان اس کی ناک دباتے بولا تو وہ مسکرا کر سر جھکا گئی۔

@@@@@@@@

"آ۔۔۔آپ کہیں جارہے ہیں؟"رات خیر وعافیت سے گزر گئی تھی، صبح جس وقت اس کی آنکھ کھلی باہر اچھا خاصا دن چڑھ آیا تھا،وہ شرمندہ سی ہوگئی،عادل کیا سوچ رہا ہوگا اس کے بارے میں وہ اتنی دیر تک سوتی ہے۔

یہی سوچ آتے وہ جلدی سے اٹھ کر فریش ہوتی باہر آگئی،وہ اس وقت بھی چمکیلی سی شلوار قمیض میں تھی جس کی شرٹ خاصی تنگ تھی،کل تو اس نے چادر میں خود کو چھپالیا تھا مگر اب وہ سارا وقت اس چادر میں نہیں رہ سکتی تھی۔کپڑوں کا سوچ سوچ کر دل خراب ہورہا تھا وہ اپنا سامان بھی نہیں لائی تھی۔

باہر آئی تو عادل کو بلیک یونیفارم میں ملبوس تیار دیکھ کر چونکی،وہ جتنا خوبرو سیول کپڑوں میں لگتا تھا اس سے کہیں زیادہ وجیہہ اس وردی میں لگ رہا تھا۔

"میں تھانے جارہا ہوں،آپ کے لیے ناشتہ ٹیبل پر موجود ہے،کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو کچن میں دیکھ لیجیے گا سب موجود ہے"عادل اس کی آواز پر مڑا جہاں وہ کل والی ہی چادر میں موجود تھی۔

"و۔۔وہ آپ کسی طرح کوٹھے سے ہمارا سامان منگوا کر دے سکتے ہیں؟کل جلدی میں کچھ نہیں لا سکے ہم" کچھ جھجھک کر کہا تو عادل کی توجہ اس جانب مبذول ہوئی۔

"اوہ! میں بھول ہی گیا تھا، آپ فکر مت کریں میں واپسی پر کوئی انتظام کرواتا ہوں۔ دروازہ بند کر لیں اور پریشان نہیں ہونا میں جلدی آجاؤں گا" عادل سنجیدگی سے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔

اس کے جانے کے بعد حور نے دروازہ بند کیا اور کچن کی جانب آئی، ٹیبل پر نظر پڑی تو وہاں ڈھکی ہوئی پلیٹ اور دودھ کا گلاس موجود تھا۔

اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی تب ہی خاموشی سے چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی، پلیٹ میں ٹوسٹ کے ساتھ آملیٹ رکھا تھا ساتھ ہی جیم کی بوتل بھی پڑی تھی۔ وہ بسم اللہ پڑھتے کھانے کی سمت متوجہ ہوئی۔

کھانا کھا کر برتن صاف کر کے رکھتے باہر آئی تو اتنا لمبا دن تنہا گزارنے کا سوچ کر ہی اس کا دل گھبرانے لگا، کچھ دیر لاونج میں آکر ٹی وی دیکھنے لگی۔

مگر کب تک؟ جلد ہی ٹی وی سے بھی اکتا گئی تب ہی اچانک اس کی نظر لاونج کی ہلکی ہلکی بے ترتیبی پر پڑی ویسے تو خاص ضرورت نہیں تھی صفائی کی مگر اسے کچھ تو کرنا ہی تھا یہی سوچ کر وہ وہاں سے اٹھتی صفائی میں جت گئی۔

پہلے ساری چیزوں کو سہی کر کے ان کی جگہ پر رکھا پھر ڈسٹنگ کا کپڑا اپکڑ کر رگڑ رگڑ کر سب چیزیں صاف کرنے لگی، لاونج سے فراغت پاتے وہ عادل کے روم کی طرف آئی جو بلکل درست حالت میں تھا بس وہاں بھی ہلکی سی ڈسٹ نظر آرہی تھی۔

اس نے کمرے کی اچھے سے صفائی کرتے کھڑکیاں کھول دیں تاکہ روشنی اندر آسکے، اس سب میں آدھا دن گزر گیا تھا۔ دوپہر کے قریب وہ کچن میں آئی اور سائیڈ کبرڈ سے چپس کا پیکٹ لے کر لاونج میں آگئی۔

اچانک دروازے پر دستک کی آواز پر وہ بری طرح چونکی، عادل کے آنے کے خیال پر ہی وہ پُرجوش سی ہو کر باہر کی جانب دوڑی اور بنا سوچے سمجھے دروازہ کھول دیا۔ اس نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ عادل اپنے ہی فلیٹ کا دروازہ کیوں کھٹکھٹائے گا؟

دوسری جانب عادل صبح سے سارے کام جلدی جلدی کر رہا تھا، کامران اس کی جلدیوں پر حیران ہوئے بغیر ناں رہ سکا مگر اس سے پوچھنے کا رسک کون لے بھئی۔

"کامران، مجھے ضروری کام سے جانا ہے تم یہ فائل دیکھ لو اور کل مجھے اس میں موجود سب لوگوں کا کالا چٹا چاہیے" تقریباً ایک بجے کے قریب وہ جانے کے لیے اٹھا تو کامران چونکا۔

"سب خیریت سر، آج آپ اتنی جلدی جا رہے ہیں؟" یہ ان دونوں کی پروفیشنل لائف میں پہلی بار تھا جب عادل جمال یوں وقت سے پہلے اٹھ کر جا رہا تھا۔

"ہاں سب خیریت ہے بس مجھے کسی ضروری کام سے جانا تھا، تم یہاں سب پر نظر رکھنا کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے مجھے" سرسری سا بتاتے وہ بات بدل گیا۔

"اوکے سر" کامران تجسس کو بھاڑ میں جھونکتا سر ہلا کر بولا۔

عادل سیدھا مال آیا تھا اور وہاں سے لیڈیز بوتیک میں، اندازے کے مطابق ہی کھلے کھلے اور سٹائلش سے چند ڈریسز لیتے وہ اس کے لیے جوتا اور روزمرہ کی استعمال کی چیزیں لے کر گاڑی میں آ بیٹھا۔

اسے آج حور کو محکمے کی جانب سے ملے اپارٹمنٹ میں بھی چھوڑنے جانا تھا تب ہی وہ اس وقت نکلا تھا تاکہ رات تب سب سیٹ کر سکے۔ وہ فلیٹ کے قریب پہنچا جب دروازے کو کھلا دیکھ کر اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔۔

"حور۔۔۔" تب ہی نسوانی چیخ پر وہ چونکا، سامان وہیں پھینکتے وہ تیزی سے اندر کی جانب آیا جہاں کا منظر دیکھتے اس کا خون کھولا تھا۔

@@@@@@@

"مگر رقیہ اتنی جلد بازی کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟" اچانک رقیہ بیگم نے ان پر دھماکا کیا تھا کہ وہ اگلے مہینے کی بجائے اسی ماہ شادی کرنا چاہتی ہیں، شعیب کو بائیس تاریخ کو پاکستان آنا تھا اور وہ اس دن مہندی رکھنا چاہتی تھیں۔

"سفینہ آپا آپ تو جانتی ہیں ایک ہی بیٹا ہے میرا اور میں اس کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔ شعیب کے آتے ہی میں اپنی بہو کو اپنے پاس لیجانا چاہ رہی ہوں تا کہ وہ میرے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت رہ سکے" رقیہ بیگم ان کے حیران ہونے پر جلدی سے صفائی دیتے بولیں۔

وہ انہیں بتا نہیں سکتیں تھیں کہ شعیب کیا حرکتیں کرتا پھر رہا ہے ورنہ نا جانے وہ لوگ کیا سوچتے تب ہی بہانا بنایا۔

"وہ سب تو ٹھیک کے رقیہ آپا مگر ہماری بھی بیٹی کا سوال ہے، یوں اتنی جلدی میں تیاریاں کیسے ہوں گی پھر شعیب خیر سے آجائے تو فرض تو ہمیں ادا کرنا ہی ہے" کمال صاحب کو دیکھ کر جمال صاحب بولے جو خود بھی فکر مند لگنے لگے۔

"تیاریوں کی بھی خوب کہی تم نے جمال، ہمیں تم سے کچھ نہیں چاہیے۔ دو جوڑوں میں سومیہ کو رخصت کر دو بس اللہ کا نام لے کر باقی فکریں مجھ پر چھوڑ دو" رقیہ بیگم نے اپنائیت سے کہا۔

سومیہ ان سب کے لیے چائے بنوا رہی تھی تب ہی ساری بات سے لاعلم تھی مگر اب تو وہ خود بھی جیسے پتھر سی ہوتی جا رہی تھی، جب دل ہی مر چکا تھا پھر بار بار شکوہ کیا کرتی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں آپا پر پھر بھی بیٹی والوں کی بھی تو کچھ خواہشات ہوتی ہیں ناں، ہم بلکل خالی ہاتھ تو نہیں بھیج سکتے ناں سومیہ کو" اب کے کمال صاحب نے گفتگو میں حصہ لیا۔

"پریشان مت ہو کمال اور جمال سب ہو جائے گا ان شاء اللہ، تم دونوں تیاریاں شروع کرو، ہمیں منظور ہے رقیہ، جب تم چاہو آ کر اپنی امانت لے جانا" سفینہ بیگم کے فیصلے پر وہ دونوں بھائی خاموشی اختیار کر گئے۔

"جی بہتر اماں جان" ان کے سامنے ان دونوں بھائیوں نے آج تک زبان درازی نہیں کی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد رقیہ بیگم رخصت ہوئیں تو وہ دونوں سفینہ بیگم کے سامنے آ بیٹھے۔

"عادل کو فون کرو جمال، اسے بولو اپنی ناراضگی ایک طرف کرے اور آ کر سلیقے سے بہن کو رخصت کرے" اپنے دکھ درد چھپا کر انہوں بردبار لہجے میں حکم جاری کیا تو جمال صاحب لب بھینچ گئے۔

"اسامہ کو بھی فون کرو کمال" اب کے وہ کمال صاحب کی طرف مڑیں جن کا حال بھی جمال صاحب سے مختلف نہیں تھا۔

"وہ انکار کر چکا ہے اماں جان، وہ نہیں آئے گا آپ اس کی ضد سے تو واقف ہیں ناں" کمال صاحب اسامہ کا غصہ اور ضد یاد کرتے بولے۔

"وہ آئے گا کمال، مجھ سے جواب طلب کرنے یا سومیہ کو آخری بار جھنجھوڑنے کے لیے ہی سہی مگر وہ ضرور آئے گا" وہ بھی اس کی دادی تھیں اسے جانتی تھیں۔

"اس کے ساتھ یہ ظلم مت کریں دادی، مت بلائیں اسے یہاں پلیز" سومیہ جو اس سارے عرصے میں خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی اچانک بول اٹھی۔

"یہ ضروری ہے سومیہ، تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھے گا تب ہی یقین کرے گا اس حقیقت پر" انہوں نے بنا اس کی جانب دیکھے سختی سے کہا۔

"آپ بہت غلط کر رہی ہیں دادی، بہت غلط" سومیہ کی آنکھیں نم ہوئیں تو ہوا انہیں ایک نظر دیکھ کر کہتی وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

"تم دونوں وہی کرو جو میں نے تم سے کہا ہے، سومیہ کی فکر مت کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی" انہوں نے بیٹوں کے چہرے پر پریشانی دیکھی تو سنجیدگی سے بولیں۔

"جی بہتر" وہ فرمابرداری سے کہتے وہاں سے نکل گئے جبکہ سفینہ بیگم کے چہرے پر ان کے جاتے ہی افسوس جھلکنے لگا۔

"تم لوگوں کی دادی سچ میں بہت بری ہے" ان سب کی تکلیف یاد آتے ہی وہ نم آنکھوں سے دروازے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

@@@@@@@@

"کیا ہوا بٹر کپ؟ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی؟" وہ دونوں فیملی ریسٹورنٹ میں بیٹھے لنچ کر رہے تھے جب اچانک نایاب کو تکلیف محسوس ہوئی جس کا اثر اس کے چہرے پر بھی جھلکا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں میں ٹھیک ہوں" وہ سمجھ چکی تھی یہ کونسی تکلیف ہے مگر کچھ جھجھک کر خاموش رہی مگر مقابل بیٹھی شخصیت کو اس کی ایک ایک جنبش کا ادراک تھا۔

"اٹس یور ٹائم آف منتھ رائٹ؟ رکیں یہیں، کوک واپس رکھیں" ایک لمحے میں وہ بات کی تہہ تک پہنچا تھا تب ہی اسے منہ کی سمت کوک لیجاتے دیکھ بولا جبکہ نایاب ہر بار کی طرح اسے پتا چلنے پر بری طرح شرمندہ ہوئی تھی۔

"ذو۔۔۔" کوک رکھ کر وہ صرف یہی کہہ سکی جو ڈاکٹر ہونے کی باعث کچھ زیادہ ہی بے شرم تھا۔

"سویٹ ہارٹ میں ایک ڈاکٹر بھی ہوں یاد ہے ناں اور پھر آپ کی زندگی کے ہر بدلاؤ کا گواہ بھی ہوں۔ اب تو آپ کو عادت ہو جانی چاہیے" وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے عام سی بات ہو۔

اس کی بات پر نایاب بے ساختہ ماضی کی یادوں میں ڈوب گئی، بچپن سے اس نے اپنے گرد صرف ذوہان کو دیکھا تھا، اسے ہر چیز ذوہان نے سکھائی تھی، ہر کام، زندگی کا ہر گُر۔

کچھ سال مزید گزرے تو وہ چھوٹی سی گڑیا بڑی ہونے لگی، اس کے وجود میں ظاہری اور باطنی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں تو اسے ذوہان سے بھی عجیب سی جھجھک محسوس ہوتی۔

لڑکپن کی سرحد پر پہنچی تو زندگی کی سب بڑی تبدیلی اس کے وجود میں رونما ہوئی، پہلی بار منتھلی پیریڈ شروع ہوا تو وہ بری طرح متاثر ہوئی تھی۔

اس کی کوئی دوست تو تھی نہیں جس سے اسے ایسی کسی بات کا علم ہو پاتا، ایک اپنی دبی ہوئی شخصیت کے باعث وہ کسی سے کہہ بھی نہیں پاتی تھی ناں ہی کبھی ٹی وی یا لیپ ٹاپ پر ایسا کچھ سنا یا دیکھا تھا اس نے۔

وہ سارا دن کمرے میں بند رہی یہاں تک کے کھانے کے وقت بھی بہانا بنا دیتی۔

ذوہان اس وقت ہاسپٹل میں جاب کرتا تھا، اس کے رویے پر حیران ہوتے وہ اس کے روم کی طرف گیا مگر اس نے دروازہ نہیں کھولا، کافی دیر کوشش کے بعد ذوہان واپس لوٹ گیا۔

ہوسپٹل سے لوٹ کر دوبارہ اس کے روم کی طرف گیا تو سپیئر کیز اس کے پاس تھیں، اس نے دروازہ کھولا تو نایاب روم میں نہیں تھی، وہ حیران سا آگے آیا، واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

ذوہان کی اچانک نگاہ بستر پر پڑی تو اسے شدید جھٹکا لگا، بستر پر داغ دیکھ کر وہ ساری بات سمجھ چکا تھا۔ نایاب کی حرکت یاد آتے اسے بے ساختہ اس پر ترس آیا ساتھ ہی ماں اور چچی کی یاد شدت سے آئی۔

"مما، چچی میں کبھی آپ کی نایاب کو بکھرنے نہیں دوں گا" آنکھیں موند کر کھولتے اس سے اس لمحے خود سے عہد کیا تھا۔

"بٹر کپ، یہاں آئیں میرے ساتھ" وہ واشروم سے نکلی تو اس کے بھیگے بال اور چہرہ دیکھ کر ذوہان نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"ذ۔۔۔ذو" وہ اسے دیکھ کر جھجھک کر رہ گئی۔

"گھبرائیں مت یہاں آئیں شاباش" ذوہان اس کا ہاتھ تھام کر اسے لیے کرسی پر جا بیٹھا اور اسے اپنے سامنے بیٹھایا۔

"آج میں آپ کو بہت دلچسپ بات بتاتا ہوں، سنیں گی؟" اس کے سوال پر نایاب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"انسان کے جسم میں جو سیلز ہوتے ہیں ناں ان کی مدد سے ہمارے جسم کی نشو و نما ہوتی ہے، آپ کو پتا ہے ناں سیلز کیا ہوتے ہیں؟" ذوہان نے سوال پوچھا تو وہ ایک بار پھر سر ہلا گئی۔

"بیسک سٹرکچرل اینڈ فنکشنل یونٹ آف لائف" اس نے سائنس میں جو پڑھا تھا ایک لائن میں بتا دیا۔

"بلکل، ہر انسان کروڑوں سیلز سے مل کر بنا ہے، یہ سیل ایک ہی وقت میں ٹوٹتے اور بنتے رہتے ہیں، سیلز کے بننے کے عمل کو سیل ڈیوژن کہتے ہیں۔ انسان کے جسم میں یہ ڈیوژن دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک جو ہر کہتے (mitosis انسان مردوں اور عورتوں کے جسمانی سیلز یعنی سومیٹک سیلز میں ہوتی ہے اسے مائٹوسز (

ہیں اور وہ ڈیوژن جو مردوں اور عورتوں کے جرم سیلز یعنی تولیدی سیلز میں ہوتی ہے اسے کہتے ہیں" وہ اسے ایسے طریقے سے بتا رہا تھا جیسے کوئی سبق پڑھایا جاتا ہے۔ (meiosis مائیوسز) "مائٹوسز کا عمل بچے کے پیدا ہونے سے لے کر موت تک چلتا ہے جبکہ مائیوسز کا عمل تب شروع ہوتا ہے جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ لڑکوں کے جسم میں سپرم سیل اور لڑکیوں کے جسم میں ایگ سیل بنتا ہے۔ ان دونوں سیلز کی جسم میں ایک مخصوص عرصے تک کوئی ضرورت نہیں ہوتی اسی لیے یہ جسم سے خارج کر دیئے جاتے ہیں" یہ ساری معلومات اس کے لیے بہت زیادہ تھی مگر شکر تھا وہ بہت ذہین تھی سو آسانی سے سمجھ پا رہی تھی۔

"عورتوں کے جسم میں یہ ایگ سیل مہینے میں ایک بار بنتا ہے اور پھر مخصوص طریقے سے جسم سے خارج ہو جاتا ہے اس عمل کو مینسٹرل سائیکل کہتے ہیں۔ اس ایگ سیل کے ساتھ کچھ ہارمونز اور بلڈ بھی جسم سے ریلیز ہوتا ہے" اس کی بات سنتے نایاب کی نظر بے ساختہ بستر کی جانب گئی۔

"یہ سب آپ کو بتانے کا مقصد یہ ہے بڑکپ کہ آج جو تبدیلی آپ میں رونما ہوئی ہے یہ کوئی بری چیز یا چھپانے کی چیز نہیں ہے۔ یہ صرف اس بات کی نشاندہی ہے کہ میری چھوٹی سی گڑیا اب بڑی ہو گئی ہیں، مگر آپ نے مجھ سے شئیر کیوں نہیں کیا؟" جس ملک میں وہ دونوں رہ رہے تھے وہاں رہ کر بھی اس کی یہ مشرقی حرکت ذوہان کو بہت کیوٹ لگی۔

"و۔۔۔وہ میں ڈر گئی تھی" نایاب سر جھکا کر بولتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"ڈریں مت سویٹ ہارٹ، آپ جانتی ہیں یہ پروسیس ایک عورت کے لیے کتنا ضروری ہے؟ آپ یوں کہہ لیں ایک عورت مکمل ہی تب کہلاتی ہے جب وہ اس سارے عمل سے گزرتی ہے۔ہاں آج اگر مما اور چچی ہوتیں تو وہ آپ کو زیادہ اچھے سے سمجھا پاتیں" ذوہان ایک بار پھر اداس ہو گیا۔

"مگر آپ کو باتھ نہیں لینا چاہیے تھا وہ بھی ٹھنڈے پانی سے، اب آپ کے ایبڈومن پین سٹارٹ ہو جائے گی۔ میں کچھ دیر میں واپس آتا ہوں تب تک آپ یہ ویڈیو دیکھیں" خود کو سنبھالتا وہ اس کی حالت سے تعلق رکھتی کچھ تربیتی ویڈیو نکال کر اسے دیتا خود باہر نکل گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس کی ضرورت کی تمام چیزیں اور کچھ دوائیاں لے آیا تھا۔ اسے کافی بنا کر پلائی اور پھر اسے دو دن تک بستر سے نکلنے نہیں دیا، نایاب کو یاد تھا وہ جب بھی ان مخصوص دنوں سے گزر رہی ہوتی تھی ذوہان اسے لے کر حد درجہ کیئرینگ ہو جاتا تھا۔

"کہاں کھو گئیں بٹر کپ؟ چلیں اٹھیں گھر چلیں، سردی ہو رہی ہے طبیعت زیادہ ناں خراب ہو جائے" اچانک ذوہان کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لے آئی۔

نایاب اس کا فکر مند چہرہ دیکھ کر رہ گئی، یہ شخص ہر مقام پر اسے یوں سمیٹ لیتا تھا کہ وہ گنگ سی رہ جاتی تھی، کونسا رشتہ تھا جو اسے ذوہان یوسف میں نہیں ملا تھا۔ کس مقام پر اس نے یہ ثابت نہیں کیا تھا کہ اس دنیا میں اسے اگر کوئی سنبھال سکتا ہے وہ صرف ذوہان ہے۔

"چلیں" نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے ذوہان نے اسے اٹھایا، اپنا کوٹ اس کے کندھوں پر رکھا اور اسے لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ نایاب اس کے تعاقب میں چلتی اپنی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔

@@@@@@@@

"گھٹیا انسان" کسی انجان شخص کو حور کو کھینچتا دیکھ عادل کا خون کھولا تھا، اس کھینچا تانی میں حور کی چادر گر چکی تھی، اسے یوں اس شخص کی وجہ سے روتے دیکھ عادل کو شدید طیش آیا۔

"اوہ تو تو ایس پی ہے، اب سمجھا کس بات پر اتنا اکڑ کر تو نے شکیل دادا کے آدمیوں پر ہاتھ اٹھایا" اس شخص کو عادل نے کھینچا کر مکہ مارا تو اس نے عادل کی سمت دیکھا، وہ شاید نہیں یقیناً شکیل مٹھن کا آدمی تھا اور ان کا پیچھا کرتے کل یہاں کا راستہ دیکھ چکا تھا۔

"ہاں ایس پی عادل جمال، نام یاد کر لے تیرے اور تیرے دادا کو رٹنے والا ہے یہ نام، اب اس لڑکی کا ہاتھ چھوڑ اور دفع ہو جا یہاں سے" عادل نے سخت نظروں سے اسے گھورتے کہا۔

"یہ لڑکی شکیل دادا کی ہے ایس پی، اپنی بھلائی چاہتا ہے تو راستے سے ہٹ جا" وہ شخص پچھتا رہا تھا کہ آخر اپنی گن گاڑی میں کیوں بھول آیا۔

"مجھے اپنی بھلائی بلکل نہیں چاہیے ہاں تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو میرے دس گننے سے پہلے نکل جا یہاں سے، ورنہ بے موت مارا جائے گا" عادل نے اپنی گن نکال کر اس پر تانی۔

"میں اس لڑکی کو لے کر جاؤں گا" اس آدمی نے حور کی گردن کے گرد شکنجہ بنایا۔

"آٹھ، نو، دس" عادل گن تھامے گنتی گنتا آگے بڑھا اسے علم تھا وہ حور کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

"آہہہ" اس سے پہلے عادل گولی چلاتا وہ شخص کچھ سوچ کر حور کو اس کی سمے پھینک کر بھاگ اٹھا، حور کی چیخ بے ساختہ برامد ہوئی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں حور؟" عادل نے اسے سیدھا کرتے پوچھا جب عادل کی نگاہ اس کی گردن کے پچھلے حصے پر پڑی، اس جگہ ہلکا سا جلے کا کافی زیادہ نشان تھا۔

"یہ کیا ہوا آپ کو؟" نا جانے کیوں اس کی چوٹ نے عادل جمال کے دل پر چوٹ لگائی تھی حالانکہ چوٹ اتنی گہری نہیں تھی۔

"پتا نہیں، شاید جل گیا تھا" حور جلدی سے سیدھی ہوتی اپنے بالوں سے گردن کو چھپا گئی، عادل کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ کتنے ہی پل پلکیں نہیں جھپک سکا۔

"شکریہ اگر آپ نہیں آتے تو نا جانے ہمارے ساتھ کیا ہو جاتا" حور اس کی نظروں سے انجان بولتی جلدی سے اپنی چادر اٹھا کر خود پر لپیٹ گئی۔

عادل اپنی نظروں کو زاویہ بدلتے باہر سے بیگز لینے چل دیا، بیگز لا کر صوفے پر رکھے، اس کا دماغ مختلف سوچوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اگر آج اس کی غیر موجودگی میں کچھ ہو جاتا تو؟ کیا منہ دیکھاتا وہ خود کو؟ اس کی حفاظت میں موجود ایک لڑکی کو بھی محفوظ نہیں رکھ سکا وہ، وہ تو اسے خود سے الگ رکھنے والا تھا مگر اب ایسا ممکن نہیں تھا کیونکہ جو لوگ یہاں تک پہنچ سکتے تھے وہ ہر صورت حور تک پہنچ جاتے چاہے وہ اسے کہیں بھی چھپا دیتا۔

"ان میں آپ کے ڈریسز ہیں، ان میں سے کوئی پہن لیں، ہمیں یہاں سے میرے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہونا ہو گا" کچھ دیر سوچ بچار کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔

"ی۔۔۔ یہ ہمارے کپڑے تو نہیں ہیں" حور نے بیگ کھول کر کپڑوں کو دیکھا تو حیرانی سے بولی۔

"میں ابھی مال گیا تھا وہیں سے لایا ہوں" اس کی حیرانی پر عادل سنجیدہ سا بولا۔

"ی۔۔۔ یہ کپڑے آپ ہمارے لیے لائے ہیں؟" پوری آنکھیں کھولتے پوچھا تو عادل تپ کر رہ گیا۔

نہیں میرے ہیں، یہ کپڑے میں خود کے پہننے" کے لیے لایا ہوں؟" عادل اس کی بات پر جل کر بولا تو وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

"ہم نے ایسا تو نہیں کہا" جلدی سے صفائی دی جبکہ عادل کا دماغ پہلے ہی گھوم چکا تھا اس پر یہ بندی اسے گھما رہی تھی۔

"جو کہا ہے کریں، جلدی سے ریڈی ہو جائیں میں تب تک اپنا سامان پیک کر لوں پھر ہمیں نکلنا ہے" سنجیدگی سے کہتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، حور بھی کندھے اچکاتی تیار ہونے چل دی۔

"ہیلو کامران" کچھ دیر بعد عادل نے کامران کو فون کیا جو دوسری ہی بیل پر اٹھا لیا گیا تھا۔

"جی سر؟" اس کی الجھی سی آواز سن کر کامران چونکا ہوا تھا۔

"نکاح خواں اور چند گواہوں کو لے کر میرے اپارٹمنٹ پہنچو" عادل کے حکم پر کامران کو چار سو چالیس والٹ کا شدید ترین جھٹکا لگا تھا۔

"کس لیے سر؟" اس نے نہایت فضول سوال پوچھا تھا۔

"تمہارا جنازہ پڑھوانا ہے اس لیے، احمق آدمی" عادل جل کر کہتا فون بند کر گیا جبکہ کامران شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔

عادل اپنی پیکنگ کر کے باہر نکلا تو سامنے نظر پڑتے ٹھٹھک کر رک جانا پڑا، ٹی پنک کھلے سے ٹاپ اور بلیک ٹائٹس میں، بلیک ہی سٹالر کا رف سا حجاب کیے وہ بے انتہا پیاری لگ رہی تھی، سادہ دھلے ہوئے چہرے میں بھی اتنی کشش تھی کہ عادل کئی ثانیے اس پر سے نگاہ نہیں ہٹا سکا۔

کیا کشش تھی ان آنکھوں میں مت پوچھو
مجھ سے میرا دل لڑ پڑا مجھے وہ شخص چاہیے

@@@@@@@@

"جب آپکی شادی ہو گی ناں سمی، تو سب سے زیادہ خوش میں ہوں گا" اسامہ اور وہ دونوں لان میں لگے جھولے پر بیٹھے تھے جب اسامہ اچانک اس کی طرف مڑ کر بولا۔

"اچھا اور وہ کس خوشی میں؟" سومیہ نے آئی برو اچکاتے اسے گھورا حالانکہ جانتی تھی وہ کیا کہنے والا ہے، اس کی حرکتیں کسی سے ڈھکی چھپی تو نہیں تھیں بس سب نظر انداز کر دیتے تھے۔

"کیوں کیا بھئی میری بھی تو شادی ہو گی ناں" اسامہ اسے چھیڑنے کو گھمبیر لہجے میں بولا۔

"اسامہ۔۔۔" سومیہ نے تنبیہی انداز میں اسے پکارا۔

"بھئی دادی کہتی ہیں ناں ہم دونوں کی ایک ہی دن شادی کریں گی تو اسی کی بات کر رہا تھا" وہ کائیاں شخص بڑی آسانی سے بات گھما گیا تھا۔

"رہنے دو تم، میری شادی میں سیاپا ہی ڈالنا ہے تم نے اور کچھ نہیں" سومیہ اسے تنگ کرنے کو بولی۔

"ہاں میں آپ کی شادی میں رولے ہی رولے ڈال دوں گا اگر جو آپ نے میرے سوا کسی سے شادی کا سوچا بھی تو" اچانک ہی وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"اسامہ ایسی باتیں مت کیا کرو" وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کسی اور کا ہونے کے بارے میں مگر اسامہ سمجھ نہیں سکا۔

"میں قسم کھاتا ہوں آپ نے اگر کسی اور کا ہونے کا ارادہ بھی کیا تو دونوں کو زمین میں گاڑھ دوں گا" تب وہ واقع ہی جذباتی ہوا کرتا تھا مگر وہ تو کچھ نہیں کر سکا۔

"میں تو کسی اور کی ہو گئی اسامہ، تم نے ہمیں زمین میں کیوں ناں گاڑھ دیا" خیالوں سے نکلتی وہ بری طرح سسکی۔

کاش کوئی اسے بتاتا کہ معشوق کو تکلیف دینا کہاں ممکن ہے عاشق کے لیے، اسامہ اس کی خاطر جان دے سکتا تھا مگر اسے ایک کھروچ تک نہیں آنے دیتا۔

وہیں دوسری طرف اسامہ اس کی شادی میں شرکت کرنے کی تیاریوں میں تھا۔ بہت کچھ کرنا تھا اسے، اپنے دل کو سمیٹنا تھا، اپنے ٹوٹے خوابوں اور خواہشوں کی کرچیوں کو اٹھانا تھا اور ہاں اپنی محبت کو بھی تو دفن کرنا تھا ناں۔

اس کا دل اپنی تکلیف کو فراموش کیے صرف سمی کی خوشیوں کا طالب تھا، اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھیں مگر وہ چاہتا تھا سومیہ ہمیشہ خوش رہے، اس کا اپنا دل ماتم کدہ بنا ہوا تھا مگر روح سومیہ کو صدا سہاگن رہنے کی دعائیں دے رہی تھی۔

@@@@@@@@

"بٹر کپ کچھ چاہیے آپ کو؟" جب وہ دونوں واپس لوٹے ذوہان نے اسے روم میں بھیج دیا تھا اور خود اس کے لیے دودھ گرم کرتے اسے پلایا، ذوہان کے کہنے پر وہ سو گئی جبکہ وہ خود باہر لاونج میں بیٹھا اپنا کام کرنے لگا۔

"نیند نہیں آ رہی" وہ کچھ دیر سونے کی کوشش کرتی رہی مگر کامیاب ناں ہونے پر اٹھ کر باہر آ گئی۔

"یہاں آئیں، کیا بات ہے؟ پین تو نہیں ہے زیادہ؟" ذوہان نے پکارا تو وہ آہستہ سے آ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی، ذوہان نے خود کو ڈالا چھوٹا سا بلینکٹ اتار کر اس پر پھیلایا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں" اس کی بازو پر سر رکھتے کہا تو وہ اس کے کندھوں کے گرد حصار بنا گیا۔

"کوئی بات پریشان کر رہی ہے درے؟" ذوہان کو وہ خاموش خاموش سی لگی تو بے ساختہ پوچھا۔

"ذو میری مما کیسی تھیں؟" اس کے سوال پر ذوہان چونکا، اس قسم کا سوال وہ آج پہلی بار کر رہی تھی ورنہ وہ ان سب بڑوں میں سے کسی کا ذکر نہیں کرتی تھی۔

"آپ کو اچانک چچی کی یاد کیسے آگئی؟" ذوہان نے جھک کر اس کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔

"ویسے ہی" وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کیسے مگر آج اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنی مما کے بارے میں باتیں کرے۔

"آپ کی مما بلکل آپ جیسی تھیں، نرم خو، معصوم اور پیاری سی۔ میرے لیے وہ چچی نہیں میری دوست تھیں" ذوہان ماضی کی خوبصورت یادوں میں کھوتا بولا۔

ڈاکٹر یوسف عالم لاہور کے ایک بڑے ہوسپٹل میں کارڈیولوجسٹ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے تھے اور اپنی فیلڈ میں خاصے مشہور تھے، ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر احمد عالم بھی خاندانی ریت کو برقرار رکھتے ہوئے میڈیکل کے شعبے سے وابستہ ہوگئے۔ احمد عالم فیزیو تھیراپسٹ تھے۔

یوسف عالم کی شادی اپنی کزن عالیہ بیگم سے ہوئی جو یونیورسٹی میں لیکچرار تھیں جبکہ احمد جو یوسف عالم سے تقریباً پندرہ سال چھوٹے تھے انہوں نے اپنی ڈگری پوری ہوتے ہی اپنی پسند سے اپنی یونیورسٹی فیلو ڈاکٹر عزہ سے شادی کرلی۔

یوسف عالم کو اللہ نے بیٹے سے نوازا جس کا نام انہوں نے ذوہان یوسف رکھا، ذوہان اور احمد عالم میں تقریباً دس سال کا فرق تھا سو وہ چچا بھتیجا کم اور دوست زیادہ تھے۔

احمد عالم کی شادی ہوئی تو ذوہان چودہ سال کا تھا، عزہ بیگم کو ایک دیور مل گیا، وہ شرارتی سا لڑکا احمد عالم اور عزہ بیگم دونوں کو حد درجہ عزیز تھا۔

"عزہ ڈارلنگ، میں نے سنا ہے آپ مجھے چھوٹا سا گڈا یا گڑیا دینے والی ہیں؟" شادی کے بعد احمد عالم کو عزہ بیگم کی پریگنینسی کی خبر ملی تو ذوہان چہکتا ہوا عزہ بیگم کے پاس پہنچا۔

"شرم کرو ذو، اپنی چچی سے کوئی ایسی بات کرتا ہے" وہ شرم سے سرخ پڑیں تو وہ انہیں بازو کے گھیرے میں لے گیا۔

"یار چچی تو آپ میری غلطی سے بن گئی ہیں، اگر جو چاچو سے پہلے میں آپ سے ملتا تو چاچو کا کوئی چانس نہیں تھا" شرارت سے بولا تو وہ ہنس دیں۔

"بدتمیز"

"اچھا سنیں ناں یار چچی، مجھے کیوٹ سی ڈول چاہیے جو آپ جیسی ہو، میں اس کا نام دُرنایاب رکھوں گا اور اس کا ڈھیر سارا خیال رکھوں گا" وہ پُرجوش سا بولا تو وہ ہنس دیں۔

"ٹھیک ہے میرے شہزادے میں دعا کروں گی تم بھی کرنا اوکے" انہوں نے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"آپ ہماری ان دعاؤں کا صلہ ہیں بٹر کپ جو ہم نے پورے دل سے مانگیں تھیں" اچانک ہی وہ حال میں لوٹا تھا، ماضی ایک خوبصورت یاد بن کر دل و دماغ کی دیواروں پر چسپاں تھا۔

"آپ انہیں مس کرتے ہیں ناں؟" نایاب کی نم سی آواز پر ذوہان تڑپا۔

"نو بٹر کپ، رونا نہیں ہے۔ میں انہیں مس نہیں کرتا کیونکہ میرے پاس جیتی جاگتی عزہ اور احمد عالم موجود ہیں۔ آپ ہیں ناں میرے لیے ان کی کمی پوری کرنے کو" اسے خود سے لگائے پچکارا تو وہ اس کے کندھے پر سر رکھتی آنسو دبا گئی۔

"آئی ایم لکی ٹو ہیو یو ذو" ہمیشہ کا بولا جانے والا جملہ کہا تو ذوہان مسکرا دیا۔

"اینڈ آئی ایم بلیسڈ ٹو ہیو یو ذو کی پرنسس" اس کے سر پر ہولے سے لب رکھتے کہا تو وہ بھی رونا بھولتی آہستہ سے مسکرا دی۔ زندگی مشکل تھی مگر ایک دوسرے کی سنگت میں وہ ہر مشکل بھول جاتے تھے۔

@@@@@@@

عادل ایک جھٹکے سے ہوش میں آیا، اسے اپنی بے اختیاری پر غصہ آیا۔تب ہی بنا کچھ بولے اس کا اور اپنا سامان لیے آگے بڑھا، حور نے بھی اس کی تقلید میں قدم بڑھائے، کچھ ہی دیر میں وہ دونوں کراچی کے پوش علاقے میں موجود اس اپارٹمنٹ میں پہنچ چکے تھے۔

"ابھی کچھ دیر میں میرے دوست آرہے ہیں نکاح خواں کے ساتھ، ہمارا نکاح ہے آج، خود کو ذہنی طور پر تیار کرلیں" عادل نے اس پر دھماکا کیا تو وہ منہ کھولے اسے دیکھے گئی جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ک۔۔۔۔کیا مطلب؟" بری طرح چونکتے پوچھا۔

"فارسی تو نہیں بولی میں نے آسان اردو میں بتایا ہے کہ نکاح ہے ہمارا، کچھ دیر میں نکاح خواں اور گواہ آجائیں گے" عادل اس کے سوال پر طنزیہ بولا۔

"نہیں ہمارا مطلب تھا آپ ہم سے نکاح کیسے کرسکتے ہیں؟" اس عجیب صورتحال نے بیچاری کو بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔

"کیوں؟ آپ کیا کوئی ماروائی مخلوق ہیں؟ یا میں ایلین ہوں؟ جیسے دو انسان نکاح کرتے ہیں ویسے ہی ہم کریں گے" عادل نے قسم کھائی تھی کسی بات کا سیدھا جواب نہیں دے گا۔

"مگر آپ ہم سے نکاح کرنا کیوں چاہتے ہیں، آپ جانتے ہیں ناں ہم کون ہیں؟ ایک طوائف سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ" وہ چھوٹی ضرور تھی مگر نا سمجھ نہیں، اپنی حقیقت اچھے سے جانتی تھی۔

"شٹ اپ حور، خبردار جو خود کے لیے ایسے واہیات الفاظ استعمال کیے تو، کہاں ہیں وہ حور جنہوں نے پہلی ملاقات میں میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا کہ وہ کوٹھے پر ضرور ہیں مگر طوائف نہیں ہیں" عادل کو اس کے الفاظ شدید زہر لگے تھے۔

"یہ بات ہم جانتے ہیں، آپ مانتے ہیں مگر یہ معاشرہ نہیں مانے گا، آپ کے گھر والے آپ کو معاف نہیں کریں گے" وہ اس کے مان سونپنے پر بے ساختہ رو دی۔

"یہ آپ کا دردِ سر نہیں ہے حور، کس کو کیا جواب دینا ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔ عادل جمال کے زورِ بازو میں اتنی طاقت ہے کہ اپنی بیوی کی حفاظت کر سکے" عادل نے دوٹوک انداز میں کہا تو وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"ہم اس حماقت میں آپ کا ساتھ نہیں دیں گے" حور ہرگز اسے اپنی مشکلات میں نہیں گھسیٹ سکتی تھی، وہ جانتی تھی آج یا کل شکیل مٹھن اس تک پہنچ جاتا ایسے میں عادل کا ساتھ ہونا عادل کے لیے مشکلات لا سکتا تھا۔

"آپ کو صرف قبول ہے کہنا ہے باقی کی حماقت میرے ذمے" عادل بھی اپنے نام کا ایک تھا اس کے ہر جواز کو صاف ٹھکرا رہا تھا۔

"مگر۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر عادل ہاتھ اٹھاتے اسے روک گیا۔

"میرے دوست آ چکے ہیں باقی کی بحث ہم بعد پر اٹھا رکھتے ہیں، فلحال جو کہا ہے وہ کریں" دروازہ ناک ہونے کی آواز پر عادل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"ہم عین وقت پر انکار کر دیں گے" حور نے دھمکی دی تو عادل اس کے قریب آیا۔

"اگر نہیں چاہتیں کہ میں سب کے سامنے اپنا وحشی روپ دیکھاؤں تو آرام سے قبول ہے کہہ دیجیے گا ورنہ جو میں کروں گا آپ وہ سوچ بھی نہیں سکتیں" آنکھوں میں وحشت لیے کہا تو وہ سہم گئی۔

دو دن میں اس نے عادل کے غصے کے جو نمونے دیکھے تھے اس کے بعد اس سے پنگا لینے کا مطلب خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا تھا۔ عادل اسے سوچوں میں گم دیکھ دروازہ کھولنے چل دیا۔

کامران کچھ دوستوں اور نکاح خواں کے ساتھ وہاں پہنچ چکا تھا۔ نکاح خواں نے پہلے حور سے رضامندی چاہی جس نے بے ساختہ عادل کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں موجود وارننگ محسوس کرتے اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔۔

اس سے اقرار کرواتے نکاح خواں عادل کے پاس آئے اور نکاح کے کلمات دہرائے جسے کچھ پس و پیش کے بعد عادل اسے قبول کر چکا تھا۔ نکاح کے بعد کامران اور باقی سب نے اسے مبارک باد دی اور واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔

عادل نے بے ساختہ اسے دیکھا جو شکوہ کرتی نم آنکھوں سے اسے دیکھتی اٹھ کر اس کے دیکھائے کمرے کی طرف بھاگ گئی، عادل جانتا تھا وہ اس وقت کس کیفیت کا شکار ہو گی تب ہی اس کے پیچھے جانا مناسب نہیں سمجھا۔

اگر وہ اسے بتا دیتا کہ وہ اس سے نکاح اسے محفوظ رکھنے کے لیے کر رہا ہے تو وہ مزید بدزن ہو جاتی اور شاید کبھی اس سے نکاح ناں کرتی اسی لیے عادل نے اس پر سختی کی تھی۔

"ہیلو۔۔۔" اپنے موبائل پر آتی کال پر عادل بے ساختہ چونکا۔

"السلام علیکم" جمال صاحب کی آواز پر وہ بری طرح چونکا۔

"وعلیکم السلام بابا جان" سنجیدگی سے کہا۔

"تمہاری بہن کی شادی ہے عادل جمال، اگر فرصت ملے تو تشریف لانے کی زحمت کر لینا" انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا تو عادل نے لب بینچے۔

"نکاح نہیں بربادی کہیں بابا جان، میری بہن کے معصوم دل کو توڑ کر جو کچھ آپ لوگ اس کے ساتھ کر چکے ہیں اس کے بعد مجھے نہیں لگتا یہ اس کے لیے کوئی خوشی کا موقع ہو گا" وہ بھائی تھا سومیہ کا، اس کے بنا بولے بھی اس کے جذبات جانتا تھا۔

"بکواس بند کرو عادل جمال، ہم نے تم سے رائے نہیں مانگی، صرف بتایا ہے۔ اماں جان اس موقع پر تم دونوں کو یہاں دیکھنا چاہتی ہیں" انہوں نے طیش زدہ ہوتے کہا تو وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔

"جی بہتر، آپ کی والدہ ماجدہ کے حکم کی تعمیل کے لیے بندہ ناچیز حاضر ہو جائے گا" سرد انداز میں کہتے وہ فون بند کر گیا۔

بڑے نا جانے کیوں سمجھتے ہیں کہ جو فیصلہ وہ کریں وہ ہمیشہ بہتر ہوتا ہے، کئی بار بڑوں کے کیے فیصلے بچوں کی خوشیوں کو نگل جاتے ہیں جن کا انہیں احساس تک نہیں ہوتا۔

@@@@@@@@

"تو کیوں خود پر یہ ظلم کر رہا ہے اسامہ؟ مت جا یار" ذوہان کو جب سے علم ہوا تھا وہ سومیہ کی شادی میں جا رہا ہے وہ تب سے اسے منا رہا تھا۔

"کیسی باتیں کر رہا ہے یار، یہی تو موقع ہے اپنی محبت نبھانے کا، اپنے محبوب کو اپنے ہاتھوں کسی اور کو سونپ کر مثال بھی تو قائم کرنی ہے تیرے دوست کو" تلخی اور خود اذیتی سے مسکرا کر کہتا وہ ذوہان کو بھی تکلیف زدہ کر رہا تھا۔

"تجھے خود پر زرا سا بھی رحم نہیں آتا اسامہ؟" ذوہان کا دل چاہا پیپر ویٹ اٹھا کر اس کے سر میں مارے جو مزے سے کرسی پر جھول رہا تھا۔

"جب قسمت کو مجھ پر رحم نہیں آیا، میرے باپ اور دادی کو نہیں آیا یہاں تک کہ میری محبت کو بھی مجھ پر رحم نہیں آیا تو میں کیسے خود پر رحم کھالوں؟" وہ شکوہ نہیں کر رہا تھا عجیب بے حس سا انداز تھا اس کا۔

"کیسے دیکھے گا انہیں کسی اور کا ہوتے؟" اس سوال پر اس کی سانس رکی تھی۔

"دیکھ سکا تو سمجھ لوں گا محبت تھی ہی نہیں اور اگر یہ منظر دیکھ کر سانس رک گئی تو سمجھنا تیرے دوست کا نام شہیدانِ محبت میں لکھا گیا" ہنس کر کہا تو ذوہان ایک پل کو آنکھیں موند گیا۔

"تو مجھے ڈرا رہا ہے اسامہ، ڈونٹ ڈو دس یار" ذوہان کو لگ رہا تھا اسامہ کی تکلیف اس کا دل چیر رہی ہو۔

"مت ڈر میری جان، تیرے یار کو عادت ہے اذیتوں کی، جس دن کوئی نئی اذیت ناں ملے مجھے لگتا ہی نہیں نیا دن نکلا ہے" اسامہ اپنی کرسی سے اٹھتا اس کے قریب آیا اور اس کی کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے۔

"تو کہتا ہے تو میں تیرے ساتھ چلوں؟" وہ اس کا واحد دوست تھا اور ذوہان ہر گز اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

"تو میرے ساتھ چلا جائے گا تو تیری بٹر کپ کا کیا ہو گا؟ جانتا ہے ناں وہ ایک پل نہیں رہ سکتی تیرے بنا" اسامہ نے مصنوعی شرارت سے کہا تو ذوہان نفی میں سر ہلا گیا۔

"ابھی بھی وقت ہے اسامہ، سوچ لے، چھین لے اپنی محبت کو اس شخص سے" ذوہان اچانک ہی جذباتی ہوا تھا جس پر اسامہ ہنس دیا۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں؟ یہ ڈاکٹر ذوہان یوسف ہی ہیں ناں؟" اسامہ نے حیرت کا مظاہرہ کرتے کہا۔

"کیا مطلب؟" ذوہان کو اس کی ہنسی غصہ دلا رہی تھی۔۔

"بھئی خود اپنی منکوحہ کسی اور کے حوالے کرنے کے دعوے کیے جاتے ہیں اور یہاں مجھے کسی اور کی منکوحہ اڑانے کا مشورہ دے رہا ہے واہ" اسامہ نے بات اس کی جانب موڑی۔

"میری بات بیچ میں مت لاؤ اسامہ، تم سومیہ سے محبت کرتے ہو وہ تم سے کرتی ہیں تو بیچ میں یہ تیسرا شخص کہاں سے آ رہا ہے، نکال باہر کرو اسے" ذوہان نے اسے گھورا۔

"یہی تو بات ہے میرے دوست، اگر دیکھا جائے تو تیسرا شخص وہ نہیں میں ہوں، وہ دونوں ایک دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ محبت جتنی بھی بڑھ جائے نکاح جیسے اٹوٹ رشتے کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور پھر مجھ میں

اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ اپنی محبت کو بدنام کر کے، ان کے ماتھے پر طلاق کا داغ لگوا کر انہیں حاصل کروں" اسامہ نے شدت سے اس کے خیال کی نفی کی تھی۔

"وہ لڑکی جتنی محبت مجھ سے کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ عزیز اسے اپنی عزت ہے ذوہان اور اگر وہ عزت ہی سلامت ناں رہی تو میری محبت اسے کبھی آسودہ نہیں کر سکے گی" اسامہ رخ پھیر تا اپنے تاثرات چھپا گیا۔

"تو کیا تم دونوں یونہی خاموشی سے اپنی محبت کو دفنا دو گے؟" ذوہان کے سوال پر وہ چند پل خاموش دیوار کو تکتا رہا۔

"محبت تو اسی روز دفنا دی تھی جس روز انہوں نے کسی اور کو قبول کیا تھا" اسامہ کے جواب نے ذوہان کو کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا۔

محبت چھوڑ دینے پر

دلوں کو توڑ دینے پر

عجب دستور ہے صاحب

کوئی فتویٰ نہیں لگتا

@@@@@@@@@@

"شعیب فلائیٹ کس وقت کی ہے تمہاری؟" دو دن بعد شعیب کی پاکستان کی فلائیٹ تھی تو وہیں رقیہ بیگم ساری تیاری کیے بیٹھی تھیں۔ سومیہ کی بری کا سارا سامان تیار تھا، گھر میں ساری ڈیکوریشن اور سب کیا جا رہا تھا۔

"پرسوں تین بجے ان شاءاللہ میں پاکستان میں آپ کے ساتھ موجود ہوں گا" شعیب خود بھی اتنا عرصہ ان سے دور رہ کر اداس ہو چکا تھا اسے اب بس ان کے پاس پہنچنا تھا۔

"ان شاءاللہ، جلدی سے میرا بیٹا میرے پاس آئے، میری تو آنکھیں ترس گئی ہیں تمہیں دیکھنے کو" رقیہ بیگم آبیدہ ہوئیں تو شعیب نے لب بینچے۔

"اماں اگر آپ نے یوں ایموشنل ہونا ہے تو مجھے بتا دیں میں فون بند کر دیتا ہوں" شعیب نے انہیں دھمکی دی تو وہ جلدی سے آنسو پونچھ گئیں۔

"نہیں رو رہی میرے باپ، شرم تو نہیں آتی ماں کو دھمکیاں دیتے ہوئے" انہوں نے لتاڑا تو وہ ہنس دیا۔

"مائی لیڈی ڈیانا، آپ میری ماں ہی نہیں میری دوست بھی ہیں تب ہی تو اپنے دل کی ہر بات آپ سے کہہ دیتا ہوں" شعیب مسکرا کر بولا تو وہ بھی مسکرا دیں۔

"تو دوست تو مانتا ہے مجھے مگر اپنی دوست کی کوئی بات نہیں مانتا" انہوں نے شکوہ کیا تو ان کی بات کا پسِ منظر سمجھتے شعیب نے لب بینچے۔

"اماں پلیز اگر آپ دوبارہ وہی بات چھیڑنے لگی ہیں تو مت کریں" شعیب انہیں سمجھا نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

"شعیب تم بتاتے کیوں نہیں ہو آخر ایسی کیا وجہ ہے جو اچانک تم سومیہ سے اور اس رشتے سے بدزن ہو گئے ہو، ماں نہیں تو دوست سمجھ کر ہی بتا دو" انہوں نے ایک بار پھر جاننے کی کوشش کرنا چاہی۔

"ماں کچھ چیزوں کی وضاحت نہیں ہوتی کیونکہ وہ باتیں سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں، آپ سمجھیں آپ کا بیٹا بھی سمجھ سے اوپر کی چیز ہے" شعیب گہرا سانس بھر کر بولا۔

"تجھے کچھ عرصے تک شادی نہیں کرنی یا کبھی بھی نہیں کرنی اور اگر کبھی نہیں کرنی تو اس کی وجہ کیا ہے؟" انہوں نے بات گھما کر پوچھا۔

"میں شادی کروں گا اماں، ضرور کروں گا مگر صحیح وقت اور صحیح انسان کے ساتھ" اس نے آخری بات بلکل آہستہ سے کہی۔

"نا جانے تمہارا وہ صحیح وقت کب آئے گا، جب ماں اس وقت کا انتظار کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہو جائے گی تب؟" انہوں نے تپ کر کہا۔

"پلیز اماں، ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟"شعیب ان کی بات پر تڑپا۔

"ایسی نہیں تو اور کیسی باتیں کروں؟ماں کو تو کچھ سمجھنا ہی نہیں اپنی مرضی کرنی ہے"انہوں نے اسے ڈپٹا۔

"اماں آپ بیٹھ کر مجھے ڈانٹ لیں میں کام کر لوں"شعیب نے بات سمیٹنے میں ہی عافیت جانی۔

"بھاگ لو تم، میں بھی ماں ہوں تمہاری"انہوں نے دھمکی دیتے فون کاٹا تو شعیب کا دل خوفزدہ ہوا، رقیہ بیگم اگر اتنی پُرسکون تھی تو اس کے پیچھے ضرور کوئی وجہ تھی ورنہ اتنا سکون وہ بھی اس کے انکار کے باوجود حیران کن تھا۔

@@@@@@@@

"محترمہ یہ سوگ اور کتنی دیر منانے کا ارادہ ہے؟"دن سے رات ہو چکی تھی مگر حور میڈم کمرے سے نہیں نکلیں تھیں تب ہی عادل نے آکر کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

"جائیں یہاں سے، ہمیں بات نہیں کرنی آپ سے"حور تڑخ کر بولی تو عادل اس چیونٹی کے پر نکلتے دیکھ آئی بروا چکا گیا۔

"چند گھنٹے ہوئے ہیں محترمہ کو بیوی بنے اور رعب چیک کرو زرا"وہ بے ساختہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

"میڈم بندہ ناچیز آپ کو تنگ کرنے کی معافی چاہتا ہے مگر میرا سامان اندر جس کی مجھے ضرورت ہے برائے مہربانی دروازہ کھولیں تاکہ میں وہ سامان لے سکوں" عادل جل کر بولا تب ہی چند منٹوں پر دروازہ کھلا۔

"ایک منٹ" دروازہ کھول کر وہ منہ پھلائے ہی واپس مڑی جب عادل اس کی بازو تھام گیا۔

"کیا مسئلہ ہے؟" حور پھاڑ کھانے والے انداز میں اس کی طرف مڑی۔

"مسئلہ میرے ساتھ نہیں آپ کے ساتھ ہے محترمہ، ایسا کونسا ظلم کیا ہے میں نے آپ پر جو آپ کا منہ سوجا ہوا ہے" عادل نے اس کے پھولے گالوں کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ نے زبردستی نکاح کیا ہے ہم سے" حور غصے سے بولی تو عادل نے آئی برو اچکائی۔

"اچھا مگر جہاں تک مجھے یاد ہے قبول ہے آپ نے اپنی مرضی سے کہا ہے میں نے آپ کا منہ پکڑ کر ہرگز نہیں بلوایا" عادل نے دونوں بازو سینے پر باندھے۔

"اپنی وہ خوفناک آنکھیں بھول گئیں ہیں جنہیں دیکھا کر آپ نے ہمیں دھمکی دی تھی" حور بھی اپنے پہلے دن والے روپ میں آتے دوبدو بولی۔

"میں ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا آپ نے مجھے مجبور کیا تھا" عادل نظریں پھیرتے معصوم بنا۔

"جی جی کل کو یہ بھی کہہ دیجیے گا کہ نکاح پر بھی ہم نے زبردستی آپ کو راضی کیا تھا" حور نے اس مسینے کا معصوم بننا دیکھ کر آنکھیں گھمائیں۔

"وہ تو کل کی بات ہے کل آئی گی تو دیکھ لیں گے، ابھی آپ جلدی سے تیار ہو جائیں، ہمیں کہیں جانا ہے" عادل موضوع بدل گیا۔

"کہاں جانا ہے؟"

"شاپنگ کے لیے" اس کے سوال پر عادل آرام سے بولا۔

"کل شاپنگ کی تو تھی آپ نے" حور اس بندے کے حکمیہ ارشادات پر پاگل ہونے والی تھی۔

"وہ تو عام کپڑے تھے گھر پہننے کے لیے مگر اب آپ اپنی نند کی شادی میں ایسے کپڑے تو نہیں پہن سکتیں اور بھی کئی چیزیں ہوتی ہیں" حور بے ہوش ہونے کو تھی وہ یوں حرکتیں کر رہا تھا جیسے یہ کوئی محبت کی شادی ہو۔

"کونسی نند؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" حود نے اپنے دماغ کو جگہ پر لانا چاہا۔

"ایک تو آسان بات آپ کی سمجھ نہیں آتی، میری بہن کی شادی ہے دو دن بعد اور ہمیں وہاں جانا ہے اب سمجھ آگئی، اب جلدی سے چادر لیں اور چلیں میرے ساتھ" عادل سر تھام کر بولتا چلا گیا۔

"ہم کہیں نہیں جائیں گے ناں شاپنگ کے لیے اور ناں ہی کسی شادی پر" وہ صاف انکاری ہوئی تو عادل نے اسے گھورا۔

"مجھے سچ میں لگتا ہے کہ آپ کو پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی کیوں بار بار مجھے سختی پر مجبور کر رہی ہیں" عادل نے اسے بازو سے تھام کر قریب کھینچتے سختی سے کہا۔

"آپ کیوں نہیں سمجھ رہے، آپ کے گھر والے ہمیں قبول نہیں کریں گے اور ہم کسی کی نفرت نہیں سہہ سکتے" اس کی سخت گرفت پر حور کی آنکھوں میں آنسو آئے جنہیں دیکھتے عادل نرم پڑا۔

"میں آپ سے کہہ چکا ہوں حور، آپ کو قبول کروانا میری ذمہ داری ہے۔ آپ سے کوئی نفرت نہیں کرے گا وعدہ کرتا ہوں" عادل اس بار زرا نرمی سے بولا۔

"وعدہ؟" اس نے آنکھوں میں امید لیے پوچھا۔

"پکا وعدہ" عادل اس کی چھوٹی سی ناک دباتے بولا تو وہ کچھ حد تک پُر سکون ہوئی تھی۔

عادل اسے لیے شاپنگ مال آ گیا، وہ پہلی بار مال آئی تھی تب ہی اتنی بڑی بڑی دکانیں اور خوبصورت چیزیں دیکھ کر اشتیاق سے سب کو گھور رہی تھی جبکہ اس کی ساری شاپنگ عادل نے خود کی تھی۔

"اندر جائیں اور اپنی ضرورت کی سب چیزیں لے آئیں" ایک شاپ کے باہر رکتے عادل نے کہا تو اس نے چونک کر دکان کے اندر دیکھا۔

وہ اندر آگئی جبکہ وہاں سب چیزیں دیکھ کر وہ عادل کی احتیاط پر بے ساختہ مسکرا دی، اس کی کیوٹ سی حرکت پر حور کو بہت پیار آیا تھا۔ شاپنگ کے بعد وہ اسے فوڈ کوٹ لے آیا۔

"جا کر ساری پیکنگ کر لیجیے گا، ہم لوگ رات کو نکلیں گے، سفر لمبا ہے اس لیے ٹائم زیادہ لگے گا" عادل نے کھانا کھاتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

اگر وہ اس کے لیے اتنا کر رہا تھا تو حور کا فرض تھا اسے ایک موقع دیتی، پھر اگر شکیل مٹھن والا معاملہ ناں ہوتا تو وہ عادل جمال کی ہمراہی پر ناز کرتی کیونکہ وہ شخص چاہے جانے کے قابل تھا۔

@@@@@@@@

"محترمہ آپ تین دن سے کہاں غائب تھیں؟" نایاب آج تین دن بعد کالج آئی تھی تب ہی علیزے نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"وہ میری طبیعت خراب تھی، ذونے نہیں آنے دیا" کچھ جھجھک کر بولی کیونکہ مقابل بیٹھی بندی کسی کو جھجھکنے کا بھی موقع نہیں دیتی تھی۔

"کیا ہوا تمہاری طبیعت کو؟" علیزے ایک دم سے فکر مند ہوئی تو نایاب کا چہرہ سرخ پڑا، اب وہ کیا بتاتی اسے کہ اس کے میاں صاحب نے ایک عام سی چیز کو کتنا سر پر سوار کر لیا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں" اس کے کچھ نہیں کہنے پر علیزے کا تجسس بڑھا تب ہی اس کے فورس کرنے پر نایاب کو بتانا پڑا۔

"ہاہاہاہائے یار، سر کتنے کیوٹ اور کیئرنگ ہیں مطلب کتنا خیال ہے انہیں تمہارا" علیزے تو ذوہان کی فین ہی ہو گئی تھی۔

"ذوہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں" نایاب منہ بسور کر بولی تو علیزے اس کے گال کھینچ گئی۔

"قدر کرو لڑکی، ایسا شوہر نصیب والوں کو ملتا ہے ایک تم ناشکری ہو" علیزے نے گھورا تو وہ سر جھکا گئی۔

"تم پلیز باقی سب کو مت بتا دینا ہمارے ریلیشن کا" اس کے اتنے آرام سے بولنے پر نایاب نے ٹوکا۔

"اچھا بابا سوری، اب خیال رکھوں گی" علیزے کو بھی ارد گرد کا ہوش آیا تو جلدی سے سیدھی ہوئی۔

"ہیلو بیوٹیفل گرل کیا ہو رہا ہے؟" اچانک کوئی آکر ان کے ساتھ بیٹھا جسے دیکھتے علیزے کا موڈ بگڑا تھا۔

"آ گیا وائرس" وہ بے ساختہ بڑبڑائی جب انس نے اسے گھورا۔

"گینڈے کی زنانہ کاپی، خامخواہ مت بولا کرو" انس اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا تب ہی جل کر بولا۔

"ہیلو سویٹ گرل، اس منحوس کو چھوڑیں آپ بتائیں کیسی ہیں؟" ٹیبل پر کہنی ٹکائے وہ نایاب کو دیکھ رہا تھا جو آنکھوں میں حیرت بھرے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"دیکھو وائرس، میری دوست بہت معصوم ہے اسے ڈراؤ مت سمجھے "علیزے نے نایاب کو حصار میں لیتے اس سے دور کیا۔

"جب وہ تمہارے ساتھ رہ کر نہیں ڈری تو فکر مت کرو اسے اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں "انس بظاہر مسکرا کر اسے آگ لگا گیا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا کمینے انسان "علیزے غصے سے خونخوار ہوئی تھی۔

"آہستہ بولو موٹی بیچاری بچی کو کیوں ڈرا رہی ہو "انس نے کان پر ہاتھ رکھتے منہ بسورا۔نایاب حیرت سے انہیں لڑتا دیکھ رہی تھی۔

"آپ دونوں کیوں لڑ رہے ہیں؟ "سنجیدگی اور معصومیت سے پوچھا۔

"ارے فکر مت کرو لٹل گرل، یہ بندر یا پیدا ہی مجھ سے لڑنے کو ہوئی ہے "انس نے علیزے کو گھورا۔

"کزن ہے یہ منحوس میرا، میرے مامے کی ساری اولاد میں سے یہ نمونہ ہی میرا کلاس فیلو بننا تھا "علیزے اس کے القابات کی عادی تھی سو زیادہ رسپونس نہیں دیا۔

"مجھے بھی پھپھو سے یہی شکایت ہے، پیدا کرنی ہی تھی تو کوئی ڈھنگ کی مخلوق لاتی دنیا میں یہ دھرتی کا بوجھ آ گیا "انس نے اس کے بھرے بھرے سراپے پر چوٹ کی۔

"چپ کر کے بیٹھو سُنڈی کہیں کے تمہارے باپ کالے کے نہیں کھاتی "علیزے نے اس کے فٹ فاٹ وجود کے ساتھ بہت زیادتی کی تھی جبکہ نایاب ان کی باتوں پر ہنس دی

ذوہان جو کلاس لینے آیا تھا اس کی ہنستی آنکھیں دیکھ مسکرا دیا مگر جب نظر اس کے ساتھ بیٹھے انس پر پڑی تو نا جانے کیوں اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

اسے دیکھ کر علیزے اور انس نے جھگڑا تو بند کر دیا تھا مگر ذوہان پھر پورا لیکچر کھویا کھویا سا رہا، آج اسے اسامہ کی بات سمجھ آ رہی تھی۔ صرف کسی اور کو اس کے قریب بیٹھا دیکھ کر ہی وہ برداشت نہیں کر سکا تھا تو اسے کسی اور کو کیسے سونپ پاتا؟

@@@@@@@@@@

"اسامہ آ گیا" گھر میں شادی کی تیاریاں زوروں شوروں سے جا رہی تھیں، کل مہندی تھی سو اسی حساب سے ہلچل بھی خوب مچی ہوئی تھی، دوپہر کے قریب اچانک ہی حویلی میں شور اٹھا تو یہ بات سومیہ تک بھی پہنچی۔

آج دو سال بعد وہ واپس لوٹا تھا اور دو سال بعد سومیہ اسے دیکھنے والی تھی، وہ کسی سے بھی ملے بنا سیدھا سومیہ کے کمرے کی جانب آ گیا۔ دروازہ کھولتے اندر آیا تو وہ بے چین سی دروازے کو تک رہی تھی، شاید جانتی تھی وہ یہیں آئے گا۔

پیلے مایوں کے لباس میں سجی وہ آپسرہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی، یہ لباس اسے رقیہ بیگم پہنا کر گئیں تھیں جو اسے کل مہندی کی رسم سے پہلے تبدیل کرنا تھا۔

اسامہ اس کے سامنے آ کر رکا تو وہ دونوں ہی کتنی ہی دیر بنا پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کو تکتے رہے، دونوں میں سے کوئی بھی پلکوں کو جنبش دینے کو تیار نہیں تھا، شاہد ڈر تھا کہیں پھر یہ پل تبدیل ناں ہو جائیں۔

"کیسی ہیں؟" اسامہ نے ان دونوں کی یہ مشکل آسان کی، گفتگو میں پہل کی تو وہ تلخ سا مسکرا دی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟" شاید اپنی اذیت کا پوچھنا چاہا تھا۔

"بہت خوبصورت، میری دعائیں سنی جاتیں تو دعا کرتا کاش یہ جوڑا میرے نام کا ہوتا" کیا کچھ نہیں تھا اس کے لہجے میں، خواہش، تڑپ، بے بسی۔

"اب تو دعاؤں کا وقت بھی گزر گیا" وہ شاید اسے اس کی دیری بتا رہی تھی۔

"ہاں ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام میں، ایک دعا بھی وقت رہتے نہیں مانگ سکا" سر جھکائے اذیت سے بولا تو سومیہ نے بامشکل اپنے آنسو ضبط کیے۔

"یاد ہے اسامہ تم نے کہا تو اگر میں کسی اور کی ہوئی تو۔۔" نجانے کیوں وہ بول گئی۔

"آپ کو اور اس شخص کو زندہ دفن کر دوں گا" اسامہ نے اس کی بات مکمل کی تو وہ سر ہلا گئی۔

"کیا کہتی ہیں؟ یہ بھی کر گزروں؟ دفنا دوں اس شخص کو زندہ؟" اسامہ عجیب سے لہجے میں بولا تو وہ رو دی۔۔

"بہت دیر ہو گئی اسامہ، بہت دیر" وہ بے جان ٹانگوں کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئی جبکہ اسامہ ضبط ہارتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

@@@@@@@

اسامہ نے اپنے کمرے میں آتے پوری قوت سے دروازہ بند کیا تھا جس سے کمرے کے درودیوار لرز اٹھے، سومیہ کے آنسو اس کے دل پر تیزاب کا کام کر رہے تھے مگر وہ بے بس تھا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"اسامہ۔۔"اس نے کمرے کی چیزوں کو اٹھا اٹھا کر پٹخنا شروع کر دیا جب اچانک کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔سفینہ بیگم کو اسکی آمد کی خبر ہوئی تو وہ اس سے ملنے اس کے کمرے کی طرف آ گئیں۔

"جی حکم "اپنی سرخ آنکھوں کو میچ کر کھولتے وہ ان کی طرف مڑا اور سنجیدگی سے بولا۔

"کیسے ہو میری جان؟ دادی سے نہیں ملو گے "انہوں نے ممتا سے چور لہجے میں کہا تو وہ لب بینچ گیا۔

"معذرت دادی صاحبہ، آپ کی شان میں گستاخی ہو گئی ناچیز سے، میں بس آپ ہی کے دربار میں حاضری دینے والا تھا"اس کا انداز ہنوز تھا،سفینہ بیگم کو اس کے طنز تکلیف سے دوچار کر رہے تھے۔

"بس کر دو اسامہ، ایسے بات مت کرو، چاہو تو جھگڑ لو مجھ سے، شکوہ کر لو مگر ایسے اجنبی مت بنو"انہیں اس کا اپنی تکلیف چھپانا زیادہ اذیت دیتا تھا۔

"کیسا شکوہ دادی صاحبہ؟ اور میری اتنی اوقات کہاں کہ میں آنسہ سفینہ خان کے سامنے بول سکوں جھگڑنا تو دور کی بات ہے "کسی کو لفظوں سے کیسے مارتے ہیں یہ کوئی اسامہ کمال سے پوچھتا۔

"اپنی دادی پر تھوڑا سا تو بھروسہ کرو اسامہ، میں نے جو بھی کیا وہ تم دونوں کے بھلے کے کیا"سفینہ بیگم کو لگ رہا تھا وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہیں رہ سکیں گی مگر وہ اپنے لاڈلے پوتے کو منا لینا چاہتی تھیں۔

"بہت شکریہ آپ نے ہمارے لیے اتنا سوچا مگر مجھے ضرورت نہیں مزید اپنا کوئی بھلا سوچنے والوں کی۔ میں کافی تھکا ہوا ہوں آرام کرنا چاہتا ہوں" اسامہ رخ پھیرتے بولا۔

"اگر تمہارے ماں تمہارے لیے یہ فیصلہ کرتی تو کیا تم اس کے ساتھ بھی یوں بے رخی برتتے اسامہ؟ کیا میں تمہاری ماں نہیں ہوں؟" انہوں نے اسے جذباتی کرنا چاہا جب وہ ان کی سمت مڑتا تلخ سا مسکرا دیا۔

"نہیں، آپ صرف میرے باپ کی ماں ہیں دادی صاحبہ، میری ماں نہیں ہیں آپ، اگر میری ماں ہوتیں تو میرے ساتھ وہ سب نہیں کرتیں جو آپ نے کیا، کوئی ماں اپنی اولاد کا دل نہیں اجاڑ سکتی" اسامہ جانتا تھا وہ تلخ ہو رہا ہے مگر انہوں نے اس کے اندر سے ساری نرمی نوچ ڈالی تھی۔

"ماں بن کر پالا ہے میں نے تمہیں اسامہ" سفینہ بیگم بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھیں جو ہر تعلق فراموش کر دینا چاہتا تھا۔

"کاش آپ نے ہمیں ناں پالا ہوتا تو شاید ہمیں اس پرورش کا وہ خراج نہیں بھرنا پڑتا" اسامہ نے سرد انداز میں کہتے ساری بات ہی ختم کر دی تھی۔

"اسامہ۔۔۔" انہوں نے تکلیف دہ انداز میں پکارا تو اسامہ بامشکل اپنی چھلکتی آنکھوں پر قابو پا سکا۔

"میں لمبے سفر سے بہت زیادہ تھک چکا ہوں، برائے مہربانی جائیں یہاں سے، میں سونا چاہتا ہوں" وہ مزید یہ سب نہیں کر سکتا تھا تب ہی التجائیہ انداز میں بولا۔

"یہ تم نے مجھ سے کیا کروادیا بہو" اس کے کمرے سے نکلتے ان پر آن کے آن ہی بڑھاپا طاری ہو چکا تھا، وہ ناجانے کس حوصلے سے اپنے کمرے تک پہنچ سکیں۔

@@@@@@@@

"آج وہ لڑکا کون تھا بڑکپ جو آپ کے اور علیزے کے ساتھ بیٹھا تھا؟" وہ دونوں واپس گھر لوٹ رہے تھے جب ذوہان کب سے دل میں پنپتا سوال لبوں پر لایا، اس نے لہجے کو بلکل سرسری سا بنا رکھا تھا۔

"انس؟" نایاب کو اس کے پوچھنے پر انس یاد آیا۔

"ہمم" ذوہان کی گرفت سٹرین ویل پر سخت ہوئی تھی، اسے نایاب کے منہ سے کسی اور کا نام سن کر ہی اس انسان سے چڑ ہونے لگی تھی۔

"وہ علیزے کے کزن ہیں" نایاب سادگی سے بولی تو ذوہان خاموش رہا، جو بھی تھا وہ مگر وہ اسے نایاب کے قریب نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"کافی باتونی لگ رہا تھا" اندر کی جلن تھی کہ وہ چاہ کر بھی اس سے یہ سب پوچھنے سے خود کو بعض نہیں رکھ پا رہا تھا۔

"ذوہ وہ دونوں بہت لڑتے ہیں، انس اتنے فنی ہیں" وہ ہلکا سا ہنس کر بولی تو ذوہان اس کی ہنسی دیکھ کر رہ گیا۔

"پہلی بار یہ قیمتی مسکراہٹ میرے سوا کسی اور کی وجہ سے آئی ہے" ذوہان کے ذہن میں اٹھتی سوچ نے اس کے اندر لاوا سا دھکا دیا تھا۔

"کلاس کے لڑکوں سے فرینک ہوتے ہوئے دھیان رکھیے گا بٹر کپ، آپ بہت معصوم ہیں ہر کوئی آپ کی طرح سادہ نہیں ہوتا" وہ خود کو تلخ ہونے سے روک نہیں سکا جبکہ نایاب سمجھ نہیں سکی تھی اسے ہوا کیا ہے۔

"انس برے تو نہیں لگے ذو، پھر علیزے کے کزن بھی ہیں" اس نے یونہی صفائی دی جبکہ ذوہان بار بار اس کے لبوں سے انس کا نام سن کر اب اریٹیٹ ہو رہا تھا۔

"ہمم، میرا کام تھا آپ کو سمجھانا، آگے اب آپ کو خود سمجھدار ہو جانا چاہیے" وہ خود کو سنبھالتا ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ذو؟" وہ کافی دیر خاموش رہا تھا وہ دُر نایاب نے بے ساختہ پوچھا، ورنہ وہ ہمیشہ واپسی پر اس سے سارے دن کی داستان پوچھتا تھا۔

"جی میں ٹھیک ہوں، مجھے کیا ہونا ہے، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا آپ کے کسی سے بات کرنے سے" اسے تسلی دیتے آخری بات جیسے خود کو باور کروائی تھی۔

"آپ آج بہت خاموش خاموش سے ہیں" آج وہ نہیں بول رہا تھا تو نایاب کو بولنا پڑ رہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے سویٹ ہارٹ، بس میرے سر میں تھوڑا درد ہے، گھر جا کر ریسٹ کروں گا تو ٹھیک ہو جاوں گا" ذوہان اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا تب ہی بامشکل مسکرا کر بولا۔

وہ گھر پہنچے تو ذوہان آرام کا بہانا بناتے اپنے کمرے میں آ گیا۔ کافی دیر تک ٹھنڈے پانی سے شاور لے کر اپنا غصہ ٹھنڈا کیا تھا، وہ جو سمجھتا تھا وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا انسان ہے یہ غلط فہمی آج دور ہو گئی تھی۔

"ذو۔۔۔" نایاب اس کے لیے کافی بنا کر لائی تو اسے ٹاول سے بال خشک کرتے دیکھ حیرت سے پکارا۔

"بٹر کپ آپ یہاں؟" ذوہان ٹاول رکھتے اس کی جانب آیا۔

"آپ کی کافی، آپ نے باتھ کیوں لیا؟" کافی اسے تھماتے اس کے گیلے بال دیکھ کر خفگی سے کہا۔

"کیوں کیا ہوا؟" ذوہان کو اس کی خفگی کی وجہ بلکل سمجھ نہیں آئی۔

"سر میں درد تھا آپ کے، اتنی ٹھنڈ بھی ہے، یہاں لیٹیں" وہ ناراض سی بولتی اس کا ہاتھ تھام کر بستر پر بیٹھا گئی۔

"بٹر کپ میں ٹھیک ہوں یار، آئی ایم ناٹ آ چائلڈ" ذوہان نے سنجیدگی سے کہا۔

"یس یو آر" اس پر بلینکٹ ڈالتے وہ اپنی بات پر زور دیتے بولی۔

"یہ کیا کر رہی ہیں؟" وہ جا کر کبرڈ سے ہیئر ڈرائیر نکال کر لائی تو ذوہان چونکا۔

"ڈانس" اس نے منہ بنا کر کہا تو ذوہان مسکرا دیا، وہ دن بدن سچ میں بدلتی جا رہی تھی۔

"مجھے لگ رہا ہے آج ہماری پر سنیلٹی سوائپ کر گئی ہے آپ ذوہان ہیں اور میں نایاب" ذوہان ہنس کر بولا تو وہ کندھے اچکا گئی۔

خاموشی سے ہاتھ کو اس کے بالوں میں چلاتے اس کے بال سکھانے لگی، ذوہان خاموشی سے بیٹھا تھا، وہ اس کے معاملے میں ہمیشہ بہت فکر مند ہو جاتی تھی، وہ جانتا تھا نایاب اس سے بہت محبت کرتی ہے مگر اسے لگتا تھا وہ محبت صرف اس لیے تھی کہ اس کے پاس اور کوئی رشتہ نہیں تھا۔

"لیٹ جائیں" بال خشک کرتے نایاب نے اس سے تو ذوہان خاموشی سے لیٹ گیا، نایاب اس کے سر کے پاس نیچے بیٹھتے اس کا سر دبانے لگی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے بڑ کپ، آپ کی خود کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے" ذوہان نے انکار کرنا چاہا مگر وہ آنکھیں دکھا گئی۔

"میں ٹھیک ہوں" نایاب سختی سے بولی تو ذوہان کھسک کر دوسری سمت لیٹ گیا۔

"اوپر بلینکٹ میں بیٹھ کر دبائیں ورنہ دبانے کی ضرورت نہیں ہے" ذوہان نے دھمکی دی تو نایاب اٹھ کر بلینکٹ میں بیٹھ گئی پھر آہستہ آہستہ اس کا سر دبانے لگی، سکون محسوس کرتے ذوہان کی آنکھ کب لگی اسے خود بھی علم نہیں ہوا۔

@@@@@@@@@@

عادل اور حور بائے روڈ کوئٹہ آئے تھے، ان کی تقریباً ساری رات سفر میں گزری تھی، صبح جس وقت وہ لوگ کوئٹہ پہنچے اچھا خاصا دن نکل چکا تھا، حور سارے راستے خاموش رہی تھی۔

"کیا آپ ٹھیک ہیں حور؟" عادل اس کی پُراسرار سی خاموشی پر فکر مند ہوا تو بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

"مجھے واپس چھوڑ آئیں عادل، مجھے سچ میں ڈر لگ رہا ہے" وہ روہانسی ہوتے بولی تو عادل نے اسے گھورا۔

"حور میرے گھر والے آدمی خور نہیں ہیں جو آپ کو کچا چبا جائیں گے اور فکر مت کریں ایسا کچھ ہونا ہوا تو میں ہوں یہاں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا" عادل نے تسلی دی تب ہی گاڑی حویلی کے سامنے رکی۔

حور اتنی خوبصورت حویلی کو دیکھ کر چند پل ساکت ہوئی، عادل نے اسے اپنی جگہ کھڑا دیکھا تو اس کا ہاتھ تھامتے اندر کی طرف بڑھا اسے اتنی سردی میں آئس کریم ہرگز نہیں بننا تھا۔

"عادل۔۔۔" وہ اندر لاونج میں پہنچے تو جمال صاحب اسے دیکھتے بولے، ان کے کہنے پر سفینہ بیگم اور کمال صاحب کی نظر بھی اس پر پڑی۔ وہاں آتی سومیہ بھی اتنے عرصے بعد بھائی کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئی۔ تب ہی ان کی نظر حور پر پڑی۔

"یہ لڑکی کون ہے عادل؟" جمال صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا حالانکہ کے عادل کے انداز بہت کچھ کہہ چکے تھے۔

"یہ میری بیوی ہیں باباجان، مسز عادل جمال" وہ سر اٹھائے بولتا ان سب کو حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبو گیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم عادل؟" جمال صاحب سختی سے بولے تو حور اس کی شرٹ تھامتی اس کی پشت پر ہو گئی، اسی بات کا ڈر تھا اسے۔

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے باباجان، کل ہی نکاح ہوا ہے ہمارا، آپ سب ہی تو چاہتے تھے کہ میں شادی کر لوں تو لیں کر لی میں نے شادی" وہ اتنے آرام سے بول رہا تھا جیسے عام سی بات ہو۔

"شادی کرنے کا کہا تھا یوں چھپ کر شادی کرنے کا نہیں، اور تم بھول رہے ہو تمہارے گھر کے بڑے ابھی زندہ ہیں یوں اپنی من مرضیاں کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم؟" وہ اس کے مقابل آئے تھے۔

"یہ سب باتیں بیکار ہیں باباجان، مین بات تو شادی ہی تھی ناں وہ میں نے کر لی تو پھر اب آپ اتنا کیوں بھڑک رہے ہیں" اس گھر کے دونوں سپوتوں نے فیصلہ کر رکھا تھا سب کو ذلیل کرنے کا۔

"ایسے شادیاں نہیں ہوتی عادل جمال، ہم جانتے تک نہیں ہیں یہ لڑکی کون ہے، کہاں سے ہے؟ گھر والے کیسے ہیں اور تم ہمیں بتا رہے ہو کہ یہ ہماری بہو ہیں" جمال صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا اس کا کچھ کر ڈالتے۔

"بابا جان مجھے شادی لڑکی سے کرنی تھی اس کے گھر والوں سے نہیں سو میں نے کر لی، باقی رہی ان کی فیملی تو ان کا کوئی نہیں ہے، تنہا اور لاوارث ہیں بس آپ کی تسلی ہو گئی" باقی سب خاموش تماشائی بنے ان دونوں باپ بیٹے کی بحث سن رہے تھے۔

"تمہارا دماغ سچ میں خراب ہو چکا ہے عادل، نا جانے کہاں سے اٹھا لائے ہو اس لڑکی کو، ہمیں یہ شادی منظور نہیں ہے واپس چھوڑ کر آؤ اسے" اس نے ان کی پسند کی لڑکی سے شادی ناں کر کے ایک لاوارث کو اپنایا تھا یہ جمال صاحب کی انا پر کاری وار تھا۔

"بس بابا جان، آپ کو انہیں قبول کرنا ہے کریں، نہیں کرنا آپ کی مرضی مگر اگر آپ سوچ رہے ہیں کہ میں انہیں چھوڑ دوں گا تو یہ آپ کی بھول ہے۔ یہ کوئی کھلونا نہیں ہے جنہیں آپ کے پسند ناں کرنے پر واپس پھینک آوں، بیوی ہیں میری" عادل کو ان کی بات ناگوار گزری تھی۔

"عادل۔۔۔" انہوں نے اسے سخت سست سنانا چاہا۔

"بس کرو یہ تماشہ جمال، جو ہونا تھا ہو چکا، عادل اس لڑکی کو کمرے میں لے کر جاؤ ہم تم سے بعد میں بات کریں گے" سفینہ بیگم کی آواز نے ان دونوں کو خاموش کروا دیا۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ اماں، اس لڑکے کو ہماری پسند کی لڑکی سے شادی کرتے ہوئے اپنی محبت یاد آجاتی تھی اور اب شادی بھی کر آیا تب اسے حورب یاد کیوں نہیں آئی" جمال صاحب کے لفظوں پر عادل ساکت ہوا تھا وہیں حور کے قدم بھی زنجیر ہوئے۔

"باباجان۔۔۔۔" عادل نے بامشکل خود پر ضبط کرتے انہیں پکارا۔

"کیوں برا لگ رہا ہے سن کر؟ کیا حقیقت نہیں ہے یہ؟ تم نے شائینہ سے شادی سے انکار اسی لیے کیا تھا ناں کہ تم حورب سے بے وفائی نہیں کرنا چاہتے تھے تو پھر اب یہ کیا ہے؟ کیا یہ بے وفائی نہیں ہے؟" انہوں نے ایک ہی وار میں اس کے زخم ادھیڑ دیئے تھے۔

"سومیہ۔۔۔۔ سومیہ انہیں میرے کمرے میں لیکر جاؤ" عادل نے تیز لہجے میں سومیہ کو پکارا اور حور کو وہاں سے لیجانے کو کہا۔

"آیئے بھابھی" سومیہ اسے لے کر کمرے کی طرف بڑھ گئی جو کسی بے جان مورت کی طرح ساکت ہو چکی تھی تب ہی اس کے ساتھ کھچتی چلی گئی۔

@@@@@@@@

"عادل تم کب آئے؟" اسامہ کسی کام سے باہر گیا تھا جب تک وہ واپس آیا آگے معاملہ رفع دفع ہو چکا تھا، ناجانے سفینہ بیگم نے ان سب سے کیا کہا تھا کہ وہ سب فلحال کے لیے خاموشی اختیار کر گئے۔

"آج ہی آیا ہوں، تم بتاؤ تم کہاں گئے تھے؟" عادل نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔

"میں نے سنا تھا میر ارقیب واپس لوٹ آیا ہے بس اسی کی خیر خیریت دریافت کرنے گیا تھا" اسامہ تلخی سے ہنستا ہوا بولا تو عادل کے ساتھ ساتھ کچھ دور گزرتی سومیہ بھی چونکی۔

"تم شعیب سے ملنے گئے تھے؟ وجہ؟" عادل نے سختی سے پوچھا تو وہ ویسے ہی مسکراتا رہا۔

"ایسے غصے سے مت دیکھ یار، ویسے ہی بات کرنے گیا تھا، یہ سب چھوڑو یہ اس حویلی میں ماتم سی خاموشی کیوں چھائی ہوئی ہے؟" اسامہ بات بدل گیا، سومیہ بھی خاموشی سے روم میں چلی گئی۔

"کچھ نہیں، بس میری بیوی کو دیکھ کر سب کو صدمہ لگ گیا ہے" عادل نے آرام سے کہتے اس کے سر پر بھی دھماکا کرنا چاہا۔

"آہ! تو شادی کر لی تم نے بھی، چلو اچھی بات ہے کب تک انسان مری ہوئی محبت کا سوگ منا سکتا ہے" اسامہ آرام سے بولا تو عادل نے اسے گھورا۔

"شٹ اپ اسامہ، حورب کے لیے دوبارہ ایسے الفاظ مت بولنا" عادل ہمیشہ کی طرح بولا تو اسامہ تلخ سا ہنس دیا۔

"کیا فرق پڑتا ہے یار، تمہاری محبت تھی تو میری بھی تو بہن تھی مگر وہ کونسا دنیا میں ہے جو سوچ سمجھ کر بولوں، خیر بہت مبارک ہو، ہم دونوں بہن بھائیوں کی قسمت میں شاید قبر ہی لکھی تھی تم دونوں بہن بھائی سلامت رہو یہی دعا ہے میری" اسامہ گہرا سانس بھر کر بولا تو عادل نے مٹھیاں بینچیں۔

"اس سے پہلے میں تمہارا منہ توڑنے پر مجبور ہو جاوں بکواس بند کر لو اپنی" عادل کو اس کی حالت تکلیف دے رہی تھی۔

"او کے یار نہیں کہتا کچھ بھی، اب خوش" اسامہ نے ہاتھ اٹھاتے بات ختم کی۔

"تم مجھے یہ بتاؤ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تمہارے بغیر بھی شادی ہو جانی تھی، تمہارا آنا اتنا ضروری تو نہیں تھا" عادل کو اس کا خود کو اذیت دینا غصہ دلا رہا تھا۔

"ایسے کیسے ناں آتا یار، تمہاری بہن بچپن کی دوست ہے میری پھر ہماری پیاری دادی جان مجھے بہت یاد کر رہی تھیں سو میرا آنا تو بنتا تھا" اس کی مسکراہٹ کے پیچھے کی اذیت اگر کوئی جان سکتا تھا تو وہ صرف عادل جمال تھا۔

"ہم دونوں ایک جیسے ہیں اسامہ" عادل گہرا سانس بھر کر بولا تو اسامہ سر ہلا گیا۔

"ہاں، ہم دونوں کو عادت ہے خود کو اور خود سے جڑے رشتوں کو اذیت دینے کی، اس کا بھی اپنا ہی مزہ ہے" کہنے کو عادل اس سے بڑا تھا مگر ان دونوں میں دوستی ہمیشہ ہی بہت گہری رہی تھی۔

"میں تو تمہیں کچھ سمجھا بھی نہیں سکتا اسامہ کہ اس گھر میں کوئی تمہاری حالت سمجھے یاناں سمجھے میں اچھے سے سمجھ سکتا ہوں" عادل صرف سوچ کر رہ گیا۔

"چھوڑو یار، یہ بتاؤ میری بھابھی جان کہاں ہیں؟ ملوایا ہی نہیں مجھ سے" اسامہ موضوع بدلنے کو شرارت سے بولا۔

"ابھی تو مجھے لگتا وہ مجھ سے بھی نہیں ملے گی" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

"رات کو فنکشن میں مل لینا" عادل نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"اوکے پھر ملتے ہیں" اسامہ وہاں سے نکلتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ عادل سوچ رہا تھا حور کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔

دوسری طرح حور جب سے کمرے میں آئی تھی جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹ رہی تھی، آج جو حقیقت اسے معلوم ہوئی تھی اسے ہضم کرنا بہت مشکل تھا اس پر دل الگ تکلیف میں تھا۔

"اسی لیے انہوں نے مجھے حور نام دیا، اصل میں وہ اپنی محبت کو یاد کرتے رہے" یہ سوچ آتے ہی اسے اذیت ہونے لگی۔

"یہ کیا ہو گیا اللہ جی، عادل کسی اور سے محبت کرتے ہیں تو میں کہاں ہوں ان کی زندگی میں؟ کیا میں صرف ایک متبادل ہوں" کسی بھی لڑکی کے لیے سب سے تکلیف دہ کسی کی دوسری چوائس بننا ہوتا ہے وہ بھی ایسی ہی تکلیف میں تھی۔

"نہیں، میں۔۔۔ میں انہیں ایک بوجھ بنی لڑکی کے لیے خود کو مشکل میں ڈالنے نہیں دوں گی، میں یہاں سے جاتے ہی ان کی زندگی سے چلی جاؤں گی" وہ خود ہی فیصلہ کر چکی تھی یہ سوچے بنا کہ آگے کیا ہو سکتا ہے۔

@@@@@@@@

صبح ذوہان کی آنکھ موبائل کی بیل پر کھلی تھی، اس کی نظر دوسری جانب پڑی تو نایاب کا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا اور وہ خود ٹیڑھی سی لیٹی تھی، اس کی اس درجہ کیئر اور فکر پر ذوہان کو اس پر ڈھیروں پیار آیا۔ اس کے بال چہرے پر گرے تھے، ذوہان موبائل سائٹ پر کرتا اس کی سمت متوجہ ہوا، انگلی کی مدد سے آہستہ سے اس کے بال چہرے سے ہٹائے اور جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"آپ میری زندگی میں ناں ہوتیں تو شاید ذوہان یوسف کبھی اتنا پُر سکون ناں ہوتا بٹر کپ، تھینک یو فار بینگ مائن" وہ آہستہ سے سرگوشیانہ آواز میں بولا جب اس کے موبائل پر دوبارہ کال آئی۔

"ہیلو جی سسٹر" ہوسپٹل سے کال تھی وہ کال پک کرتے کچھ دور ہوا مگر اس سب میں بھی نایاب کی نیند کھل چکی تھی۔

"اوکے آئی ول بی دئیر آن ٹائم" وہ سنجیدگی سے کہتا فون بند کر گیا۔ پیچھے پلٹا تو وہ اٹھ چکی تھی۔

"بٹر کپ جلدی سے ریڈی ہو جائیں میں ناشتہ بناتا ہوں، آج میں کالج نہیں آوں گی ہوسپٹل میں کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے تو آپ ڈرائیور کے ساتھ چلی جایئے گا" ذوہان نے اسے بتایا تو پہلے تو وہ تنہا کالج جانے کا سن کر سہم گئی مگر پھر علیزے کی موجودگی کی تسلی ہوئی تو سر اثبات میں ہلا گئی۔

ذوہان اسے ناشتہ کروا کر ہوسپٹل کے لیے نکل گیا جبکہ وہ کالج آ گئی مگر آج شاید نہیں یقیناً اس کی کوئی آزمائش تھی کیونکہ کالج جانے پر اسے معلوم ہوا کہ علیزے میڈم بھی چھٹی پر تھیں۔

وہ نروس سی چلتی کلاس میں آ گئی، ذوہان بھلے ہی سارا وقت اس کے ساتھ نہیں ہوتا تھا مگر اسے یہ تسلی ہوتی تھی کہ ذوہان اس کے ارد گرد ہے مگر آج وہ وہاں نہیں تھی اور جب یہ خیال آتا تو اس کے ماتھے اور ہاتھوں پر نمی ابھرنے لگتی۔

"سٹوڈینٹس آج کالج میں یو اے ای سے ڈاکٹرز کی ٹیم آ رہی ہے سو آپ سب کالج گراونڈ میں پہنچ جائیں" جیسے ہی ان کی کلاس میں اناؤنس کیا تھا سب لوگ گراؤنڈ کی طرف چلے گئے۔

وہ تنہا وہاں نہیں بیٹھ سکتی تھی کیونکہ سب کو جانے کا آرڈر ملا تھا تب ہی وہ بامشکل خود کو سنبھالتی اٹھی اور گراونڈ کی طرف بڑھی۔انس نے اسے تنہا دیکھا تو اس کی طرف چلا آیا۔

"ہائے لٹل گرل، آج وہ گینڈے کی زنانہ کاپی نہیں آئی تو تم اتنی ڈری ہوئی کیوں لگ رہی ہو حالانکہ ڈرنا تو تمہیں اس کے ساتھ ہوتے ہوئے چاہیے "اس کی خوفزدہ آنکھیں دیکھ کر انس الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا۔

"ل۔۔۔لوگ بہت زیادہ ہیں "گراونڈ کے پاس آئی تو وہاں سٹوڈینٹس کا جم غفیر دیکھ کر اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ شروع ہو گئی۔

"نایاب آپ ٹھیک ہیں؟ یہ سب سٹوڈینٹس ہی ہیں، ڈر کیوں رہی ہیں؟ "انس نے اسے پکارنا چاہا مگر ارد گرد اتنا شور اور آوازیں اس کی طبیعت بری طرح خراب کر رہی تھیں۔

"م۔۔۔مجھے جا۔۔۔جانا ہے۔۔۔ذو۔۔۔"وہ ٹھیک سے سانس نہیں لے پا رہی تھی، نارمل روٹین میں رش اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا تب ہی وہ برداشت کر لیتی تھی مگر اب اتنے لوگ دیکھ کر وہ اپنے خوف پر قابو نہیں کر پا رہی تھی۔

"نایاب ٹیک آڈیپ بریتھ، کیا ہو رہا ہے آپ کو، چلیں یہاں سے چلتے ہیں "انس کو کسی گڑبڑ کا احساس شدت سے ہوا تب ہی اسے چلنے کو کہا۔

"ذو۔۔۔" مگر اس سے پہلے ہی نایاب کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا لہرایا اور وہ حواس کھوتی بے ہوش ہو گئی، انس نے جلدی سے اسے تھاما، ارد گرد کے لوگ متوجہ ہوئے مگر انس زیادہ تماشہ لگنے سے پہلے ہی اسے اٹھائے باہر کی طرف بڑھا۔

انس اسے سیدھا ہوسپٹل لے آیا، اس نے علیزے کو فون کر دیا تھا جس پر علیزے بھی گھر سے نکل چکی تھی، انس اسے سب سے قریبی ہوسپٹل لایا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا ذوہان بھی وہیں جاب کرتا ہے۔

"ذوہان سر۔۔۔" انس نے اسے سٹریچر پر ڈالا تو اسے جلدی سے ایمرجنسی میں لیجایا گیا، ذوہان کی نظر نایاب پر نہیں پڑی تھی مگر انس اسے دیکھ چکا تھا تب ہی انس نے اسے پکارا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں انس، وہ بھی کالج ٹائم میں" ذوہان نے اس کی آواز پر پلٹ کر دیکھا تو انس کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر تیوری ابھری۔

"سر وہ ہماری کلاس کی سٹوڈینٹ بے ہوش ہو گئی تھیں انہیں ہی لے کر آیا ہوں" انس فکر مند سا بولا تو ذوہان نے سر ہلایا۔

"اوہ! کونسی سٹوڈینٹ" وہ کسی فائل پر سائن کر رہا تھا ساتھ اس سے پوچھا۔

"نایاب یوسف" اس نے نام لیا تو ذوہان کے ہاتھ فائل پر لرزے۔

"ن۔۔۔نایاب۔۔۔کیا ہوا ہے انہیں؟ کہاں ہیں نایاب جلدی بولو" فائل سائیڈ پر کھڑی نرس کی جانب بڑھاتے ذوہان نے انس کا گریبان تھاما، انس اس کے ریکشن پر حیران ہوا تھا۔

"کالج میں سیمینار تھا وہیں شاید رش کی وجہ سے ان کا سٹریس لیول ہائی ہو گیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئیں اسی لیے میں انہیں یہاں لے آیا وہ اندر ہیں" انس سنجیدگی سے بولا تو ذوہان تیزی سے آئی سی یو کی سمت بڑھا۔

"یہ کیا تھا یار؟" انس نے خود کلامی کی۔

"یہ تمہاری سمجھ سے باہر کی بات ہے وائرس، تم اگنور کرو شاباش" علیزے جو کچھ ہی دیر پہلے پہنچی تھی اسے دیکھتے بولی۔

"گینڈے کی زنانہ کاپی جب تمہیں بلایا نہیں جاتا تو خود کیوں بولنے لگ جاتی ہو" انس سب بھولتا پنجے جھاڑ کر اپنی دشمنِ اول کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں تو جیسے مری جا رہی ہوں تمہیں بلانے کو" علیزے نے اسے زبان دکھائی۔

"مر ہی جاؤ یار، دھرتی کا بوجھ تھوڑا کم کرو" انس نے منہ بسور کر کہا۔

"جاؤ جاؤ تم کہو اور میں مر جاؤں اتنی سستی نہیں ہے علیزے" علیزے اسے اٹیٹیوڈ دیکھاتی آگے بڑھ گئی جبکہ انس اس کی پشت کو گھور کر رہ گیا۔

@@@@@@@@@@

خان حویلی پر رات بڑے دلکش انداز میں اتری تھی، اس گھر میں پہلی شادی تھی سو تیاریاں بھی اسی شان سے کی گئی تھیں، عادل صبح سے کمرے میں نہیں گیا تھا ناں ہی اس کی حور سے کوئی بات ہوئی تھی۔

حور نے شام میں سفینہ بیگم کے پیغام بھیجنے پر عادل کا دلوایا گیا لہنگا بے دلی سے زیب تن کر لیا، یلو، ریڈ اور گرین کمبینیشن سے سجا نیٹ کا یہ لہنگا بہت خوبصورت تھا، سلیقے سے بال بنا کر اس نے دوپٹہ اپنے گرد پھیلا لیا، جتنی پیاری وہ تھی میک اپ کی ضرورت اسے ویسے ہی نہیں تھی۔

دوسری طرف اسامہ بلیک شلوار قمیض پہنے، اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر ہر کام میں پیش پیش ہوتا ہر کسی کو اذیت پہنچا رہا تھا۔ عادل بھی کاموں میں مگن تھا۔ وہیں تیسری جانب سومیہ نے رقیہ بیگم کی جانب سے آیا لہنگا پہن رکھا تھا۔

نکاح چونکہ ہو چکا تھا اسی لیے اس کی اور شعیب کی رسمِ حنا ایک ساتھ کی جانی تھی، خوبصورت سی پھولوں کی جیولری اور پیلے اور پرپل لہنگے میں سومیہ پر بے انتہا روپ آیا تھا۔ اس کا سوگوار حسن دیکھنے والے کو گنگ کر دیتا تھا۔

آہستہ آہستہ سب مہمان بھی آنے لگے، کمال صاحب اور جمال صاحب نے بہت سے لوگوں کو دعوت دی تھی سو اسی حساب سے یہ فنگشن خاصا بڑا تھا۔ سب مہمانوں کے آتے ہی کچھ دیر میں رقیہ بیگم بھی مہندی لے کر وہاں پہنچیں۔

سفید لباس میں ملبوس شعیب کو دیکھ کر سب لوگ بہت خوش تھے، وہ خود بھی چھے فٹ قد کے ساتھ شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والا خوبرو نوجوان تھا مگر اس کے چہرے سے لگ رہا تھا اسے زبردستی لایا گیا ہو۔

"اپنے چہرے کے زوایے درست کرو شعیب ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" رقیہ بیگم نے اس کا بیزار چہرہ دیکھتے کہا۔

"مجھے چھیڑیں مت اماں، اپنی قسم دے کر آپ مجھے یہاں لے تو آئیں مگر اگر چاہتی ہیں یہاں کوئی تماشہ ناں بنے تو مجھے مخاطب کرنے سے پرہیز کریں" شعیب نے مصنوعی مسکرانے کی کوشش ہر گز نہیں کی تھی۔

"میں تمہیں بتا رہی ہوں شعیب میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں اگر تم نے یہاں سے فرار ہونے کا سوچا تو" رقیہ بیگم ہی جانتی تھیں انہوں نے کس طرف اس اتھرے گھوڑے کو قابو کیا تھا۔

"آپ نے جو یہ سب کیا ہے ناں اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا اماں" وہ نا جانے انہیں کیا باور کروانا چاہ رہا تھا۔

"جو انجام ہو گا دیکھا جائے گا تم چپ چاپ بیٹھو یہاں" انہوں نے اسے لا کر سٹیج پر بیٹھایا، شعیب کا دل چاہ رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے۔

"عادل جاؤ بہن کو لے آؤ جا کر" سفینہ بیگم نے عادل کو کہا تو وہ سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھ گیا، اسامہ بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔

"آئیں سومیہ، آپ کا دلہا آ چکا ہے، وعدے کے مطابق میں خود آپ کو اس تک لے جا رہا ہوں" اسامہ عادل کے سامنے ہی اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا بولا، سومیہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس کا ہاتھ تھامتی۔

"چلو سمی" عادل نے کہا تو وہ اٹھی اور بنا اسامہ کو دیکھے آگے بڑھ گئی، اسامہ اپنے ہاتھ کی خالی ہتھیلی کو دیکھ کر رہ گیا مگر پھر خود پر ضبط پاتے آگے بڑھا۔

سومیہ کا دل بند ہو رہا تھا، اسے لگ رہا تھا وہ یہیں گر جائے گی مگر نہیں اسے ہمت کرنی تھی، وہ عادل کے ساتھ سٹیج تک آئی، شعیب نے اسے اوپر آنے میں مدد دینے جیسی کوئی فارمیلیٹی نہیں کی تھی۔

"کیا بات ہے شعیب بیٹا آپ پریشان لگ رہے ہیں" رسم شروع ہوئی تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شعیب کی بیزاری بڑھتی جا رہی تھی جو وہاں موجود تقریباً سب کو دکھ رہی تھی۔

جمال صاحب نے رسم کر کے اٹھتے اس سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"کچھ نہیں انکل" شعیب عجیب سی بے چینی کا شکار تھا تب ہی اسامہ سٹیج پر رسم کرنے کے لیے آیا، نا جانے کیوں وہ خود کو اور اسے تکلیف دے رہا تھا۔

"مبارک ہو سومیہ اینڈ شعیب" اس نے ان دونوں سے کہا جب شعیب سب بھولتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"بند کریں سب لوگ یہ ڈرامہ" شعیب کی زوردار آواز پر وہاں یک دم خاموشی چھا گئی۔

"شعیب" رقیہ بیگم نے اسے ڈپٹا۔

"نہیں اماں، اور نہیں، میں مزید اس ڈرامے کا حصہ نہیں بن سکتا" شعیب آر یا پار کا فیصلہ کر چکا تھا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو تم شعیب" جمال صاحب نے اس سے پوچھا۔

"یہی انکل کہ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا، میں سومیہ کو پسند نہیں کرتا، میں نے اماں کو منع کیا تھا مگر انہوں نے میری بات نہیں مانی" شعیب کی آواز پر سب کو سانپ سونگھ گیا۔

"ساری زندگی ایک ناپسندیدہ ہستی کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے ہم ابھی راستے الگ کر لیں اسی لیے میں شعیب حسنین باقائمی ہوش و حواس سومیہ جمال کو طلاق دیتا ہوں" اس کے لفظوں نے ان سب کے جسموں سے جان اچک لی تھی خاص کر سومیہ کے اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ اٹھ پاتی۔

"طلاق دیتا ہوں"

"طلاق دیتا ہوں"

"اپنی امانت خود سنبھالو" شعیب سب ختم کرتا آگے بڑھ کر ایک پل کو اسامہ کے قریب رکا اور سرد آواز میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

@@@@@@@@

شعیب کے وہاں سے نکلتے ہی رقیہ بیگم بھی شرمندہ سی اس کے پیچھے لپکیں، وہاں موجود ہر شخص ساکت و جامد کھڑا تھا جب اچانک زوردار آواز پر سب مڑے، سفینہ بیگم پورے قد سمیت زمین بوس ہو چکی تھیں۔

"دادی۔۔۔۔اماں۔۔۔۔" ان سب ساکت جسموں میں ہلچل ہوئی، سب سے پہلے عادل سفینہ بیگم کی طرف بڑھا۔

"دادی آنکھیں کھولیں" عادل نے ان کا چہرہ تھپتھپایا، اسامہ اور سومیہ بھی شکستہ قدموں سے چلتے ان سب کے قریب آئے۔

"اسامہ ایمبولینس کو کال کرو جلدی" عادل چیخا تو اسامہ ہوش میں آیا اس نے جلدی سے موبائل نکالتے ایمبولینس بلائی۔

اگلے آدھے گھنٹے میں وہ لوگ ہوسپٹل پہنچ چکے تھے جہاں سفینہ بیگم کو ایمرجنسی میں لیجایا گیا۔ سومیہ مہندی کے جوڑے میں سجی ساکت سی بیٹھی تھی، اس پر جیسے کسی بت کا گمان ہو رہا تھا۔

ہاں اسے شعیب سے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا مگر آج اس شخص نے جو تذلیل اس کی کی تھی اس کے بعد وہ خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اسے بھرے مجمے میں برہنہ کر دیا گیا ہو۔

"ڈاکٹر۔۔۔" نا جانے کتنا وقت گزر گیا تھا اسے یوں ایک ہی حالت میں بیٹھے جب اپنے باپ کی آواز پر اس نے بے تاثر نگاہوں سے اس جانب دیکھا۔

"جمال صاحب آپ کی والدہ کی حالت بہت خراب ہے، انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے، اگر بروقت انہیں یہاں ناں لایا جاتا تو شاید اب تک آپ انہیں کھو چکے ہوتے" ڈاکٹر کے الفاظ تھے یا صورِ اسرافیل جو ان کے کانوں میں پھونکا گیا تھا۔

"ڈاکٹر وہ ٹھیک ہیں ناں؟" اسامہ تڑپ کر بولا، وہ دادی جن کا کل تک وہ چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا آج جب ان سے دور ہونے کا خیال آیا تو اسامہ کو خود سے نفرت ہونے لگی جس نے انہیں اتنا رلایا تھا۔

"ابھی کے لیے ان کی کنڈیشن سٹیبل ہے مگر آپ کو دھیان رکھنا ہو گا کوئی بھی سٹریس انہیں دوبارہ موت کی جانب لے جا سکتا ہے۔ کوشش کیجیے گا انہیں مزید کوئی دھچکا ناں ملے، کل صبح تک انہیں ہوش آجائے گا پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں" ڈاکٹر سنجیدگی سے بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"باباجاچو، آپ لوگ گھر چلے جائیں، یہاں میں اور اسامہ رک جاتے ہیں" عادل نے ہی خود کو سنبھالتے ان سب کو دیکھا۔

"نہیں اسامہ یہاں نہیں رکے گا، میں رک جاؤں گا" کمال صاحب تلخ سے بولے انہیں اسامہ کی اپنی ماں سے تلخ کلامی کا اچھے سے علم تھا۔

"مگر بابا۔۔۔" اسامہ نے بولنا چاہا مگر وہ ہاتھ اٹھا کر انہیں روک گئے۔

"اگر آپ کو برا ناں لگے تو ہم رک جائیں گے یہاں، آپ سب گھر چلے جائیں" کوئی بھی اس آواز کی آمید نہیں کر رہا تھا تب ہی سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جی بابا میری بیوی اور میں یہاں رک جاتے ہیں آپ سب لوگ پلیز جائیں" عادل نہیں چاہتا تھا ہو سپٹل میں مزید کوئی تکرار ہوتی تب ہی حور کا ساتھ دیا۔

"مگر۔۔۔" جمال صاحب نے بولنا چاہا۔

"پلیز بابا" عادل نے درخواست کی تو انہیں بات ماننا ہی پڑی۔

"سومی اٹھو میرا بچہ" جمال صاحب شکستہ قدموں سے چلتے کچھ دیر پہلے اجڑی اپنی بیٹی کے پاس آئے جو ان سب کی باتوں سے بے نیاز بیٹھی تھی۔

انہوں نے اس کی بازو تھامتے اٹھایا تو وہ بے جان گڑیا کی مانند اٹھ کر ان کے ساتھ چل دی، اس کی حالت دیکھ کر پیچھے آتے اسامہ نے شدتِ ضبط سے اپنی آنکھیں موند لیں۔

ہاں وہ شعیب کو برباد کر دینا چاہتا تھا، اسے جان سے مار ڈالنا چاہتا تھا جو اس کی سومیہ کو اس سے دور کرنے والا تھا مگر اب جب اس نے سومیہ کو چھوڑ دیا تھا تب ہی سب سے زیادہ اذیت اسامہ کو ہی ہو رہی تھی۔

@@@@@@@@

"بٹر کپ۔۔۔" اس کی آنکھیں بند تھیں جب اسے لگا اس نے کوئی مانوس سی آواز سنی ہو، وہ اس آواز کو لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔

"ذو۔۔۔" اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی تو ذوہان اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا، چند پل پہلے تب اس کا پیلا چہرہ دیکھ کر ذوہان کی کیا حالت تھی کاش کوئی سمجھ پاتا۔

"ذو کی جان، اوپن یور آئیز پرنسس، آپ ٹھیک ہو" حجاب سے نکلے اس کے بال سہلاتے ذوہان نے پکارا تو وہ آہستہ سے آنکھیں کھول گئی، وہ سامنے ہی فکر مند سا اس پر جھکا ہوا تھا۔

"م۔۔میں کہاں ہوں؟"اس نے حیرانی سے ارد گرد دیکھا،اسے یاد آیاوہ کالج میں تھی جب اس کا دل گھبرانے لگااور وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔

"آپ ہوسپٹل میں ہیں،بتائیں مجھے کیاہوا تھا؟طبیعت کیسے خراب ہوگئی اچانک آپ کی؟"ذوہان نے اسے اٹھ کر بیٹھنے میں مدد کی اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"وہ ذو۔۔۔آپ نہیں تھے کالج میں۔۔۔علیزے بھی نہیں تھی۔اچانک اتنے لوگ جمع ہوگئے"وہ سہمے انداز میں بولی تو ذوہان اسے خود سے لگا گیا۔

"شششش،بس کچھ نہیں ہوا،آپ کو بھیڑ والی جگہ نہیں جانا چاہیے تھانایاب،آپ منع کر دیتیں سر کو کلاس میں رک جاتیں"اچانک ذوہان کو یاد آیا آج سیمینار تھا جس میں اسے بھی انوائیٹ کیا گیا تھا۔

اگر اسے علم ہوتا نایاب اپنی ایسی حالت کرلے گی تو وہ کبھی اسے تنہا کالج نہیں جانے دیتا۔

"میں دوبارہ آپ کے بنا کالج نہیں جاؤں گی"اس کے سینے میں منہ چھپائے روہانسی ہوتے بولی۔

"بی بریو بٹر کپ،آپ مجھے کال کر دیتیں میں آجاتا"ذوہان آہستہ آہستہ اس کا سر سہلانے لگا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا"اسی انداز میں بولی تو ذوہان گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"انس کیوں لیکر آیا آپ کو؟کوئی ٹیچر نہیں تھے وہاں؟"جب جب وہ سوچ رہا تھا کہ انس نے اسے اٹھایا ہوگا تو اسے غصہ آرہا تھا۔

"انس مجھے علیزے کا بتانے آئے تھے تب ہی میں بے ہوش ہو گئی" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اہمم" اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتے گلا کنکھارنے کی آواز پر نایاب اس کا حصار توڑتے دور ہوئی، علیزے آنکھیں بند کیے دروازے پر کھڑی تھی۔

"سوری سر میں بس فکر مند تھی اس لیے اندر آگئی، سچ میں میں نے کچھ نہیں دیکھا" شرارت سے انہیں چھیڑا تو جہاں نایاب جھنپ گئی وہیں ذوہان اس کا شرمایا سا روپ دیکھ کر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا۔

"اٹس اوکے علیزے آجائیں آپ، بٹر کپ میں آپ کی میڈیسنز لے کر آتا ہوں" علیزے سے کہتا وہ نایاب کے بال دوپٹے میں ٹھیک کرتے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

"ہائے لڑکی غضب خدا کا میری ایک دن کی دوری میں تم نے کیا حال بنا لیا اپنا" علیزے اپنی فکر کو لاپرواہی کے لبادے میں لپیٹتی اس تک پہنچی۔

"میں ٹھیک ہوں علیزے" نایاب نے اس کی فکر پہچانتے نرمی سے کہا۔

"ہاں بھئی ٹام کروز جیسا بندہ بانہوں میں لیے بیٹھا ہو تو ٹھیک تو انسان خود بخود ہی ہو جاتا ہے" علیزے کچھ دیر پہلے کا منظر یاد کرتے شرارت سے بولی۔

"شرم کرو علیزے" نایاب کے گال پل بھر میں لال ہوئے تھے۔

"اچھا تم کھلے عام رومینس کرو اور شرم میں کروں واہ بھئی" علیزے دوبدو بولی۔

"اوئے گینڈے کی زنانہ کاپی بس کر دے، ابھی بیچاری بچی ہوش میں آئی ہے اور تو اپنی زبان سے اسے دوبارہ بے ہوش کر دے" انس اندر داخل ہوا تو علیزے پر چوٹ کی۔

"آگیا منحوس وائرس" علیزے کا منہ یوں تھا جیسے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔

"ماشاءاللہ لٹل گرل، تم تو بہت کیوٹ ہو یار، مطلب نقاب میں اچھی لگتی تھی مگر رئیل میں تو قاتل حسینہ نکلی" انس نایاب کا چہرہ دیکھتے بولا جس پر وہ جھنپ گئی۔

"پیشینٹ کو آرام کی ضرورت ہے، انس اینڈ علیزے آپ دونوں گھر جاسکتے ہیں" اچانک ذوہان کی سنجیدگی اور سرد آواز پر وہ دونوں چونکے۔

"سر مگر جب تک نایاب کی فیملی نہیں آجاتی ہم کیسے جاسکتے ہیں اسے تنہا چھوڑ کر" انس بھی سنجیدہ سا بولا۔

"نایاب کی فیملی یہاں موجود ہے انہیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ دونوں اپنی فیملی کی فکر کریں۔ آپ کے گھر والے پریشان ہوں گے" ذوہان کبھی اتنا روڈ نہیں ہوتا تھا جتنا اس پل ہو رہا تھا۔

"اوکے سر ہم چلتے ہیں" علیزے جلدی سے بات سنبھالتے بولی۔

"چلو وائرس" علیزے انس کا بازو تھامتے باہر نکلی جس کا بس نہیں چل رہا تھا ذوہان کے اٹیٹیوڈ کھانے پر کچھ کر ڈالے۔

"یہ ذوہان سر کس خوشی میں اتنے شوخے ہو رہے تھے؟اور کہاں تھی نایاب کی فیملی؟"گاڑی میں بیٹھتے اس نے علیزے سے پوچھا۔

"ڈھکن آدمی ذوہان سر نایاب کے کزن ہیں،ان دونوں کا دنیا میں اور کوئی نہیں"علیزے کے انکشاف پر انس کو بری طرح جھٹکا لگا۔اب اسے ذوہان کے انداز کی سمجھ آئی تھی۔

@@@@@@@

"آپ ان کپڑوں میں کمفرٹیبل نہیں ہیں تو میں آپ کو گھر بھجوا دیتا ہوں"حور نے اب تک اس کا دلوایا مہندی والا لہنگا ہی پہن رکھا تھا جو خاصا بھاری تھا۔عادل اسے بے چین ہوتے دیکھ بولا۔

"ہم جانتے ہیں ہمیں یہاں دیکھ کر آپ کو بے چینی ہو رہی ہے مگر فکر مت کریں ہم آپ کو تنگ نہیں کریں گے، آپ ہمیں پوری طرح اگنور کر سکتے ہیں"بنا اس کی جانب دیکھے وہ سنجیدگی سے بولی تو عادل چونکا۔

"اس سب کا مقصد؟"نرمی مگر سنجیدگی سے پوچھا تو حور تلخی سے مسکرا دی۔

"آپ ہمیں بتا دیتے کہ آپ پہلے سے کسی سے محبت کرتے ہیں تو ہم کبھی آپ سے نکاح ناں کرتے، کم از کم آپ پر بوجھ تو نہیں بننا پڑتا"حور سادگی سے بولی تو عادل گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

وہ کل ہی جان گیا تھا کہ یہ سب باتیں اسے ہرٹ کریں گی مگر حقیقت زیادہ دیر چھپائی بھی نہیں جاسکتی تھی۔

"پہلی بات آپ بھول گئی ہیں تو یاد دلا دوں، آپ نے نکاح ویسے بھی اپنی مرضی سے نہیں کیا پھر اگر آپ کو سب باتوں کا علم ہوتا بھی تو بھی ہمارا نکاح ہونا ہی تھا کیونکہ میں چاہتا تھا" عادل اس سے کچھ فاصلہ رکھتے بینچ پر آ بیٹھا۔

"دوسری بات میں کئی بار آپ سے کہہ چکا ہوں آپ مجھ پر بوجھ نہیں ہیں۔ آپ سے نکاح کوئی جذباتی یا جلد بازی میں لیا گیا فیصلہ نہیں تھا جو میں پچھتاوں گا۔ میں نے جو بھی کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے" عادل کی بات پر اس نے سنجیدہ سی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور آپ کی محبت؟" حور کے سوال پر وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھا دھیما سا مسکرا دیا۔

"اپنی محبت کو تو میں نے برسوں پہلے کھو دیا تھا" وہ مزید اس موضوع پر گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔

"اگر آپ یہ سوچ کر پریشان ہیں کہ آپ کسی کی دوسری چوائس بنی ہیں تو اس معاملے میں اب کچھ نہیں کیا جاسکتا" عادل نے خود کو دیکھتی حور پر ایک نظر ڈالی۔

"ہم اتنے احسان فراموش نہیں ہیں، ہماری شادی کوئی محبت یا عشق کے نتیجے میں تو ہوئی نہیں جو ہم فرسٹ چوائس اور سیکنڈ چوائس کا جھنجھٹ پالیں" اپنے دل کے درد کو نظر انداز کرتی وہ بات بدل گئی۔

"کیوں کیا آپ کسی سے عشق محبت ٹائپس کی شادی کرنے کی خواہش مند تھیں؟" عادل ماحول کی تلخی کو کم کرنے کو غیر سنجیدہ سا بولا۔

"ہنہہ، جس ماحول سے ہم آئے ہیں وہاں سب کچھ ہو سکتا تھا مگر محبت نہیں، ہم نے مرد ذات کے ایسے ایسے روپ دیکھے تھے کہ لگتا تھا دنیا میں ایک بھی ایسا مرد نہیں بچا جسے محافظ کہا جا سکے۔ مرد ذات کے لیے محبت نام ہی صرف ہوس پوری کرنے کا تھا۔ ایسے میں محبت جیسی خرافات کے بارے سوچنا بھی بے وقوفی ہے" اتنی سی عمر میں اس کی اتنی گہری سوچ پر کئی بار عادل دنگ رہ جاتا تھا۔

"پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں حور، ویسے ہی ہر مرد برا نہیں ہوتا۔ میں دس سال کا تھا جب وہ میری زندگی میں آئیں میں نے اپنی زندگی کے اٹھارہ سال ایک ہی لڑکی سے محبت میں گزارے ہیں اور وہ بھی اس لڑکی کے جن کا مجھے علم تھا کہ وہ دنیا میں نہیں ہیں" عادل آج اپنے دل کو اس لڑکی کے سامنے کھول رہا تھا جو گنگ سی ایسی محبت دیکھ رہی تھی۔

"آپ تھکے نہیں ایسی محبت سے جس میں علم ہو کے انتظار لاحاصل ہے؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

"نہیں، کبھی نہیں میں آپ سے ناں ملتا تو شاید زندگی کے باقی سال بھی انتظار میں گزار دیتا" عادل کا لہجہ سچا اور کھرا تھا۔

"وہ لڑکی بہت خوش قسمت ہو گی جس سے آپ کو محبت ہوئی" حور اس لڑکی کی قسمت پر نازاں تھی اور خود کے لیے افسردہ مگر نہیں جانتی تھی جلد ہی اس کی قسمت میں اس کی سوچ سے بڑھ کر محبت آنے والی تھی۔

"وہ میری بیوی نہیں تھیں آپ میری بیوی ہیں، اپنے بارے میں کیا کہنا چاہیں گی؟" عادل کے سوال پر وہ کئی لمحے اسے دیکھے گئی۔

"ک۔۔۔ کیا مطلب؟" حور کچھ جھجھک کر بولی۔

"میری ذات کو اس کے لیے خوش بختی کی علامت کہہ رہی ہیں آپ تو کیا آپ خوش قسمت نہیں ہیں؟ جبکہ اس وقت میرے پہلو میں آپ بیٹھی ہیں" عادل شاید اسے اس کے کمپلیکس سے نکالنا چاہتا تھا کم از کم حور کو تو یہی لگا تھا۔

"صرف پہلو میں براجمان ہونے اور دل تک رسائی حاصل کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے عادی، پہلو میں تو کوئی بھی بیٹھ جاتا ہے مگر دل کی مسند پر بہت خاص لوگ براجمان ہوتے ہیں" وہ آج نا جانے کیوں گفتگو اس جانب لے گئے تھے۔

"تو آپ میرے دل تک رسائی پانا چاہتی ہیں؟" عادل کے سوال پر وہ بری طرح سٹپٹائی۔

"ہ۔۔۔ہم نے ایسا نہیں کہا" ابھی تو وہ خود سے اقرار کرنے سے بھی گریزاں تھی تو اس سے کیسے کہہ دیتی۔

"ہمیں ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے حور، ہو سکتا ہے یہ راستہ ہمیں ایک دوسرے کے دل تک بھی لے جائے" اسے امید کا دیا تھماتے وہ اٹھ کر کیفے کی طرف چل دیا۔

جسم کی بات نہیں تھی ان کے دل تک جانا تھا

لمبی دوری طے کرنے میں وقت تو لگتا ہے

@@@@@@@@

"چٹاخ۔۔۔۔" رقیہ بیگم گھر آ گئیں تھیں مگر شعیب نا جانے کہاں بھٹکتا پھرتا آدھی رات کو گھر واپس پہنچا تھا۔ سرخ آنکھوں، بکھرے بالوں اور تھکن زدہ وجود کے ساتھ وہ اندر رقیہ بیگم کے پاس آیا جنہوں نے زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا شعیب؟ کیا ملا تمہیں ایک لڑکی کی زندگی برباد کر کے؟" رقیہ بیگم نے اس کا گریبان تھاما جو لب بینچے ساکت سا کھڑا تھا۔

"مجھے اس لڑکی سے شادی نہیں کرنی تھی" بامشکل لبوں سے الفاظ نکلے جس پر انہوں نے پے در پے کئی تھپڑ اس کے گالوں پر دے مارے۔

"شادی نہیں کرنی تھی تو گھر جا کر طریقے سے انکار کر دیتے، مجھے لگا تھا یونہی ٹال رہے ہو مگر تم نے تو بھری محفل میں ایک لڑکی کی عزت کا تماشہ بنا دیا" رقیہ بیگم کو اپنی تربیت پر افسوس ہو رہا تھا۔

"میں نے آپ کو کہا تھا مجھے نہیں کرنی یہ شادی مگر آپ نے میری نہیں سنی، اب مجھے الزام کیوں دے رہی ہیں" سپاٹ انداز میں بولا۔

"کیوں آخر کیوں شاری نہیں کرنی تھی سومیہ؟ ایسی کونسی دشمنی تھی اس معصوم سے کے اسے یوں پامال کر دیا تم نے شعیب؟" وہ ہر گز ان ماؤں میں سے نہیں تھیں جو بیٹوں کے غلط عمل پر بھی پردہ ڈالتیں۔

"مجھ سے یہ مت پوچھیں کیوں، کیونکہ ہر سوال کا جواب ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ بس وہ میرے لیے نہیں تھیں" شعیب کے جواب پر ان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لیں۔

"تو پاگل ہو گیا ہے شعیب، اس بچی کے ساتھ جو تو نے کیا ہے وہ تجھے کبھی خوش رہنے نہیں دے گا، اس کے بے گناہ وجود کو دھتکار کے، اسے سرِ راہ ذلیل کر کے تو نے عذابِ الٰہی کو آواز دی ہے" انہیں ڈر لگ رہا تھا کہیں سومیہ کی اذیت ان کے بیٹے کے آگے ناں آجائے۔

"اگر میں چپ چاپ اس سے شادی کر لیتا تو پھر جو عذاب ہم دونوں پر آتا اس سے بہتر ہے مجھ اکیلے پر عذاب آجائے "شعیب اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

"دفع ہو جا شعیب اس سے پہلے کے میں جان لے لوں تیری، میری نظروں کے سامنے سے چلا جا" رقیہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا اپنے ہاتھوں اپنی گود اجاڑ دیتیں۔

شعیب شکستہ قدموں سے چلتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ اندر سے لاک کرتے وہ جوتوں سمیت بیڈ پر گر گیا۔

"آہ! شعیب خان آہ۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے اپنا دل اجاڑ کر کیسا محسوس ہو رہا ہے؟" اس کے اندر جیسے کوئی کر لایا۔

"تو کیا کرتا؟ زبردستی خود کو اس پر مسلط کر کے اسے اذیت کی بھٹی میں جلنے کو چھوڑ دیتا؟" اس نے خود کو جواب دیا۔

"وہ نکاح میں تھی تمہارے، آج نہیں تو کل تم سے محبت کرنے لگتی، کیا اپنی محبت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں تھا؟" دل نے دہائی دی۔

"میری محبت اس کے دل میں گھر تب کرتی جب وہاں پہلے سے وہ شخص موجود ناں ہوتا اور دل کوئی سرائے نہیں ہے جہاں ایک جائے تو دوسرا آ بسے" وہ بھی دوبدو ہوا۔

"تو اب اسے کھو کر خوش ہو؟ اس کی ذات کا تماشہ کیوں بنایا تم نے؟" دل نے نیا الزام دیا۔

"اگر خاموشی سے اسے چھوڑ دیتا تو کیا گرینٹی تھی کہ وہ اسی شخص کی ہوتی؟ اگر کوئی تیسرا درمیان میں آجاتا تو؟ صرف وہی ایک شخص ہے جو ہر بدنامی کے باوجود اس کے لیے کھڑا ہو گا" اپنے رقیب پر اتنا یقین تھا اسے۔

"تو خود کا کیا سوچا تم نے؟ ساری پلیننگ کر لی ہے تو خود کو بھی بتاؤ کس کے سہارے زندگی گزارو گے؟" محبت کو کھو کر زخمی دل جیسے پاگل ہوا اٹھا تھا۔

"وہ مالک ہے ناں، زخم دیتا ہے تو مرہم بھی وہی دیتا ہے، میرے لیے بھی کوئی ناں کوئی مرہم ضرور بنا ہو گا" وہ پُر امید تھا۔

کیسی محبت تھی اسے سومیہ سے کہ اس کی خوشی کی خاطر خود کو ولن بنا گیا تھا، اس کا دل آباد کرنے کے چکر میں اپنا دل ویران کر گیا تھا۔ ہر کوئی اسے الزام دے رہا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔، نا جانے کب سے اس آگ میں تنہا جل رہا تھا وہ۔

محبت میں غرض شامل ہو جائے تو وہ محبت نہیں رہتی خود غرضی بن جاتی ہے اور محبت کرنے والے خود غرض کبھی نہیں ہوتے۔

@@@@@@@@

"کیا ہوا بٹر کپ کچھ چاہیے؟؟" وہ دونوں گھر آ چکے تھے، نایاب کے سو جانے کے بعد ذوہان بھی وہیں اس کے بیڈ پر ٹیک لگائے نیم دراز ہو گیا، رات کے کسی پہر نایاب اٹھی تو اس کے اٹھتے ہی ذوہان بھی تیزی سے اٹھا۔

"ذو آپ میری وجہ سے ڈسٹرب ہو رہے ہیں"

"نہیں سویٹ ہارٹ میں بلکل بھی ڈسٹرب نہیں ہو رہا آپ بتاؤ کیا چاہیے" ذوہان اس کے بال درست کرتے محبت سے بولا۔

"پانی۔۔" نایاب یک ٹک اس کا چہرہ دیکھتی بولی۔

"اہ! ایک سیکنڈ" ذوہان جلدی سے دوسری جانب آتا اسے پانی کا گلاس پکڑا گیا۔

"چلیں اب لیٹیں اور سو جائیں" پانی پلا کر ذوہان نے واپس اسے ٹھیک سے لیٹاتے اس پر بستر ٹھیک کیا، اس سے پہلے ذوہان پلٹتا نایاب اس کا ہاتھ تھام گئی۔

"یہاں میرے پاس رہیں ذو" تھوڑا سا دور کھسکتے اس کے لیے جگہ بنائی تو ذوہان اس کی طبیعت کے پیشِ نظر اس کے قریب دراز ہو گیا۔ نایاب اس کے سینے پر سر رکھتی اس کے گرد بازو پھیلا گئی۔

"ذو۔۔۔" ذوہان اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا جب اچانک اس کی آواز پر چونکا۔

"جی؟"

"کیا آپ کو سچ میں فرق نہیں پڑے گا اگر نایاب نہیں ہوں گی" وہ اکثر اس کے خود کو چھوڑ کر کسی اور کو پسند کر لینے والی بات پر افسردہ ہو جاتی تھی۔ اس کے اتنا قریب رہ کر بھی کیا ذوہان کو اس سے محبت نہیں تھی۔

"آپ ابھی یہ باتیں سوچنے کو بہت چھوٹی ہیں بٹر کپ" ذوہان اسے جواب نہیں دے سکا، دیتا بھی کیا؟ کہ میرا دل باغی ہو چکا ہے وہ اب ہر صورت تمہیں خود تک رکھنا چاہتا ہے۔

"آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے ذو؟" رات کے اس پہر وہ لڑکی نا جانے اس سے کیا غضب کروانا چاہ رہی تھی۔

"مجھے آپ سے بہت محبت ہے ذو کی جان" اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہمیشہ کے انداز میں کہا تو نایاب چڑ گئی۔

"میں ذو کی بٹر کپ سے محبت کی بات نہیں کر رہی" وہ خود بھی اپنے بدلتے جذبات پر پریشان تھی۔ کیونکہ اب اس کا خود کا دل بھی بدلنے لگا تھا۔

اسے ذوہان کی محبت چاہیے تھی مگر وہ محبت نہیں جو وہ بچپن سے اس پر لٹاتا آیا تھا بلکہ وہ محبت جو ایک شوہر کو اپنی بیوی سے ہوتی ہے۔وہ محبت جس میں وہ اسے چھوٹی سی بچی سمجھ کر نہیں اپنی بیوی سمجھ کر پیار لٹاتا۔

"پھر؟"ذوہان نے چونک کر پوچھا۔

"میں آپ کی بیوی ہوں ذو"اس نے جیسے باور کروایا۔ذوہان کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔

"بولیں ناں ذو، کیا آپ اپنی بیوی سے محبت کرتے ہیں؟"اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے پوچھا۔

"سو جائیں بٹر کپ، رات بہت ہو گئی ہے"اپنے دل کے چور سے گھبراتا وہ اسے سونے کے مشورے دے رہا تھا۔

"بہت برے ہیں آپ ذو، آئی ہیٹ یو"اس کے سینے سے لگی اسی سے نفرت کا اظہار کرتی وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔

"تھینک یو یور ہائنیس اب سو جائیں"ذوہان مسکرا کر بولا تو وہ خفگی سے سر جھٹکتی آنکھیں موند گئی، کچھ ہی دیر میں ذوہان کو اس کی سانس بھاری ہوتی محسوس ہوئی۔

"اتنی سی ہیں آپ بٹر کپ، ابھی سے خود کو مشکل میں مت ڈالیں، ذوہان یوسف کی شدتیں سہنا آپ کے بس میں نہیں ہے"اس کے نیند میں ڈوبے چہرے کے نقوش کو نرمی و محبت سے چھوتے کہا۔

"آپ میری ہیں اور ہمیشہ میری ہی رہیں گی، ذوہان یوسف کبھی آپ کو خود سے دور جانے نہیں دے گا"

ذوہان اسے خود میں بینچتے عزم سے بولا۔

وہ جو دعویدار تھا کہ اسے کسی اور کو سونپ دے گا، کسی اور کی اس کی جانب اٹھتی نظروں نے ہی اس پر جتا دیا کہ نایاب یوسف کی اس کی زندگی میں کیا جگہ ہے، نایاب تھی تو وہ تھا وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

@@@@@@@@

"کہاں گئے وہ دونوں؟ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟" رسیلی بائی کو جب عادل کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے اپنے آدمیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا مگر دو دن سے ہر طرح کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ ناکام رہے تھے۔

"بائی ہم نے ہر جگہ تلاش کر لیا مگر وہ سالہ ایس پی نا جانے کس بل میں جا چھپا ہے" شکیل مٹھن کا خاص آدمی اکڑ کر بولا۔

"تھو ہے تیری غنڈہ گردی پہ اگر تجھ سے ایک بالشت بھر کا چھوکرا نہیں ڈھونڈا جا رہا، اور بل میں وہ نہیں تم لوگ چھپے بیٹھے ہو ورنہ کھل کر ڈھونڈتے تو اب تک وہ ہمارے قبضے میں ہوتا" بائی دھاڑی۔

"ایسی بات نہیں ہے بائی، ہم نے ہر جگہ ڈھونڈ۔۔۔" وہ صفائی دینے کو بولا تو بائی نے اپنا پان دان اٹھا کر اس کی سمت پھینکا۔

"اپنی بکواس بند کر لے، شکیل کو پتا چل گیا ناں کہ وہ لونڈیا غائب ہے تو وہ تجھے اگلی سانس نہیں لینے دے گا" رسیلی بائی نے اسے اس کے انجام سے ڈرانا چاہا۔

"معاف کر دے بائی پر دادا کو مت بتانا، میں مرنا نہیں چاہتا" وہ دونوں ہاتھ رسیلی بائی کے سامنے جوڑ گیا۔

"اگر نہیں چاہتا کہ تیرا تیا پانچہ ہو مٹھن دادا کے ہاتھوں تو نکل اور جب تک وہ حرام زادہ ناں ملے واپس مت لوٹنا" رسیلی بائی نے خون آشام نظروں سے اسے گھورا۔

"مگر بائی ہم انہیں ڈھونڈیں گے کہاں، مجھے لگتا ہے وہ کراچی میں نہیں ہیں" اس آدمی نے کچھ سوچ کر کہا۔

"تو ایسا کر کسی طرح اس ایس پی کی فائل نکال" رسیلی بائی کے حکم پر وہ چونکا۔

"وہ کس لیے بائی؟" اس کے بے وقوفانہ سوال پر رسیلی بائی نے اسے گھورا۔

"اپنی بہن کا رشتہ دے دینا سالے، نا جانے کہاں کہاں سے آجاتے ہیں" اس کی بے وقوفی پر وہ اچھا خاصا تپ گئی تھی۔

"م۔۔۔ معافی بائی" وہ شرمندہ سا ہوتا بولا۔

"دفع ہو، اس کا پتا نکال اور اسے دنیا کے کسی بھی کونے سے ڈھونڈ کے لا" بائی نے حکم دیا۔

"ج۔۔۔جی بائی" وہ فوراً سر ہلاتا باہر کی طرف بھاگا۔

"ہیلو آپا" کچھ دیر بعد اس کے فون پر شکیل مٹھن کا فون آیا تو بائی کے دانتوں تلے پسینہ چمکا۔

"کیسے ہو مٹھن؟" بائی خود کو نارمل کرتی مسکراتی آواز میں بولی۔

"اپن کیسا ہے اس فکر میں دبلی مت ہو، یہ بتا وہ چھوکری کب پہنچے گی اپن تک؟" شکیل مٹھن کی سرد آواز پر بائی نے تھوک نگلا۔

"وہ پولیس والا ہے میں نہیں جانتی تھی مٹھن، اب اس سے لڑکی نکلوانا آسان تو نہیں ہو گا پر تم فکر ناں کرو جلد وہ لڑکی تم تک پہنچ جائے گی" رسیلی بائی نے اسے تسلی دینی چاہی۔

"وہ سالہ پولیس والا ہے یا فوجی اپن کو گھنٹا فرق نہیں پڑتا، اپنے کو صرف اس چھوکری سے مطلب ہے، اپنے آدمی بھیجے ہیں ان کو بولو جہنم سے بھی ڈھونڈ کے نکالیں دونوں کو" شکیل مٹھن زیرِ لب گالیاں بکتا غصے سے بولا۔

"ہاں ہاں بھیجا ہے میں نے انہیں، جلد ہی کوئی خبر مل جائے گی"

"ان کی خبر مل جائے یہی بہتر ہے آپا، ورنہ تیری اور تیرے ہوتے سوتوں میں سے کسی کی لاش تو دور بھنک بھی نہیں ملے گی" شکیل مٹھن سختی سے بولا۔

"میں سمجھ گئی مٹھن، تم پریشان مت ہو" رسیلی بائی بامشکل بولی۔

"یہ حرام زادہ بھی سر چڑھنے کو تیار رہتا ہے" رسیلی بائی نے شکیل مٹھن کو تصور میں نا جانے کتنی گالیوں سے نواز دیا تھا۔

@@@@@@@

"سومیہ، میرا بچہ کب تک ایسے بیٹھی رہیں گی؟" وہ انہیں گھر تو لے آئے تھے مگر سومیہ کی چپ اب تک نہیں ٹوٹی تھی، اس نے ایک لفظ بھی لبوں سے نہیں نکالا تھا۔

"میں جانتا ہوں آپ کا غم بہت بڑا ہے سومی، مگر چاچو کی جان یوں اپنی تکلیف دل میں رکھیں گی تو یہ زخم ناسور بن جائے گا" کمال صاحب نے آگے بڑھتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ناسور تو میں بن گئی ہوں آپ سب کے لیے چاچو، آپ سب کی ذلت کا باعث ہوں میں" سپاٹ انداز میں بولتے وہ ان کا دل دہلا گئی تھی۔

"اس سب میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے میری جان، شعیب نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا ہے، خدا غارت کرے اسے" کمال صاحب دکھی دل سے بولے۔

"اس شخص کی غلطی نہیں ہے چاچو، یہ میرے اپنے اعمال ہیں، ایک منافق لڑکی ہوں میں جو کسی اور کے نکاح میں ہوتے ہوئے دل میں کسی اور کو بسائے ہوئے تھی اس منافقت کی سزا تو ملنی ہی تھی" وہ خود پر ہنستی ان تینوں کا دل دہلا گئی۔

"بس کریں سومیہ، ایک بار اور آپ نے خود کو برا بھلا کہا تو میں جان سے مار ڈالوں گا اس شخص کو" اسامہ ضبط سے خون چھلکاتی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولا تو سومیہ اسے دیکھتی اذیت ناک سا مسکرا دی۔

"کیوں اداس اور دکھی ہونے کا ڈھونگ رچا رہے ہو اسامہ کمال؟ تمہارے تو دل کی مراد بر آئی ہو گی ناں؟" سومیہ اٹھ کر اس کے مقابل آتے بولی تو وہ لب بھینچ گیا۔

"کیا کہہ رہی ہو تم سومیہ؟" جمال صاحب نے بیٹی کو ڈپٹا۔

"سہی ہی تو کہہ رہی ہوں بابا جان، میری طلاق کی سب سے زیادہ خوشی اسے ہی تو ہونی چاہیے، ہیں ناں اسامہ؟ یہی تو چاہتے تھے تم" سومیہ سرد انداز میں بولی۔

"آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں سومی؟ میں بھلے خوش نہیں تھا مگر یہ بھی نہیں چاہا تھا کہ آپ اذیت میں مبتلا ہوں" اسامہ نے کہا تو وہ ہنس دی۔

"اچھا تم ایسا نہیں چاہتے تھے؟" اس کے پوچھنے پر اسامہ نے ناسمجھی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے اسامہ سوچنے والی بات ہے ناں، شعیب نے اس طرح اچانک مجھے طلاق کیوں دی؟" وہ لہجے کو پُر تجسس بناتے ہوئے بولی، ان تینوں کو لگ رہا تھا جیسے وہ حواسوں میں ناں ہو۔

"کہیں کسی نے اسے بھڑکایا تو نہیں؟ اچانک ہی اسے کیوں لگا میں اس کے لائق نہیں، ہو سکتا ہے کسی نے جان بوجھ کر یہ تماشہ لگوایا ہو" وہ یوں بات کر رہی تھی جیسے کسی اور کا ذکر ہو۔

"مجھے آپ کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی" وہ لب بینچے نا سمجھی سے بولا۔

"کہیں تم نے تو اسے اپنی ناکام محبت کی داستان نہیں سنائی اسامہ کمال؟" وہ تلخ سا بولتی اس پر ساتوں آسمان گرا گئی۔

"آ۔۔۔ آپ کو لگتا ہے میں آپ کی ذات کا تماشہ لگواوں گا؟" اسامہ بے یقینی سے بولا، اسے اپنی آواز گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

@@@@@@@@

"ہیلو بابا" اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی جمال صاحب کے موبائل پر آنے والی کال نے ان کا دھیان اپنی جانب کھینچا۔

"بولو عادل؟ اماں ٹھیک ہیں ناں؟" جمال صاحب نے فکر مندی سے پوچھا۔

"آپ لوگ جلدی ہوسپٹل آجائیں، دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے" عادل کی آواز سے صاف ظاہر تھا کہ اس نے لب بینچ رکھے ہیں۔

"ہم آرہے ہیں" جمال صاحب پریشانی سے کہتے فون بند کر گئے۔

"جلدی چلو کمال، اماں کی طبیعت بگڑ گئی ہے" جمال صاحب کے کہنے پر وہ سب ہوسپٹل کی طرف روانہ ہوئے۔۔

"اماں۔۔۔۔ اماں آپ ٹھیک ہیں؟" وہ سب وہاں پہنچے تو عادل اور حور اندر سفینہ بیگم کے کمرے میں موجود تھے جن کی آنکھیں کھلی تھیں مگر ان کی سانس اکھڑ رہی تھی جس پر ڈاکٹر نے انہیں انجیکشن لگایا۔

"ج۔۔۔ جمال" انہوں نے جمال صاحب کو پکارا۔

"جی اماں" جمال صاحب فوراً ان کا ہاتھ تھام گئے۔

"س۔۔۔سومیہ۔۔۔اور۔۔۔اسامہ۔۔۔کا نکاح۔۔۔کرواؤ" ان کے الفاظ پر اسامہ نے جھٹکے سے انہیں دیکھا۔

"اماں یہ وقت ان کاموں کا نہیں ہے، آپ ٹھیک ہو جائیں گی تو جیسا چاہیں گی ویسا ہو گا" جمال صاحب بھی چونکے مگر وقت کی نزاکت کو سمجھتے انہوں نے انہیں سمجھانا چاہا۔

"نہیں ابھی۔" ان کا سانس بحال ہو رہا تھا تب ہی انہوں نے ان کا ہاتھ دبایا۔

"مگر دادی۔۔" اسامہ نے بولنا چاہا جب کمال صاحب ہاتھ اٹھاتے اسے خاموش کروا گئے۔

"عادل جاؤ نکاح خواں کا بندوست کرو" کمال صاحب نے عادل کو حکم دیا تو وہ سر ہلاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ سومیہ تو اپنی جگہ سے ہلنے کی بھی روادار نہیں تھی۔

"میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں" جمال صاحب کمال صاحب کو اشارہ کرتے باہر نکل گئے جبکہ حور سومیہ کی طرف آئی۔

"سومیہ آپی میرے ساتھ آئیں" حور اسے لیے باہر نکل گئی، اسامہ دادی کو دیکھتا ان کے قریب چلا آیا۔

"مجھے معاف کر دیں دادی، میں بہت برا ہوں، یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ میں اچھا پوتا نہیں ہوں" وہ ان کا ہاتھ تھامے نم آنکھوں سے بولا۔

"ا۔۔۔ایسا نہیں ہے اسامہ، مجھے معاف کر دو، میں نے تمہیں بہت تکلیف دی، تمہاری اور سومیہ دونوں کی تکلیفوں کی ذمہ دار میں ہوں" انہوں نے آہستہ سے کہا تو اسامہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں دادی ایسا مت کہیں" جو بھی تھا اسے ان سے بہت زیادہ محبت تھی۔

"میں مجبور تھی اسامہ، سمی کی ماں کے وعدے نے میرے ہاتھ باندھ دیئے تھے ورنہ میں کبھی تم دونوں کو اذیت ناں دیتی" آج وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں بھر رہی تھیں سو اس وعدے سے آزاد ہونے جا رہی تھیں وہ۔

"کیسا وعدہ؟" اسامہ نے چونک کر پوچھا۔

"میں ابھی تمہیں سب کچھ نہیں بتا سکتی اسامہ، میرے کمرے میں ڈائری رکھی ہو گی وہ دیکھ لینا۔ میں جا رہی ہوں اسی لیے آج تمہاری ماں کے وعدے سے آزاد ہو جاوں گی" ان کی نحیف سی آواز میں کہنے پر وہ تکلیف دہ ہوا تھا۔

"ہمیں چھوڑ کر مت جایئے گا دادی پلیز" اسامہ ان کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگا گیا۔ اس کا لہجہ کانپ سا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں عادل نکاح خواں کو لے آیا اور اگلے چند منٹوں میں سومیہ جمال سومیہ اسامہ کمال بن چکی تھی۔

"مجھے معاف کر دینا سمی" نکاح کے بعد دادی نے سومیہ کا ہاتھ تھام کر کہا تو وہ جو کب سے پتھر کا مجسمہ بنی اپنے ساتھ سب ہوتا برداشت کر رہی تھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"ا۔۔۔اسامہ۔۔۔ سمی۔۔۔کا۔۔۔خیال رکھنا" انہوں نے اسامہ کو دیکھتے کہا اور ایک آخری ہچکی بھری۔

"دا۔۔۔۔دادی۔۔۔۔" سومیہ کے ہاتھ سے ان کا ہاتھ چھوٹا تو وہ تڑپ کر بولی، باقی سب بھی تیزی سے آگے بڑھے۔

"اماں۔۔۔" جمال صاحب اور کمال صاحب ایک ساتھ بولے مگر سفینہ بیگم ابدی نیند سو چکی تھیں۔ ان کے چہرے پر ایک سکون اور اطمینان تھا، شاید جاتے جاتے وہ اپنی بھول کو سدھار گئیں تھیں۔

"دادی۔۔۔۔" سومیہ چیخی تھی مگر سامنے سننے والی بے خبر ہو چکی تھیں، عادل اور اسامہ لب بینچے اپنے آنسو ضبط کر رہے تھے۔ حور بھی خود پر ضبط ناں پاتے رو دی۔

اے زندگی اب تو تھم ہی جا تو
تھک گئے ہیں اس سفر مسلسل سے

@@@@@@@@@@

"ہیلو اسامہ، تم ٹھیک ہو؟ رات سے تمہاری جانب سے دل بہت بے چین ہے" ذوہان نے صبح سب سے پہلے اسامہ کو کال ملائی تھی جس پر دوسری طرف اسامہ لب بینچ گیا۔

"کیا بتاؤں یار یہ ایک رات تیرے دوست پر کتنی قیامتیں لیے ہوئے تھی" اسامہ کے لہجے کی سنجیدگی نے ذوہان کو فکر مند کیا۔

"کیا ہوا ہے اسامہ؟" ذوہان نے جلدی سے پوچھا جس پر اسامہ اسے سب بتاتا چلا گیا۔

"آہ! یہ سب کیا ہو گیا یار؟ دادی کا سن کر بہت افسوس ہوا، جنازہ کب تک متوقع ہے؟" ذوہان خود بھی بوجھل ہو چکا تھا۔

"ظہر کے بعد" اسامہ نے گہرا سانس بھرا۔

"ہمم، میں کوشش کرتا ہوں جلد سے جلد پہنچنے کی۔ تم خود کو سنبھالو، مشکل وقت ہے مگر تمہیں خود کو اور سومیہ بھابھی کو بھی سنبھالنا ہو گا" ذوہان کا ارادہ نایاب کو چھٹی کروانے کا تھا اور خود اسے کوئٹہ کے لیے نکلنا تھا۔

چند ایک باتوں کے بعد اس نے فون رکھا اور خود اوپر نایاب کے کمرے کی طرف آ گیا جہاں سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"آپ کہاں کی تیاری کر رہی ہیں بٹر کپ؟ آج آپ کالج نہیں جا رہیں" ذوہان نے اسے آئینے کے سامنے کھڑے تیار ہوتے دیکھا تو حیرانی سے بولا۔

"مجھے کالج جانا ہے" اس کا لہجہ خفا خفا سا تھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بٹر کپ" ذوہان چلتا ہوا اس کے قریب آرکا۔

"میں ٹھیک ہوں" اسی انداز میں کہا تو ذوہان نے لب بینچے۔

"ضد کیوں کر رہی ہیں سویٹ ہارٹ؟" ذوہان نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب پھیرا۔

"کیا میں نے آپ سے پوچھا؟ آپ کیوں ضد کرتے ہیں؟" نایاب صرف خفا لگ نہیں رہی تھی وہ اس سے شدید خفا تھی۔

"میں نے کونسی ضد کی ہے؟" ذوہان جانتے بوجھتے انجان بنا۔

"کچھ نہیں میں ہی پاگل ہوں" نا جانے کیسے وہ اتنی بہادر ہو رہی تھی اس سے بازو چھڑاتے آئینے کی سمت پلٹ گئی۔

"کیا چاہتی ہیں نایاب؟ سوری بولوں؟" ذوہان نے آئینے میں اسے دیکھتے پوچھا۔

"میں نے بولا آپ سے سوری کرنے کو؟ مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے" نایاب کو رونا آنے لگا وہ ہر بار انجان بن جاتا تھا۔

"کچھ نہیں چاہیے؟" ذوہان کو اس کی معصوم سی خفگی پر پیار آنے لگا۔

"نہیں، ناں آپ کا سوری ناں آپ کا پیار، مجھے کالج جانا ہے" وہ بیگ لیتی وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ ذوہان اس کی بات پر مسکرا دیا۔

"ناشتہ کر لیں پرنسس" ذوہان نے جلدی سے پیچھے آتے اسے پکارا۔

"مجھے نہیں کرنا" اسی انداز میں بولی۔

"آپ جانتی ہیں میں بنا ناشتے کے آپ کو کہیں نہیں لے جاوں گا" ذوہان نے اس کا بازو تھامتے اسے کرسی پر بیٹھایا، نایاب کو مرتی کیا ناں کرتی کے مصداق ناشتہ کرنا پڑا۔

"اب خوش، میں جا سکتی ہوں؟" پھاڑ کھانے کے انداز میں پوچھا۔

"یہ علیزے کو پوچھنا پڑے اس کے ساتھ رہتے آپ بگڑنے لگی ہیں بٹر کپ" ذوہان نے اس کا ناک دبایا۔

"ہاں ساری دنیا بری ہے، جو نایاب سے پیار کرے وہ برا ہے" نایاب منہ بسور کر بولی، اس کا یہ روپ ذوہان کے لیے بلکل نیا اور پیارا تھا۔

"ناں میری جان، میری بٹر کپ بہت پیاری ہیں تو ان سے پیار کرنے والے برے کیسے ہوئے ایسے تو سب سے برا ذوہان یوسف ہی ہو گا کیونکہ مجھ سے زیادہ آپ سے کوئی پیار نہیں کر سکتا" ذوہان اس کا رخ اپنی

طرف کرتے گھمبیر لہجے میں بولا تو نایاب کا دل دھڑکا مگر اسے لگا وہ اسی محبت کی بات کر رہا ہے جس کا رات کو ذکر کیا تھا۔

"مجھے نہیں چاہیے اپنے پاس رکھیں" وہ منہ بسور کر کہتی اٹھ کر باہر نکل گئی۔

"نایاب اپنا دھیان رکھیے گا، مجھے کوئٹہ جانا ہے۔ڈرائیور آپ کو پک کر لے گا اور میں شام تک لوٹ آؤں گا" ذوہان نے راستے میں اسے بتایا تو وہ بنا کوئی جواب دیئے خاموش رہی۔

"خدا حافظ ایسے بولیں گی مجھے بٹر کپ؟" کالج کے سامنے رکتے وہ جانے کو تھی جب ذوہان اس کا بازو تھام کر اپنی جانب موڑ گیا۔

"ابھی ہمیں بہت لمبا سفر طے کرنا ہے ذو کی جان، ابھی سے ہمت ہار جائیں گی تو کیسے چلے گا؟ پھر اپنا وعدہ پورا کریں۔ڈاکٹر نایاب بن کر دکھائیں پھر جو میری زندگی چاہیں گی وہی ہو گا، پرامس" آہستہ سے اسے سمجھایا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"آئی لو یو ذو، مجھے ہمیشہ صرف آپ ہی چاہیں۔خدا حافظ" اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر بولتی وہ بے ساختہ نازک سی جسارت کر گئی۔ذوہان تو ذوہان وہ خود بھی اپنی بے اختیاری پر چند پل ساکت ہوئی مگر پھر اس سے نظریں ملائے بغیر اپنا ویل ٹھیک کرتی جلدی سے گاڑی سے اتر کر بھاگی۔

@@@@@@@@@@

"عادل چائے۔۔" کچھ دیر پہلے ہی وہ لوگ سفینہ بیگم کی آخری رسومات اور جنازہ ادا کر کے لوٹے تھے۔ سومیہ کا رو رو کر برا حال تھا اس پر وہاں آنے والا ہر کوئی اسے دادی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے اسامہ نے نیند کی گولی ملا پانی حور کے ذریعے اسے پلوایا اور باقی سب مہمانوں کو ابھی خاصی جھاڑ پلاتے گھروں کو بھیجا۔

عادل کے سر میں بھی شدید درد ہو رہا تھا، اسامہ تو ذوہان کے ساتھ باہر تھا مگر وہ سر درد کی دوائی لینے اندر آ گیا۔ اسے سر دباتے دیکھ کر حور بنا بولے اس کے لیے چائے بنا لائی۔

"تھینک یو" وہ سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں بولا تو حور سر ہلا گئی، اس سے پہلے وہ پلٹتی عادل اس کی کلائی تھام گیا۔

"حور۔۔۔" اس کی پکار میں نا جانے ایسا کیا تھا کہ حور ہل تک نہیں سکی۔

"جی؟" آہستہ سے پوچھا۔

"کین آئی ہولڈ یو فار آ سیکنڈ؟" اس کے سنجیدگی سے پوچھنے پر حور چند پل سمجھ نہیں سکی کیا ردعمل دے۔ ہاں وہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھی مگر خوشبو ایک پڑھی لکھی لڑکی تھی جو یونیورسٹی میں کسی کے پیار

میں پڑ کر کوٹھے تک پہنچ گئی۔ وہ ہی حور کا خیال رکھتی تھی اور اسے پڑھنا لکھنا بھی اسی نے سکھایا تھا، سو وہ انگلش پڑھ اور سمجھ سکتی تھی۔

عادل کے لفظوں سے زیادہ اس کے انداز نے حور کو ساکت کیا تھا تب ہی وہ آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئی، عادل نے آگے بڑھتے اس کے چھوٹے سے وجود کو اپنے چوڑے سینے سے لگایا اور اس کے سر پر ٹھوڑی رکھتے آنکھیں موند گیا۔

اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو داڑھی میں جذب ہو رہے تھے، ہاں وہ مرد تھا، بہادر تھا مگر اسے بھی سہارے کی ضرورت تھی، اسے بھی ایک ایسا کندھا درکار تھا جس پر سر رکھ کر وہ اپنی تمام تکلیفیں بھول جاتا۔

حور آہستہ آہستہ اس کی کمر سہلانے لگی، وہ شاید اس کی حالت سمجھ رہی تھی۔ اس کے خود کے آنسو بھی آنکھوں سے نکل کر عادل کے سینے میں جذب ہونے لگے۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں حور؟" اپنی شرٹ پر نمی کا احساس ہوتے عادل سیدھا ہوتے بولا۔

"آپ کیوں رو رہے ہیں؟" حور نے الٹا اس سے سوال کیا۔

"میری تو ماں جیسی دادی مجھے چھوڑ کر چلی گئیں اس لیے رو رہا ہوں" عادل اسی سنجیدگی سے بولا۔

"تو آپ کی دادی ہماری کچھ نہیں لگتیں تھیں؟ ہم اتنے پتھر نہیں ہیں کہ کسی کی موت پر بھی رونا ناں آئے" وہ خفا سی ہوتی بولی تو وہ سر ہلا گیا۔

"سوری میں بس یونہی پوچھ رہا تھا" عادل نے آہستہ سے کہا، حور اس کی حالت سمجھ سکتی تھی تب ہی زیادہ بات نہیں بڑھائی۔

"آپ اپنی دادی سے بہت محبت کرتے تھے ناں؟" حور نے پوچھا تو عادل بیڈ پر بیٹھ گیا، حور بھی اس سے کچھ فاصلہ رکھتے بیٹھ گئی۔

"میں چودہ اور سومیہ آٹھ سال کی تھیں جب ہماری امی ہمیں چھوڑ کر چلی گئیں، ان کی موت کے بعد دادی نے ہی ہم دونوں کو سنبھالا۔ انہوں نے ہمیشہ ہماری ہر خواہش پوری کی، ہمیں اتنی محبت دی جتنی ایک ماں بھی اپنی اولاد کو نہیں دے سکتی" عادل اداس سا سفینہ بیگم کو یاد کرتے بولا۔

"آپ اداس مت ہوں، وہ جہاں بھی ہوں گیں بہت اچھی جگہ پر ہوں گی" حور نے آہستہ سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو عادل اسے دیکھنے لگا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" حور اسے ساکت سا اپنی جانب دیکھتا پا کر حیرت سے بولی۔

"دیکھ رہا ہوں آپ جتنی لگتی ہیں اتنی چھوٹی نہیں ہیں۔ تھینک یو ایسے وقت میں ہر چیز سنبھالنے کے لیے" عادل گواہ تھا کیسے وہ کل سے سب کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہے۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا آپ کی بیوی ہیں ہم تو اس حثیت سے ہم وہی کر رہے ہیں جو ہمارا فرض ہے" وہ سر جھکائے آہستہ سے بولی تو عادل اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"پھر بھی میں شکریہ کہنا چاہتا ہوں، آپ نہیں جانتیں آپ کا یہاں ہونا مجھے کس قدر حوصلہ دے رہا ہے" عادل نے اس کا ہاتھ تھام کر دبایا۔

"آپ چائے کے ساتھ میڈیسن لے کر کچھ دیر آرام کر لیں" حور اس کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھتے کچھ جھجک کا شکار ہوتے بولی۔

"ہمم، میں کچھ دیر تنہا رہنا چاہتا ہوں، اگر کوئی میرا پوچھے تو اسامہ کو بول دیجیے گا وہ دیکھ لے گا" اس کا ہاتھ ہلکا سا دبا کر چھوڑا تو وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی، عادل کتنی ہی دیر اس کے پیچھے بند دروازے کو دیکھتا رہا۔

@@@@@@@@

"مشکل وقت ہے یہ اسامہ مگر ہمت رکھو یہ وقت بھی گزر جائے گا" ذوہان اور اسامہ لان میں لگے پودوں کے پاس کھڑے تھے۔

"جانتا ہوں یار مگر اس وقت مجھے صرف سومی کی فکر ہو رہی ہے۔ وہ پہلے ہی مجھے قصوروار سمجھ رہی ہیں اب دادی کا غم انہیں مجھ سے مزید متنفر ناں کر دے" اسامہ رنجیدہ سا بولا۔

"پریشان مت ہو، ابھی وہ صدمے میں ہیں اسی لیے جذباتی ہو رہی ہیں، مجھے یقین ہے تم انہیں منالو گے" ذوہان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اور اگر نہیں کر سکا تو؟" اسامہ تو ابھی تک یہی یقین نہیں کر سکا تھا کہ سومیہ اس کی ہو گئی تھی۔ آج جہاں سومیہ کو اس سے ہمیشہ کے لیے بچھڑنا تھا وہاں وہ اسی کی بیوی بنی موجود تھی۔

"پہلے تو خود پر یقین کرنا سیکھو، کیا تمہیں لگتا تھا وہ تمہاری ہو جائیں گی؟ نہیں ناں! لیکن قسمت انہیں تم تک لے آئی اب آگے بھی اپنی کوشش جاری رکھو باقی نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو" ذوہان نے اسے امید دلائی تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ تم انہیں لے کر لاہور آ جانا، یہاں سب کے بیچ وہ شاید تمہیں رد کر دیں مگر جب تنہا تمہارے ساتھ ہوں گی تو تم دونوں کو آسانی ہو گی اپنی غلط فہمیاں دور کرنے میں" ذوہان نے ہمیشہ کی طرح مخلص دوست ہونے کا فرض نبھایا تھا۔

"تھینک یو سو مچ ذوہان تم میری خاطر یہاں تک آئے، میری ہر مشکل میں میرے ساتھ رہے" اسامہ مشکور سا بولا تو ذوہان نے اسے گھورا۔

"بکواس کروالو بس اس بندے سے، زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب جا کر اپنی بیوی پر آزمایئں اپنی بڑ کپ کو تنہا چھوڑ کر آیا ہوں مجھے اجازت دو" ذوہان نے ہلکے پھلکے لہجے میں چھیڑا تو وہ اداس سا مسکرا دیا۔

"ہاں مجھے پتا ہے اپنی بڑ کپ کے بغیر جناب کو سانس بھی مشکل سے آتی ہے" اسامہ نے چھیڑا تو ذوہان کی آنکھوں کے پردے پر صبح گزرے لمحات ابھرے، دل میں عجیب سی کسک ابھری تھی۔

"کوئی شک؟" اسے قبول کرنے میں کوئی عار نہیں تھی، اسامہ نفی میں سر ہلاتے مسکرا دیا جبکہ اس کی مسکراہٹ کسی نے جلتی آنکھوں سے دیکھی تھی۔

"دوسروں کی خوشیاں اور زندگی چھین کر کیسے مسکرا رہا ہے" سومیہ جو کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اسے مسکراتا دیکھ کر تلخی سے سوچا۔

ذوہان کے جانے کے بعد اسامہ اپنے کمرے میں آیا جہاں عادل نے سومیہ کو سونے کے بعد لیٹایا تھا مگر وہ کچھ ہی دیر بعد اٹھ گئی۔ اسامہ کمرے میں آیا تو وہ لب بینچے بستر کے کنارے ٹکی تھی۔

"سومی آپ ٹھیک ہیں؟" اس کے جھکے سر کو دیکھتے اسامہ اس کے قریب آتے بولا۔

"ڈونٹ ٹچ می اسامہ کمال" اس سے پہلے اسامہ کا ہاتھ سومیہ کا کندھا چھوتا سومیہ پھنکارتے ہوئے اٹھی۔

"س۔۔۔ سمی" اسامہ نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"خبر دار، اپنی زبان سے میرا نام بھی مت لینا اسامہ کمال، خوشیاں مناؤ تم، جو تم چاہتے تھے وہ مل گیا تمہیں۔ تم نے صرف کہا نہیں تھا اسامہ تم نے سچ میں مجھے زندہ دفن کر دیا ہے" وہ آنسوؤں سے روتے ہوئے بولی تو اسامہ نے لب بھینچے۔

"پلیز سمی ایسا مت کہیں، میں آپ کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا" اسامہ نے اسے تھامنا چاہا مگر وہ تو جیسے بے قابو ہوا ٹھی تھی۔

"بند کرو اپنی جھوٹی فکر کا دکھاوا تمہارے لیے کچھ ضروری تھا تو وہ صرف تمہاری محبت تھی، میری عزت سے زیادہ تمہیں اپنی محبت عزیز تھی ہے ناں؟" سومیہ بولتے بولتے ہانپ گئی۔

"آپ مجھ پر اتنا بڑا الزام نہیں لگا سکتیں سمی" اسامہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"الزام؟ الزام نہیں ہے یہ، تمہارے کرتوت ہیں۔ کیوں نہیں ملنے گئے تھے تم شعیب سے؟ بولو؟" سومیہ نے اس کا گریبان تھاما جبکہ اسامہ لب بھینچ گیا۔

"میں اس سے ملنے۔۔۔" اسامہ کی عزت نفس پر کاری وار کر رہی تھی وہ مگر اسامہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔۔

"تم یہی بتانے گئے تھے اسے کہ جس لڑکی سے وہ شادی کر رہا ہے وہ پہلے سے کسی کی محبت میں مبتلا ہے، تم اسے اپنی محبت کی داستان سنانے گئے تھے اور دیکھو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ تم جانتے ہو نیچے وہ عورتیں کیا کہہ رہی تھیں؟" اذیت سے کہتے اس نے اسامہ کا کالر جھٹکا۔

"وہ کہہ رہی تھیں ہمارا شروع سے کوئی چکر چل رہا ہو گا جسے جان کر شعیب نے مجھے طلاق دی، میں بدکردار ہوں جس نے شوہر کے ہوتے تم سے معاشقہ چلایا اور دادی نے عزت بچانے کو مرتے مرتے نکاح کروادیا ہمارا" سومیہ اس وقت بدگمانی کی انتہا پر تھی۔

"پلیز خود کو بدکردار مت کہیں سومی" اسامہ تڑپ کر بولا تو سومیہ نے زخمی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"میرے سامنے سے چلے جاؤ اسامہ ورنہ میں خود کو ختم کر دوں گی، تم ہو میری بربادی کی وجہ، میری دادی کی موت کے ذمہ دار ہو تم" سومیہ سرد و سپاٹ انداز میں بولی۔

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ اس سب کا ذمہ دار میں ہوں تو ٹھیک ہے، یوں ہی سہی اب میں آپ کو اپنی صفائی نہیں دوں گا۔ آپ کو جو سمجھنا ہے آپ سمجھ سکتی ہیں" اسامہ سنجیدگی سے کہتا کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ سومیہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

@@@@@@@@@@

واپسی پر نایاب کو ڈرائیور لینے آیا تھا، وہ خود بھی صبح کی اپنی حرکت کے بعد ذوہان سے سامنا کرنے کی پوزیشن میں ہرگز نہیں تھی۔ ناجانے وہ اتنی جلد باز اور جذباتی کیسے ہو گئی تھی، اسے بے ساختہ علیزے کا ریکشن یاد آیا۔

"واٹ۔۔۔۔ اومائی گاڈ ہاہاہاہا" نایاب کا نروس انداز دیکھ کر علیزے صبح سے اس سے وجہ پوچھ رہی تھی، مجبوراً نایاب کو اسے اپنی صبح ہوئی نادانی بتانی پڑی جس پر وہ کتنی ہی دیر ہنستی رہی۔

"میں ناجانے کیا سوچ رہی تھی اور بات کیا نکلی، یار تم تو ایسے نروس ہو رہی ہو جیسے پتا نہیں کیا گناہ کر بیٹھی، شوہر ہیں یار وہ تمہارے، اتنا نروس تو لڑکیاں اپنے بوائے فرینڈ کو کس کر کے نہیں ہوتی جتنی تم پرسنل بندے کو کر کے ہو رہی ہو" علیزے نے ہنس کر اسے چھیڑا۔

"بدتمیزی مت کرو علیزے، ذو پتا نہیں کیا سوچ رہے ہوں گے" وہ فکر مند سی بولی تو علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں سوچ رہے ہوں گے وہ، پاگل ہو تم بس ویسے یہ حرکت کرنے کی وجہ تو بتا دو" علیزے نے تسلی دیتے پوچھا تو نایاب اسے ذوہان کی سوچ بتانے لگی۔

"ہمم، تو مطلب وہ چاہتے ہیں تم اپنی مرضی کا لائف پارٹنر چنو؟ وہ بھی سٹڈیز کے بعد؟" علیزے نے پوچھا تو نایاب سر ہلا گئی۔

"ویسے تمہیں کیا لگتا ہے نایاب، کیا ذوہان سر تم سے سچ میں محبت نہیں کرتے؟"علیزے بہت کچھ سوچ رہی تھی۔

"وہ بھلے ہی بہانے بنائیں یا کچھ ناں کہیں، مجھے پتا ہے وہ مجھے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے "نایاب مان سے بولی۔

"باقی سب ایک طرف مبارک ہو جس دن سے ہم ملے ہیں تم نے سب سے لمبا فقرہ آج بولا ہے "علیزے نے اسے چھیڑا تو نایاب منہ بسور گئی۔

"ویسے ایک بات تو میں نے بھی نوٹ کی تھی؟"علیزے کی پُر سوچ آواز پر نایاب چونکی۔

"کیا؟"

"جس دن ہوسپٹل میں انس منحوس نے تمہاری تعریف کی تھی تو مجھے لگتا ذوہان سر جیلیس ہوئے تھے، ان کی ٹون بدل گئی تھی "علیزے نے اپنا شک بتایا۔

"وہ تمہیں جیلس لگے نہیں تھے گینڈی عورت وہ سچ میں مجھ سے جیلس ہوئے تھے "انس نا جانے کب وہاں آیا تھا اور ان کی کتنی باتیں سن چکا تھا۔

"منحوس وائرس شرم کرو دوسروں کی باتیں چوری سنتے شرم نہیں آتی تمہیں؟"علیزے نے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔

"شرم تم دونوں کو آنی چاہیے، مجھ سے باتیں چھپاتے شرم نہیں آئی ناں؟ اللہ پوچھے گا ظالمو" وہ فرینک انداز میں آکر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"تم دونوں لڑتے رہو گے یا میرا مسئلہ حل کرو گے؟" نایاب نے ان دونوں کو بے بسی سے دیکھا۔

"سویٹ گرل تم مجھے اپنا دوست، بھائی کچھ بھی سمجھ سکتی ہو اور میرے ہوتے تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے" انس نے اسے تسلی دی۔

"شوخیاں بعد میں مارنا پہلے کوئی طریقہ بتاؤ" علیزے نے اس کی اداکاری پر اسے گھورا۔

"طریقہ وہی ہے ہمیشہ والا، ذوہان سر جیسے اتھرے گھوڑوں کو قابو کرنے کے لیے ہمیں اسی تلوار سے وار کرنا ہو گا جس سے انہیں سب سے زیادہ تکلیف ہو جیسے کہ" وہ پُراسرار مسکراہٹ سے بولا۔

"جیلسی؟" دونوں ایک ساتھ بولیں تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"بلکل، تم دونوں بس وہ کرنا جو میں کہوں باقی میں سنبھال لوں گا" انس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی آنے والے دن ذوہان یوسف کے لیے سخت ہونے والے تھے۔

"ڈرائیور انکل اس اڈریس پہ چلیں" نایاب نے اسے علیزے اور انس کا اڈریس دیا۔

"مگر بے بی صاحب نے کہا تھا آپ کو سیدھا گھر لیکر جانا ہے" ادھیڑ عمر ڈرائیور کچھ جھجھک کا شکار ہوئے۔

"میں آپ سے جتنا کہہ رہی ہوں اتنا کریں پلیز" اس نے سنجیدگی سے کہا تو ڈرائیور نے موبائل نکالا۔

"میں صاحب سے پوچھ لوں پہلے" انہوں نے پوچھا تو نایاب نے اپنا موبائل نکالا۔

"میں خود پوچھ لیتی ہوں" اس نے موبائل پر ذوہان کا نمبر ڈائل کیا۔

"ذو کا نمبر نہیں لگ رہا آپ چلیں وہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گے" اس نے کہا تو مجبوراً انہیں اس کی بات ماننا پڑی۔

"ذو پوچھیں میں کہاں ہوں تو بتا دیجیے گا اپنے کلاس فیلو علیزے اور انس کے گھر ہوں" اس نے انس پر زور دیا تو وہ سر ہلا کر اسے دروازے کے سامنے اتار کر چلے گئے۔

"ڈن" علیزے جو دروازے پر ہی اس کی منتظر تھی اسے دیکھتے نایاب نے انگوٹھا اٹھایا۔

"شاباش میری جان، اب دیکھنا کیسے تمہارے مسٹر کو آگ لگتی ہے" علیزے اسے ساتھ لیے کہتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

ذوہان چار بجے تک گھر آ گیا تھا مگر وہاں نایاب کو ناں پا کر چونکا، اس نے ڈرائیور کو اندر بلایا۔

"انکل نایاب کہاں ہیں؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"صاحب وہ کالج سے سیدھا اپنے دوستوں کے گھر چلی گئی تھیں آپ کو فون کیا تھا پر آپ کا فون نہیں ملا" انہوں نے بتایا۔

"مگر میرا فون تو آن تھا، کن دوستوں کی طرف گئی ہیں؟نام بتایا انہوں نے؟"علیزے کے سوا اس کی کوئی دوست نہیں تھی پھر اور کونسی دوستیں تھیں اس کی۔۔۔

"آ۔۔۔کوئی انس اور۔۔۔ہاں علیزے نام کہہ رہی تھیں"انہوں نے بتایا جبکہ ذوہان کو صرف انس کا نام سنائی تھی۔

"مجھے اڈریس دیں ان کا"لب بینچ کر بولا تو انہوں نے اڈریس بتایا جسے سنتے وہ غصے سے بھرا باہر کی طرف بڑھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا انس کا کچھ کر دیتا۔

@@@@@@@@

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟"شعیب صبح بامشکل خود کو سنبھالتا کمرے سے باہر نکلا تھا جب رقیہ بیگم کو چادر لیے باہر کی طرف جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"امی آپ سے بات کر رہا ہوں میں"انہوں نے اسے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا جب وہ ان کے راستے میں آیا۔

"اسی بیچاری عورت کی تعزیت کرنے جا رہی ہوں جسے میرے بیٹے نے قبر میں اتار دیا"انہوں نے تلخی سے کہا تو وہ چونکا۔

"ک۔۔۔کون کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟"اس کا دل سومیہ کا سوچ کر دھڑکنا بھولا تھا اگر اسے کچھ ہو گیا ہوا تو؟اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

"سومیہ کی دادی اب اس دنیا میں نہیں رہیں"رقیہ بیگم کے جواب پر شعیب کتنے ہی پل ہل نہیں سکا۔

"امی آپ جانتی ہیں وہ آپ کو دیکھنا نہیں چاہیں گے"وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ناں دیکھنا چاہیں مگر میں تمہارے جیسی بے حس نہیں ہوں کہ اس مشکل وقت میں انہیں تنہا چھوڑ دوں، وہ دھکے مار کے بھی نکالیں تو غلط نہیں ہوں گے"وہ اسے نظر انداز کرتے وہاں سے نکل گئیں۔

شعیب عجیب سے احساسِ ندامت میں گھرا لاونج میں آ بیٹھا،اسے بے ساختہ نکاح کا دن یاد آیا۔اس نے سومیہ کو فیملی فنکشنز میں دیکھا تھا اسے وہ بہت اچھی لگی۔مگر اسے ماں سے کچھ کہنا ہی نہیں پڑا انہوں نے خود ہی سومیہ کو پسند کر کے سب معاملات طے کر لیے،وہ بہت خوش تھا جس دن ان کا نکاح ہوا۔

"کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا سمی؟"اسامہ نکاح ہونے کے بعد وہاں پہنچا تھا تب ہی شعیب بھی سومیہ سے ملنے جا رہا تھا جب اندر سے آتی آوازوں پر رکا۔

"پلیز اسامہ آہستہ بولو،کسی نے سن لیا تو قیامت آ جائے گی"سومیہ کی نم آواز نے شعیب کو چونکایا۔

"کوئی قیامت نہیں آئے گی، آپ کے گھر والوں نے جانتے بوجھتے میرا دل برباد کر دیا، ہماری محبت ہم سے چھین لی کوئی قیامت نہیں آئی تو اب بھی نہیں آئے گی" اسامہ کے انکشاف پر شعیب کی ذات کے پرخچے اڑے تھے۔

"بس کر دو اسامہ، چھن چکی محبت کا سوگ منا کر کچھ حاصل نہیں ہو گا، میں آگے بڑھ گئی ہوں تم بھی بڑھ جاؤ" سومیہ کی ضبط کرتی آواز شعیب کو یقین دلا چکی تھی کہ وہ بھی محبت کرتی ہے اسامہ سے۔

"آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا میں مسز شعیب" اسامہ غصے سے بولا جس پر اسے سومیہ کی سسکی سنائی دی۔

شعیب میں مزید ہمت نہیں تھی کچھ بھی سننے کی اسی لیے وہ بنا مزید دیر کیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ ایک ماہ بامشکل پاکستان رک سکا اور پھر وہاں سے فرار ہو گیا شاید اس اذیت سے چھٹکارا چاہتا تھا اور پھر ایک فیصلے پر پہنچتے وہ واپس لوٹا تھا اور اس نے وہی کیا جو اس نے سوچا تھا۔

وہ سومیہ کا دل اجاڑ کر اپنا دل نہیں بسا سکتا تھا۔ وہ سومیہ کو پسند کرتا تھا اور پسند رہے گی اور محبت میں بہت فرق ہوتا، اپنی پسند کے چکر میں وہ کسی کی محبت نہیں چھین سکتا تھا۔

اس سب میں اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ کسی کی جان لینے کا جرم کر جائے گا۔ اسے سفینہ بیگم کے لیے دکھ تھا مگر اپنے فیصلے پر کوئی ندامت نہیں تھی۔

@@@@@@@

"ہیلو سر" عادل کو کامران کا فون آیا۔

"بولو کامران؟"

"سربائی کے آدمی آپ کو چاروں طرف ڈھونڈ رہے ہیں، کئی جگہوں پر شکیل مٹھن کے آدمیوں کو بھی دیکھا گیا ہے" کامران نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔

"ہمم، اور شکیل مٹھن کی کوئی اپ ڈیٹ؟" عادل نے سوال کیا۔

"شکیل مٹھن لاہور میں ہے سر، سننے میں آیا ہے کہ وہاں کوئی بڑا کارنامہ کرنے والا ہے وہ" اس کے جواب پر عادل نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے اب ایک آخری کام کرو کامران، اے سی سر کو فون کر کے میرا ریفرینس دو اور انہیں کہوں مجھے میرا لاہور ٹرانسفر کا لیٹر چاہیے" عادل آن کے آن فیصلہ کر چکا تھا۔

"جی سر جو آپ کا حکم" کامران سر ہلاتے بولتا فون بند کر دیا۔

"حور، آپ پیکنگ کر لیں ہمیں لاہور کے لیے نکلنا ہے" حور کمرے میں آئی تو عادل کے نئے حکم پر چونکی۔

"لاہور مگر کیوں؟ وہاں تو وہ شکیل۔۔۔۔" حور جانتی تھی شکیل مٹھن لاہور ہے، اس کے آدمی جب اسے اغوا کرنے آئے تھے تو انہوں نے لاہور لیجانے کا ہی ذکر کیا تھا مطلب وہ جان بوجھ کر خطرے کے منہ میں جا رہا تھا۔

"آپ پاگل ہیں؟ کیوں خود کو خطرے میں ڈالنا چاہتے ہیں؟" حور غصے سے بولی تو عادل بیڈ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھا۔

"کیا پاگل پن کیا ہے میں نے؟" وہ آہستہ آہستہ اس کے بلکل قریب آ رکا تھا۔ حور پیچھے قدم اٹھانے لگی۔

"وہاں شکیل مٹھن موجود ہے، وہ آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا" حور فکر مند سی بولی تو عادل اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔ حور کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب تھیں۔

@@@@@@@

مسز عادل جمال، آپ نے اپنے شوہر کو کیا سمجھ رکھا ہے؟" عادل اس کے چہرے کے بلکل " قریب جھک آیا، یہ لڑکی خود اسے اپنی جانب مائل کرتی تھی۔

م۔۔۔مطلب؟" اس درجہ نزدیکی و قربت پر حور کا سانس کہیں سینے میں اٹک گیا تھا۔"

مطلب یہ مسز کہ عادل جمال کے بازوں میں اتنا دم ہے کہ وہ شکیل مٹھن جیسے ہزار " شیطانوں سے اپنی اور آپ کی حفاظت کر سکتا ہے، سو مجھے اسکے نام سے خوفزدہ کرنے کا خیال دل سے نکال دیں" عادل اس کی سنہری جھیلوں میں خوف و جھجھک کے تاثرات دیکھتا نرم پڑا، وہ اس کی قربت پر اسی سے سہمی ہوئی تھی۔

لیکن وہ بہت بڑا غنڈہ ہے عادی، اس نے اتنے بڑے بڑے سانڈ جیسے آدمی رکھے ہوئے " ہیں۔ یاد نہیں آپ کو وہ آدمی جو ہمارے گھر آئے تھے" اس نے معصومیت سے کہتے اتنا مزیدار نقشہ کھینچا تھا کہ عادل بے ساختہ مسکرا دیا۔

مجھے لگتا ہے میں نے انہیں آپ کے سامنے ناں مار کر غلط کیا تھا۔ اگر وہ شخص غنڈہ ہے تو " میں بھی اس کا باپ ہوں اسی لیے ڈرنا چھوڑ دیں اور عادل جمال کی بیوی بننا سیکھیں" عادل اس کے ماتھے پر دو انگلیوں سے دستک دیتا بولا۔

کیسا ہونا چاہیے عادل جمال کی بیوی کو؟" حور نے بے ساختہ پوچھا۔"

نڈر، بہادر، مضبوط اور باہمت جو کسی سے خوفزدہ ناں ہو۔ جو ناں صرف خود بہادر بنے بلکہ " جب میں ڈگمگانے لگوں تو مجھے بھی ہمت دے۔" اپنے گرد بندھا عادل کا حصار محسوس کرتے حور کو لگ رہا تھا جب تک وہ ساتھ ہے تب تک حور میں یہ ساری خصوصیات موجود ہیں۔

اگر آپ ہمارے ساتھ رہیں گے تو ہم ایسے بن جائیں گے" حور کا ہاتھ بے ساختہ عادل کے " دل کے مقام پر آیا تھا جبکہ اس کی حرکت پر عادل چند پل ساکت ہوا۔

میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں حور لیکن اگر کبھی میں پاس ناں بھی رہوں تب بھی آپ کو " خود کو مضبوط رکھنا ہو گا۔ مضبوط سے مضبوط انسان بھی کسی ناں کسی مقام پر آکر کمزور پڑ جاتا ہے اور میں ہرگز نہیں چاہتا میرے دشمن آپ کو میری کمزوری بنائیں" عادل آج تک کمزور

نہیں پڑا تھا مگر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اسے لگ رہا تھا شاید اب اس مقام پر وہ کمزور پڑنے لگے۔

"آپ ہمارے لیے کبھی کمزور مت پڑیئے گا، اگر کبھی آپ کو ہمارے اور اپنے فرض میں سے کسی کو چننا پڑے تو بلا جھجھک اپنے فرض کو چن لیجیے گا" حور اسے اپنی ذمہ داری سے بری کر رہی تھی۔

"ایسا مقام کبھی نہیں آئے گا کیونکہ میں آنے نہیں دوں گا۔ ایک بار پہلے کسی اپنے کو کھو چکا ہوں دوبارہ نہیں کھو سکتا۔ میں کسی کو آپ کے سائے تک بھی پہنچنے نہیں دوں گا" وہ پُر عزم لہجے میں بولا جبکہ اس کا خسارہ سنتے حور بے ساختہ سر اس کے سینے سے لگا گئی۔

"وہ آپ کو بہت یاد آتی ہیں ناں؟" وہ دکھی تھی، ناجانے اپنی محبت کی شراکت پر یا اس کی محبت کے بچھڑنے پر۔

یاد انہیں کیا جاتا ہے جو آپ سے بچھڑ جائے یا جدا ہو جائے اور وہ تو کبھی مجھ سے الگ ہوئی ہی نہیں۔ وہ ہر پل میرے ساتھ رہتی ہیں" وہ اس کے گرد بازو پھیلائے بولا تو حور کو عجیب سی رقابت کی آگ خود میں جلتی محسوس ہوئی۔

وہ مزید کچھ نہیں کہہ سکی، ڈر تھا دل کا چور سامنے ناں آجائے۔ اس کی آنکھیں اس احساس پر نم ہوئی تھیں کہ جس انسان سے اسے محبت ہوئی وہ پہلے ہی کسی اور کی محبت میں پور پور ڈوبا ہوا ہے۔

@@@@@@@

"ایکسکیوزمی اندر جا کر بولیں نایاب یوسف کو لینے آئے ہیں" ذوہان اس وقت شدید غصے میں تھا تب ہی مٹھیاں بینچے گاڑی میں ہی بیٹھا رہا اور گارڈ کو اندر پیغام بھیجنے کا کہا۔

"صاحب چھوٹے صاحب کہہ رہی ہیں آپ کون ہیں، ہم ایسے ہی اپنی مہمان کسی کے ساتھ نہیں بھیج سکتے" گارڈ نے آکر انس کا پیغام سنایا۔

"کونسے چھوٹے صاحب نے ارشاد فرمایا ہے؟" ذوہان نے دانت پیستے پوچھا۔

"انس صاحب نے" گارڈ کے نام لینے کی دیر تھی ذوہان کے ماتھے پر کئی بل ایک ساتھ نمودار ہوئے تھے، وہ غصے سے گاڑی سے نکلا اور اندر کی طرف بڑھا۔

"آپ ایسے اندر نہیں جاسکتے" گارڈ نے روکنا چاہا جب اس نے خطرناک گھوری سے اسے نوازا۔

"میری بیوی اندر ہیں اور مجھے اندر جانے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی" اسکا سخت ترین لہجہ سنتے گارڈ بھی چند پل سہما تھا۔

"مگر۔۔۔"

"ارے ذوہان سر آپ؟ گارڈ انکل آنے دیں انہیں "علیزے پلین کے مطابق گیٹ کی طرف آئی تھی۔

"نایاب کہاں ہیں علیزے؟" ذوہان نے اندر آتے خطرناک لہجے میں پوچھا، جیسے شیر کسی بھی وقت جھپٹنے کو تیار ہو۔

"و۔۔۔وہ اندر ہیں، آئیں ناں آپ "علیزے ایک پل کو اس کے انداز پر سہم گئی تھی۔

وہ اس کے پیچھے چلتا اندر آیا جہاں انس لوگوں کے پورشن میں لاونج میں بیٹھے وہ اور انس باتوں میں مگن تھے، انس نے کن اکھیوں سے ذوہان کا غصے سے لال بھبھو کا چہرہ دیکھا۔

"بٹر کپ" ذوہان نے اسے پکارا تو وہ بے ساختہ پلٹی، ہمیشہ وہ اسے محبت و نرمی سے پکارا کرتا تھا مگر آج لہجے میں سنجیدگی کا راج تھا۔

"ذو۔۔۔"وہ اپنی جگہ سے اٹھی،اسے دیکھتے انس بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر وہ دراصل آپ گھر نہیں تھے تو نایاب کے اکیلے ہونے کی وجہ سے میں نے ہی اسے یہاں انوائیٹ کیا تھا"علیزے نے اس کے غصے سے بچنے کو جلدی سے بہانا بنایا۔

"بہت شکریہ آپ کا علیزے آپ نے میری غیر موجودگی میں نایاب کا خیال رکھا۔اب ہمیں اجازت دیں چلیں نایاب"وہ کوئی تماشہ نہیں لگانا چاہتا تھا تب ہی سنجیدگی سے کہتا نایاب کی طرف بڑھا۔

"آج بہت اچھا لگا ایسے فرصت سے باتیں کر کے،دوبارہ ضرور آنا نایاب"ذوہان اس کا ہاتھ تھامے نکلا جبکہ انس جاتے جاتے بھی آگ لگانے سے بعض نہیں آیا تھا۔

"شکریہ آپ کا انس صاحب مگر مجھے نایاب کا یوں کسی بھی اجنبی کے گھر جانا پسند نہیں ہے سو بہتر ہے آپ اگلی بار کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں"ذوہان بولا تو دھیمے لہجے میں تھا مگر اندر جو آگ جل رہی تھی اس کے شعلے انس تک ضرور پہنچے تھے۔

"چلو کوئی بات نہیں نایاب تم مجھے اپنے گھر انوائیٹ کر لینا" انس کو شاید موت کے منہ میں جانے کا زیادہ شوق ہو رہا تھا۔

"بس کرو ائرس خود بھی بے موت مرے گا اور مجھے بھی کنواری مارے گا" علیزے بڑبڑا کر رہ گئی۔

"ضرور آپ کو گھر بلا کر آج کیا احسان ضرور چکا دیں گے ہم، چلیں نایاب" ذوہان سرد و سپاٹ انداز میں کہتا اسے لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"افففف، یار اے سی چلا یہ ذوہان یوسف کے غصے سے تو دسمبر بھی جون محسوس ہو رہا ہے" انس صوفے پر گرتے بولا۔

"تو دو نمبر آدمی کس نے کہا تو اوور ایکٹینگ کرنے کو؟ ابھی ذوہان سر کا ایک مکہ پڑ جاتا ناں تمہیں تو غائب ہو جانا تھا تم نے" علیزے نے منہ بسورا۔

"یار قسم سے ان کا جلن سے بھرپور چہرہ دیکھ کر دل میں ٹھنڈ سی پڑ گئی" انس ذوہان کا چہرہ یاد کرتے ہنس کر بولا۔

"ہاں مگر افسوس تم ان سے بچ گئے ورنہ تمہارا لال چہرہ دیکھ کر میرے دل میں بھی اے سی چل جانا تھا" علیزے کو افسوس تھا وہ ایکشن دیکھنے سے محروم رہ گئی۔

"بیٹا میری مار کا انتظار چھوڑ اور یہ سوچ کہیں میری وجہ سے ذوہان سرنایاب کو تم سے بھی دور ناں کر دیں" انس نے اسے خطرے سے آگاہ کیا۔

"تمہارے منہ میں خاک منحوس وائرس، تمہاری وجہ سے میری دوست مجھ سے دور ہوئی تو اپنے ہاتھوں گنجا کروں گی میں تمہیں" علیزے نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔۔

"یہ اچھی بات ہے ایک تو میں تمہاری دوست کو اس کی محبت دلوانے میں مدد کروں اس پر تمہاری لعنت بھی سہوں؟" وہ دونوں دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہوتے آپس میں جھگڑنے میں مگن ہو چکے تھے۔

"اور صبح کون نایاب کو کہہ رہا تھا مجھے بھائی سمجھو یا دوست "علیزے نے اس کی نقل اتاری۔

"ہاں تو کہاں مکر رہا یوں میں، میری بہن جیسی ہے وہ مگر تم میری بہن ہر گز نہیں ہو حالانکہ اس میں تمہارا بھی فائدہ ہو رہا ہے"

"تمہاری بہن بننے میں مجھے بھی رتی برابر بھی انٹرسٹ نہیں ہے منحوس وائرس "نا جانے کیا دشمنی تھی ان دونوں کی بچپن سے سوائے جھگڑنے کے کوئی کام نہیں تھا انہیں۔

"تم دونوں کا ہو گیا ہو تو جا کر اپنا اپنا کام کرو، فضول میں پورا محلہ سر پر اٹھا رکھا ہے "انس کی امی کی آواز پر وہ دونوں سیدھے ہوئے پھر ایک دوسرے کو منہ چڑاتے اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

@@@@@@@@@@

"کہاں جارہے ہو تم اسامہ؟" اسامہ باہر کی جانب جارہا تھا جب کمال صاحب کی آواز پر رکا۔

"مجھے لاہور کے لیے نکلنا ہے کل اسی کی تیاری کرنے جارہا ہوں" وہ سنجیدگی سے سامنے دیکھتے بولا۔

"میرے ساتھ آؤ" انہوں نے اپنے کمرے کی جانب مڑتے کہا تو وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

"میں تم سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اسامہ اور مجھے سچ سچ جواب چاہیے" انہوں نے اس سے پوچھا تو وہ چونکا۔

"جی پوچھیں؟" وہ شاید جانتا تھا انہیں کیا جاننا ہے۔

"کیا تم شعیب سے ملے تھے؟" انہوں نے اسی انداز میں پوچھا۔

"جی" بنا کسی توقف کے جواب حاضر تھا وہ لب بھینچ گئے۔

"کیوں؟" ان کے چہرے پر سختی ابھری۔

"میں شعیب سے ملا ضرور تھا مگر ایسا کچھ نہیں کہا جو آپ یا آپ کی لاڈلی سمجھ رہے ہیں۔ مجھے اگر ان کا رشتہ یوں تڑوانا ہوتا تو اتنے سال انتظار نہیں کرتا۔ میں نکاح کے روز بھی تماشہ لگوا سکتا تھا مگر اب کے میں کسی کو صفائی نہیں دوں گا۔ جسے جو سمجھنا ہے وہ سمجھ سکتا ہے" اس کا انداز ہمیشہ کی طرح اکھڑا ہوا اور باغی تھا۔

"اگر تم نے یہ سب نہیں کیا تو سومیہ کو سمجھاؤ یہ بات اور اپنی طرف سے اس کا دل صاف کرو" کمال صاحب جانتے تھے اگر وہ کہہ رہا ہے تو پھر اس نے سچ میں کچھ نہیں کیا۔

"شاید بتا دیتا مگر اب نہیں، بہت شوق ہے انہیں دوسروں پر الزام لگا کر اپنی مرضی کے فیصلے سنانے کا تو اب پھر جو مرضی سوچیں مجھے فرق نہیں پڑتا" وہ لب بینچے سختی سے بولا۔

"تو کیا ارادہ ہے تمہارا؟ نکاح کیا یہ سب تماشے کرنے کے لیے کیا تھا؟ اسے یہاں چھوڑ کر خود تم لاہور چلے جاؤ اور وہ پیچھے یہی سب سوچ سوچ کر پاگل ہو جائے" کمال صاحب نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"اس بھول میں مت رہیے گا کہ میں انہیں یہاں چھوڑ کر جاؤں گا۔ وہ میرے ساتھ لاہور جا رہی ہیں اور یہ فائنل ہے اب آپ انہیں اپنی زبان میں سمجھا دیں یہ بات تو بہتر ہے" اسامہ کے فیصلے پر وہ کہیں ناں کہیں پُر سکون ہوئے تھے۔

"میری بات ہمیشہ یاد رکھنا اسامہ، محبت کرنا مشکل ہر گز نہیں ہے اس پر قائم رہنا مشکل ہے۔ کبھی بھی کسی کی باتوں میں آ کر یا بیزار ہو کر اپنی محبت سے پہلو تہی مت برتنا ورنہ ساری عمر کے لیے ایسا خسارہ ہاتھ

آئے گا کہ تم زندگی سے ہی بیزار ہو جاو گے "انہوں نے شکستہ لہجے میں کہا جبکہ اسامہ ان کی بات ہر گز نہیں سمجھا تھا۔

"میں نہیں جانتا آپ کو یہ سب کہنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے ہاں مگر میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسامہ کمال ہوں۔ سومیہ جمال کی محبت سے بیزار ہونا ناممکن ہے میرے لیے۔ میں نے اگر ان سے محبت کی ہے تو اس محبت کو نبھا کر بھی دیکھاؤں گا" وہ مضبوط لہجے میں بولا تو وہ سر ہلا گئے۔

"شاباش اب جاؤ اور سومیہ کو ساتھ چلنے کے لیے مناؤ" انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"اگر میں نے انہیں ایسا کچھ کہا تو وہ مرتے دم تک کہیں نہیں جائیں گی اسی لیے یہ کام آپ ہی کریں۔ میں سیٹس اوکے کروا آؤں کل رات کی تب تک آپ سوچیں آپ کو انہیں کیسے منانا ہے" اسامہ سومیہ کی ضد سے واقف تھا۔

"ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں اس سے تم جاؤ" انہوں نے حامی بھری تو وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ کمال صاحب سومیہ سے بات کرنے چل دیئے۔

اگلے دن صبح تک وہ واپس لوٹا تھا۔ کل رات کمال صاحب نا جانے کیسے مگر سومیہ کو منا چکے تھے۔ وہ کمرے میں آیا تو سومیہ پیکنگ کر رہی تھی مگر اس کی آنکھیں مسلسل رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

"خوشی ہو رہی ہے ناں مجھے ہارتے دیکھ کر؟ سب ویسا ہی ہو رہا ہے جیسے تم چاہتے تھے" سومیہ اسے دیکھتے سختی سے بولی۔ وہ بے بس تھی اپنا غصہ بھی اس کے سوا کسی پر نکال نہیں سکتی تھی۔

"میں نے آپ کو کبھی ہرانا نہیں چاہا اور ہو وہی رہا ہے جو اللہ کی مرضی ہے" اسامہ بنا اس کی جانب مڑے بولا۔۔

"اپنی کرتوتوں کو اللہ کی مرضی پر مت ڈالو، سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے" وہ غصے سے کہتی پلٹی جب اسامہ کی رت جگے کی غماز آنکھیں دیکھ کر چند پل خاموش ہو گئی۔

"بس اسی لیے آپ کو لے کر جا رہا ہوں تا کہ آپ کھل کر مجھ سے جھگڑ سکیں یہاں تو بابا اور تایا جان کے سن لینے کا ڈر ہے وہاں آپ کو ایسا کوئی ڈر نہیں ہو گا" وہ مزاق بھی پوری سنجیدگی سے کر رہا تھا۔

"مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی" وہ غصے سے کہتی باہر نکل گئی تا کہ اس کا چہرہ سومیہ کو کمزور ناں کر سکے۔ نیچے سفینہ بیگم کی قل خوانی ہو رہی تھی۔

@@@@@@@

"ذو۔۔۔" وہ فل تیز ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ نایاب کو اس کا چہرہ دیکھ کر خوف محسوس ہونے لگا تھا تب ہی آہستہ سے پکارا مگر جواب ندارد۔

"ذوہیری بات۔۔۔"اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کی بازو پر رکھا جب ذوہان اپنی بازو ہٹا گیا۔

"فلحال کے لیے مجھ سے کلام مت کریں یہی آپ کے حق میں بہتر ہو گا دُرِ نایاب احمد"اس نے سنجیدگی سے کہا جبکہ اس کے منہ سے نایاب یوسف کی جگہ نایاب احمد سن کر نایاب وہ شدید برا لگا تھا۔

"اتنا شدید ریکٹ کیوں کر رہے ہیں؟ صرف اپنی دوست کے گھر ہی گئی تھی"نایاب نے منہ بسور کر کہا تو ذوہان ایک نظر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"میں نے کچھ بولا آپ سے؟ آپ اپنی دوست کے گھر جائیں یا دوست کے کزن کے گھر میں ہوتا کون ہوں کچھ کہنے والا"ذوہان کا لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا۔

"آپ بھی تو اپنے دوست کے گھر گئے تھے ناں"نایاب نے اسے احساس دلانا چاہا۔

"میں آپ کو بتا کر گیا تھا مگر آپ نے مجھ سے پوچھنا تو دور بتانا تک ضروری نہیں سمجھا" ذوہان نے اسے اس کی غلطی بتائی۔

"آپ ہی تو چاہتے ہیں نایاب انڈیپینڈنٹ ہو جائے" اس کی بات اسی کو لوٹائی تھی یا شاید جتائی تھی۔

"میں نے ان ڈیپینڈینٹ ہونے کو کہا تھا خود سر ہونے کو نہیں" ذوہان نے بھی جتایا۔

"سچ سچ بتائیں کہیں آپ جیلس تو نہیں ہو رہے؟" نایاب اس کے قریب ہوتے بولی جس پر ذوہان خجل ہوا۔

"م۔۔۔میں کیوں جیلس ہونے لگا؟ وہ آپ کے دوست ہیں جبکہ میں شوہر ہوں" وہ خود کو سنبھالنے کے چکر میں بے ساختہ کہہ بیٹھا۔

"ک۔۔کیا کہا آپ نے؟ کیا ہیں آپ میرے؟" نایاب نے حیرت کی زیادتی سے جھٹکا کھاتے اسے دیکھا۔

"ہاں تو فلحال تو شوہر ہی ہوں ناں آپ کا" ذوہان خود سمجھ نہیں پا رہا تھا آخر وہ اتنا الجھن زدہ کیوں ہو رہا ہے۔

"ہمم، ٹھیک کہا آپ نے فلحال شوہر ہیں آپ" نایاب نے فلحال پر زور دیتے کہا اور رخ ونڈو کی جانب موڑ گئی، اس کے دل نے بری طرح احتجاج بلند کیا تھا مگر وہ سختی سے آنسو پیتی خود کو سنبھالنے لگی۔

ذوہان کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا، وہ جانتا بھی تھا نایاب اس کے معاملے میں کتنی حساس ہے پھر وہ ایسی غلطی کیسے کر سکتا تھا، اسے خود پر شدید طیش آیا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا بڑ کپ" اپنا غصہ کہیں دور جا چکا تھا یاد تھا تو بس یہ کہ اس کی بڑ کپ ہرٹ ہو چکی ہے۔

"آپ کا جو بھی مطلب تھا میں سمجھ گئی ہوں ذو" سنجیدگی سے کہا۔

"بٹر کپ" ذوہان نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر نایاب ہاتھ اس کی پہنچ سے دور لے گئی۔

"پلیز مجھے کوئی بات نہیں کرنی، آپ جلدی گاڑی چلائیں" آہستہ مگر سخت آواز میں بولتی وہ کوئی اور ہی نایاب لگ رہی تھی، ذوہان لب بینچتے گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا۔

گھر پہنچنے تک دوبارہ ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی، نایاب گاڑی سے نکلتے اندر کی جانب بڑھی جب ذوہان نے وہاں پہنچتے اس کی کلائی تھامی۔

"کہاں جا رہی ہیں بٹر کپ؟ آئیں لنچ کرتے ہیں" اسے منانے کی ناکام سی کوشش کی گئی تھی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے" بے تاثر چہرے کے ساتھ انکار کیا۔

"ایسے کیسے بھوک نہیں ہے؟ چلیں میرے ساتھ" ذوہان نے اسے لیجانا چاہا۔

"پلیز مسٹر ذوہان یوسف، یہ سب چونچلے میاں بیوی کے رشتے میں اچھے لگتے ہیں۔ میں صرف آپ کی کزن ہوں سو زیادہ فکر مت دیکھائیں" آج وہ بری طرح سے ہرٹ ہوئی تھی، دل چاہ رہا تھا اپنی فطرت کے برخلاف خوب لڑے اس پر غصہ نکالے۔

"نایاب" ذوہان حیرت زدہ اسے دیکھ رہا تھا جو کیا سے کیا بنتی جا رہی تھی۔

"میں اپنے دوستوں کے ساتھ لنچ کر چکی ہوں، آپ انجوائے کریں" اپنی تلخی پر قابو پاتے سنجیدگی سے کہتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"انہیں کیا ہوتا جا رہا ہے" ذوہان اس کی پشت کو دیکھتا خود سے بڑبڑایا، وہ سمجھ نہیں سکا تھا کہ نایاب اس کی محبت میں ایسی بن رہی ہے۔ وہ جو چاہتی تھی وہ جان کر بھی انجان بن رہا تھا سو یہ تو ہونا ہی تھا۔

@@@@@@@@@@

"بچاؤ۔۔۔بچاؤ" کمال خان آفس کے کسی کام کے سلسلے میں لاہور آیا تھا اور رات کے پہر واپس کوئٹہ لوٹ رہا تھا جب راستے میں اس کی گاڑی خراب ہو گئی تھی، شاید انجن ہیٹ آپ ہو چکا تھا۔ تب ہی اس نے نکل کر اس میں پانی ڈالا، جس سے کچھ ہی دیر میں انجن نارمل ہو چکا تھا۔

ابھی وہ واپس گاڑی کی طرف بڑھا ہی تھا جب نسوانی چیخ کے بعد کسی کی آواز سنائی دی۔ وہ اتنا بے حس ہر گز نہیں تھا کہ ایسی پکار کو نظر انداز کر کے آگے بڑھ جاتا۔ اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ واپس پلٹا۔

کچھ دور ہی اسے ایک لڑکی دکھائی دی جس کے گرد دو آدمی موجود تھے اور اسے کھینچ کر ساتھ لیجانے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ لڑکی مسلسل خود کو چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی، ساتھ ساتھ روتے ہوئے مدد کے لیے پکار رہی تھی۔

کمال خان نے ارد گرد دیکھا تو اسے کچھ دور لکڑی کا ڈنڈا پڑا نظر آیا۔ وہ ڈنڈا اٹھاتے ان لوگوں کی سمت بڑھا اور اس سے پہلے وہ دونوں شخص اس کی طرف دیکھتے اس نے گھما کر ڈنڈا ان میں سے ایک کے سر پر مارا۔

ضرب اتنی زوردار تھی کہ وہ شخص بے ساختہ لڑکھڑایا اور چند منٹوں بعد زمین بوس ہوا، اپنے ساتھی کو گرتا دیکھ وہ دوسرا شخص بھی گڑبڑایا۔ اس نے مڑ کر اپنا بچاؤ کرنا چاہا مگر تب تک کمال خان نے اس شخص کے بھی کاری ضرب لگائی۔

"جلدی بھاگیں" ان دونوں آدمیوں کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر کمال پاشا نے اس لڑکی کا ہاتھ تھاما اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھے، انہوں نے ابھی تک اس لڑکی کو غور سے نہیں دیکھا تھا، اسے گاڑی میں بیٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پوری رفتار سے گاڑی وہاں سے نکالی۔

"دیکھیں آپ روئیں مت، اب آپ محفوظ ہیں" وہ لڑکی مسلسل رو رہی تھی جبکہ اس کے رونے پر فکر مند ہوتے کمال خان نے سنجیدگی سے کہا اور ٹشو نکال کر اس کی سمت بڑھائے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس علاقے سے دور نکل آئے ہیں تو اس نے گاڑی ایک جانب روکی اور اس لڑکی کی سمت مڑا

"آپ رونا بند۔۔۔" کمال نے اسے دیکھتے کہنا چاہا جب اس ہر نگاہ پڑتے ہی اسے اپنے لفظ کہیں گم ہوتے محسوس ہوئے۔ سیاہ رنگ کی سادہ فراک میں کندھوں پر گری چادر اور چہرے کے گرد ہالہ بنائے بالوں کی آوارہ لٹیں۔

اس لڑکی کی رنگ میدے کی طرف سفید تھی، صاف شفاف جلد کی نرماہٹ بنا چھوئے بھی اسے محسوس ہوئی، اس لڑکی نے کمال کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا۔

اس لڑکی کی آنکھیں بے پناہ حسین تھیں، آنسوؤں سے بھری شہد رنگ کی آنکھوں پر لمبی دراز پلکیں، چھوٹا سا ناک جس میں ننھی سی نوز پن چمک رہی تھی اور گلابی پتلے پتلے لبوں کا جوڑا جس کے ایک طرف

سے ہلکا سا خون نکل رہا تھا۔ اس لڑکی کو مزید حسین اس کے چہرے پر پھیلے خوف کے تاثرات بنا رہے تھے۔

"دیکھیں آپ روئیں مت، مجھے اپنا نام اور اڈریس بتائیں میں آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دیتا ہوں" بامشکل اپنی بے خود نگاہوں پر قابو پاتے کمال ہوش میں آیا۔

"ہ۔۔۔ ہمارا نام باطشہ نور ہے اور اب شاید ہمارا کوئی گھر نہیں" اتنا سا کہتے وہ بری طرح رونے لگی، کمال حیران تھا آخر ایسا کیا ہوا تھا جو وہ یوں کہہ رہی تھی۔

"رونا کسی مسئلے کا حل نہیں ہے باطشہ نور، آپ یا تو مجھ سے ساری بات کھل کر شئیر کر لیں تا کہ ہم کوئی حل نکال سکیں یا پھر میں یہیں ساری رات آپ کو روتے دیکھتا رہتا ہوں" کمال خان بلکل سنجیدہ تھا۔

"ہم لاہور میں رہتے تھے اور کالج میں پڑھتے تھے وہاں ایک لڑکی نے ہم سے دوستی کی۔ وہ بہت اچھی تھی۔ شریف اور پردہ دار۔ ایک دن اس نے ہم سے کہا کہ اسے ضروری سامان لینے بازار جانا ہے اور اسے

راستوں کا علم نہیں ہے۔اس کی مدد کرنے کی غرض سے ہم اس کے ساتھ چلے گئے مگر۔۔۔"بولتے بولتے وہ ایک بار پھر رکی، بار بار آنسو اس کی آواز کو روک رہے تھے۔کمال نے پاس رکھی پانی کی بوتل اسے دی جس میں سے اس نے بامشکل چند گھونٹ بھرے تھے۔

"وہ ہمیں اپنے گھر بہانے سے لے گئی اور ہمیں جوس پلایا۔ہم نہیں جانتے تھے جوس میں کوئی دوائی ملی ہے۔جب ہمیں ہوش آیا تو ہم ایک گاڑی میں تھے"

"یار یہ لڑکی تو قسم سے قاتل حسن کی مالک ہے، اس بار تو مایا نے کمال ہی کر دیا" گاڑی ڈرائیو کرتے شخص نے ساتھ والے سے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں، بائی اس بار ہمیں منہ مانگا انعام دے گی" دوسرے نے کہا تو پہلا سر ہلا گیا۔

"بائی تو انعام دے گی مگر میرا دل نہیں چاہ رہا اس حسینہ کو یونہی چھوڑنے کا" ڈرائیو کرتے شخص کی نگاہیں بار بار باطشہ کی سمت اٹھ رہی تھیں جو خود کو بے ہوش ظاہر کر رہی تھی۔

"ابے پاگل ہے کیا؟ بائی مار ڈالے گی ہمیں، جانتا ہے ناں کوٹھے پہ لانے تک لڑکی کی حفاظت ہمارے ذمے ہوتی ہے" دوسرا شخص اس کے ارادوں پر خوفزدہ ہوا تھا۔

"بھاڑ میں گئی بائی، ہم ہر بار اسے مال لیجا کر دیں اور ہمیں کیا ملتا ہے؟ بھیک کے چند پیسے؟ اس لڑکی پر تیرے بھائی کا دل آگیا اسے تو ایسے ہرگز نہیں جانے دے سکتا" وہ شخص غصے سے بولا، باطشہ کا دل اس کی باتوں پر خوف سے ساکت ہو رہا تھا۔ پورا جسم ٹھنڈا برف ہو چکا تھا۔

"اچھا ٹھنڈ رکھ، اتنا مر کیوں رہا ہے۔ رکھ لے تو اسے مگر زیادہ بے صبر امت بن" دوسرا شخص شاید اس کے غصے سے واقف تھا تب ہی اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

وہ دونوں آگے چائے پینے کے لیے کہیں رکے جب باطشہ نے ہمت کرتے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہاں جانا ہے، کیسے جانا ہے بس وہ یہ جانتی تھی کہ اپنی عصمت بچانی ہے۔

وہ دونوں اس کے پیچھے بھاگے اور کچھ دور جاتے اسے راستے میں ہی قابو کر لیا، تب ہی کمال وہاں پہنچا اور اسے بچا لیا ورنہ شاید وہ اپنا سب کچھ کھو چکی ہوتی۔

"آپ ناں آتے تو شاید ہم ختم ہو جاتے" وہ مشکور سی بولی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا، شاید اللہ نے مجھے آپ کی مدد کے لیے وسیلہ بنایا تھا مگر باطشہ آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ کا کوئی گھر نہیں؟" کمال نے کچھ تجسس سے پوچھا۔

"ہمارے بابا لڑکیوں کی پڑھائی کو پسند نہیں کرتے تھے، ہمیں ہمارے بھائی نے بڑی مشکل سے اجازت دلوائی تھی۔ ہم پورے دو دن گھر سے غائب رہے ہیں۔ بابا ہمیں کبھی قبول نہیں کریں گے۔ وہ جان لے لیں گے ہماری" وہ بہت زیادہ خوفزدہ تھی۔

"آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں؟ باپ تو باپ ہی ہوتا ہے۔ بیٹی پر مشکل آئے تو باپ سب سے پہلا سائبان بنتا ہے پھر آپ کی تو کوئی غلطی بھی نہیں" کمال نے اسے سمجھانا چاہا۔

"یہ بات ہم جانتے ہیں، آپ مانتے ہیں مگر وہ لوگ نہیں مانیں گے، ہمارے خاندان والے اور برادری والے ہمارے بابا کو جیتے جی مار ڈالیں گے۔ خودکشی حرام ناں ہوتی تو اب تک ہم اس زندگی سے جان چھڑا لیتے" وہ شاید نہیں یقیناً بہت چھوٹے دل کی تھی تب ہی بار بار رونے لگتی۔

"تو اب آپ کیا کریں گی؟ کہاں جائیں گی آپ؟ آپ بھی جانتی ہیں کہ اس شخص جیسے لوگ آپ کو ہر جگہ ملیں گے" کمال نے تلخی سے کہا۔

"آپ ہمیں کسی فاؤنڈیشن یا دارلامان میں چھوڑ دیں، آپ کی بہت مہربانی ہو گی" وہ اپنے آنسو پونچھتے آہستہ سے بولی۔ کمال خان نے ایک نگاہ اس کے جھکے سر پر ڈالی اور گاڑی آگے بڑھا گئے۔

@@@@@@@@@@

"دادا اس چھوکری اور ایس پی کے بارے میں خبر ملی ہے" شکیل مٹھن اپنے اڈے پر موجود تھا جب اس کا رائٹ ہینڈ بلو اس کے پاس آیا۔

"کیا خبر ہے بول؟" شکیل مٹھن کا سگریٹ سلگاتا ہاتھ رکا تھا، وہ سختی سے سر اٹھائے بولا۔

"اس ایس پی کا تبادلہ لاہور ہو گیا ہے اور وہ کچھ دنوں میں یہاں پہنچنے والا ہے اس چھوکری کو لے کر" بلو کی خبر نے شکیل مٹھن کے ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ دوڑا دی۔

"لاہور پہنچتے ہی ایس پی پر نظر رکھنا، اپن کو ہر صورت وہ چھوکری چاہیے اور ساتھ اس ایس پی کا اترا ہوا سر" شکیل مٹھن کے لہجے میں عادل کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔

"دادار سیلی بائی کو اس بارے میں بتادوں؟" بلو نے رسیلی بائی کے بارے میں پوچھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کا کام یہیں تک تھا۔ اپن اپنے دشمن کو خود دیکھ لے گا، اس عورت کو سوائے باتوں کے کچھ نہیں آتا" شکیل مٹھن سرد انداز میں بولا۔۔

"اور داداوہ پرانے کیس کا کیا کرنا ہے؟ انسپکٹر بہت شور مچا رہا ہے" بلو نے کسی پرانے کیس پر توجہ دلائی۔

"انسپکٹر کے منہ میں پیسہ نہیں ٹھونسا تو نے؟" اس نے سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"اب تک اس کی اوقات سے زیادہ اسے دے چکا ہوں مگر اس کے لالچ کا گھڑا نہیں بھرتا" بلو بیزاری سے بڑبڑایا۔

"اگر گھڑا بھر نہیں رہا تو توڑ ڈالو" شکیل مٹھن ذو معنی انداز میں بولا تو بلو کے ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ چھا گئی۔

"کام ہو جائے گا دادا" سر ہلاتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"تجھے اپن سے کوئی نہیں بچا سکتا ایس پی" شکیل مٹھن سگریٹ کا کش لیتے بڑبڑایا۔

کون کس کے قبضے میں آنے والا تھا یہ تو وقت کو طے کرنا تھا۔ اچھائی کا برائی سے بڑا دھماکے دار سامنا ہونے والا تھا۔ کھیل کی ابتداء ہو چکی تھی۔

@@@@@@@@@@

"چاچا نایاب کہاں ہیں؟" صبح ذوہان اٹھ کر روم سے نکلا تو نایاب کے کمرے کی جانب بڑھا، رات کو وہ غصے سے روم لاک کر کے سو گئی تھی، ذوہان نے دو تین بار ٹرائے کیا مگر ناکام رہا۔ سو اب صبح صبح اس کے کمرے میں پہنچا مگر کمرہ خالی تھا۔

وہ حیران سا نیچے آیا مگر پورے گھر میں نایاب کہیں نہیں تھی تب ہی وہ باہر نکل آیا جہاں صرف اس کی گاڑی موجود تھی، دوسری گاڑی وہاں نہیں تھی اس نے گارڈ سے پوچھا۔

"صاحب نایاب بے بی تو ڈرائیور کے ساتھ کالج چلی گئیں" گارڈ کے بتانے پر وہ چونکا۔ اپنی واچ میں وقت دیکھا تو کالج لگنے میں آدھا گھنٹا بچا تھا۔

وہ گہرا سانس بھر کر واپس آیا اور تیار ہونے روم میں چل دیا۔ دوسری طرف نایاب کا موڈ کل سے سخت خراب تھا۔ اسے رہ رہ کر ذوہان پر غصہ آرہا تھا۔ وہ سوچ چکی تھی اسے کیا کرنا ہے۔

صبح بھی وہ اس کے اٹھنے سے پہلے ڈرائیور کے ساتھ کالج آگئی، اس نے فون کر کے علیزے اور انس کو بھی جلدی بلا لیا تھا اور اب ذوہان کو پریشان کر کے تینوں کیفے میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

"یار تم دونوں میاں بیوی نے ہماری فری میں پریڈ کروا رکھی ہے، اتنی نیند آرہی تھی مجھے" انس کا بس نہیں چل رہا تھا وہیں لیٹ کر سو جاتا۔

"سست انسان تمہیں کوئی اور کام ہے سونے کے علاوہ؟"علیزے نے اسے گھورا۔

"نہیں، کوئی مسئلہ ؟"منہ بسور کر اسے دیکھتے کہا تو وہ گھور کر رہ گیا۔

"تم بتاؤ نا یاب کل ذوہان سر نے تمہیں ڈانٹا تو نہیں تھا؟"علیزے نے اس سے پوچھا تو وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"نام مت لو ذو کا" اسے شدید غصہ آرہا تھا۔

"ارے یہ ذو کی دیوانی کو آج ذو پر اتنا غصہ خدا خیر کرے"علیزے تو حیران پریشان رہ گئی بدلے میں اس نے انہیں ساری بات بتائی۔

"یار قسم سے عجیب ہی بندہ رکھا ہوا ہے تم نے، ہمیں تو ایسے غصہ دیکھا کر گئے تھے جیسے نا جانے کتنی محبت کرتے ہوں اور ابھی غصے میں اظہارِ محبت کر دیں گے "علیزے کا دل چاہ رہا تھا ذوہان کا کچھ کر دے۔

"اتنے اچھے نہیں ہیں، اظہار کے معاملے میں کنجوسی کی انتہا پر ہیں ذو"نایاب گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"تمہارے بندے کے حالات دیکھ کر اب صرف ایک ہی اوپشن ہے" اچانک سیدھا ہو کر بیٹھتے انس بولا۔

"کیا؟" دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"جو وہ چاہتے ہیں وہ مان لو" انس اتنے آرام سے کہہ رہا تھا جیسے معمولی بات ہو جبکہ نایاب کو اس کی دماغ حالت پر شبہ ہونے لگا۔

"کیا کہنے چاہ رہے ہو تم؟"علیزے نے ماتھے پر بل لیے پوچھا۔

"یہی کہ تم اپنے لیے کسی اور کو چن لو، انہیں بتاؤ کہ ان کے ہونے یا ناں ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا" انس کا لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔

"ایکچولی ناٹ آبیڈ آئیڈیا" اس کی کمینگی سمجھتے علیزے بھی مسکرا کر بولی۔ نایاب حیرت سے ان دونوں کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"دماغ سیٹ ہے تم دونوں کا؟ وہ پہلے ہی مجھ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں اس پر تم دونوں بھی مجھے ایسے مشورے دے رہے ہو" نایاب روہانسی ہوئی۔

"دیکھو نایاب، تم جتنا ان کے پیچھے گھومو گی وہ اتنا تم سے دور بھاگنے کی کوشش کریں گے سو اب تم ان سے دور جاؤ پھر دیکھو کیا ہوتا۔ اگر وہ تم سے محبت کرتے ہیں تو کبھی تمہیں خود سے دور جانے نہیں دیں گے اور اگر نہیں کرتے تو تمہارے لیے آگے بڑھ جانا ہی بہتر ہے" علیزے نے مخلصانہ مشورہ دیا۔

"کیا کرنا ہو گا مجھے؟" نایاب نے پوچھا تو وہ دونوں اسے چھوٹی چھوٹی ٹپس دینے لگے۔

ذوہان جو اسے کلاس میں ناں پا کر کیفے کی طرف آیا تھا دور سے انہیں باتیں کرتا دیکھ مٹھیاں بھینچ گیا۔ علیزے اسی وقت ہی کاونٹر کی طرف گئی تھی پیچھے صرف نایاب اور انس موجود تھے۔وہ غصے سے انہی قدموں پر واپس لوٹ گیا۔

@@@@@@@@@

"یہ فلیٹ کس کا ہے؟"وہ دونوں لاہور پہنچ چکے تھے اور عادل اسے لیے ایک فلیٹ میں آیا تھا۔

"یہ اسامہ کا ہے،وہ یہاں کالج کے دنوں میں رہتا تھا اب تو ہوسپٹل کے قریب فلیٹ لے رکھا ہے اس نے سو یہ خالی پڑا تھا"سامان اندر لاتے عادل نے بتایا تو وہ سر ہلا گئی۔

"عادی یہاں تو ایک ہی کمرہ ہے" وہ چھوٹا سا ہی فلیٹ تھا جہاں ایک کمرہ تھا، ایک سٹڈی روم، چھوٹا سا کچن اور سامنے چھوٹا سا لاونج تھا۔

"تو کیا ہوا؟" وہ کمرے کو دیکھ کر فکر مند سی بولی تو عادل نے آئی برو اچکاتے اسے دیکھا۔

"مطلب ہ۔۔۔ ہم دونوں ایک روم میں کیسے؟" حویلی میں تو مجبوراً انہیں چند دن ایک کمرے میں رہنا پڑا تھا وہ بھی عادل کاموں میں مصروف روم میں تب آتا جب وہ سو چکی ہوتی مگر اب ایسے ایک روم میں رہنا اسے عجیب لگ رہا تھا۔

"میں کون ہوں حور؟" عادل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"عادل" معصومیت سے جواب دیا تو عادل کا ساکت دل ایک پل کو دھڑکا۔

"میں آپ کا کیا ہوں مسز عادل جمال؟" عادل چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے اس کے مقابل آرکا۔

"ش۔۔شوہر" وہ نظریں جھکائے آہستہ سے بولی۔

"جی بلکل، شوہر ہوں میں آپ کا کوئی غیر نہیں جس کے ساتھ ایک روم میں رہنے پر آپ اتنا سوچ رہی ہیں" اس کا چہرہ ٹھوڑی کی مدد سے اوپر اٹھاتے کہا۔

"ہ۔۔ہمارا وہ مطلب نہیں تھا، ہم تو بس" اسے سمجھ نہیں آیا کیا صفائی پیش کرے۔

"کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔بس یہ یاد رکھیں کہ آپ میری بیوی ہیں۔میں آپ پر اور آپ مجھ پر پورا حق رکھتی ہیں۔اپنے یا میرے ماضی کو یاد کر کے دماغ میں کوئی بھی الٹا خیال لانے کی ضرورت نہیں ہے، اوکے؟" عادل نے سمجھایا تص وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"چلیں اب جائیں شاباش، کپڑے کبرڈ میں سیٹ کر لیں میں ایک کال کر کے آتا ہوں" اس کی گال تھپتپھاتے کہہ کر وہ ایک جانب بڑھ گیا۔

حور اس کی پشت پر ایک نگاہ ڈالتی کمرے میں چلی گئی جبکہ عادل کو کامران کو کال کرنا تھی۔

"بولو کامران؟ کیس میں کوئی پیش رفت ہوئی؟ شکیل مٹھن یا رسیلی بائی کی جانب سے تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی؟" عادل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں سر، فلحال تو رسیلی بائی خاموش ہے اور اس کے آدمی شہر بھر میں آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں جبکہ شکیل مٹھن کی سمت سے خاموشی بتا رہی ہے کہ وہ آپ کی لاہور آمد سے بے خبر نہیں ہے۔ وہ ضرور کوئی بڑی چال چلنے کی تیاری کر رہا ہے" کامران نے اسے پوری صورتحال سے آگاہ کیا۔

"ہمم، تم رسیلی بائی پر نظر رکھو، جو نئی لڑکیاں کوٹھے پر لائی جائیں انہیں بازیاب کروانے کی کوشش کرو۔ شکیل مٹھن کو میں دیکھ لوں گا" عادل پُرسوچ انداز میں بولا۔

"سر آپ کو اور بھابھی کو شکیل مٹھن کی جانب سے بہت محتاط رہنا ہو گا، وہ آپ دونوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش ضرور کرے گا" وہ دونوں ہی شکیل مٹھن کے کالے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھے۔

"فکر مت کرو، ایک بار شکیل مٹھن میرے ہاتھ لگ جائے، اس کا وہ حال کروں گا کہ اپنے ہونے پر افسوس کرے گا" عادل زہر خند لہجے میں بڑبڑایا۔

"اگر تمہاری طرف کوئی بھی گڑبڑ ہو تو مجھے فوراً اطلاع کرنا اور اپنے ارد گرد نظر رکھنا۔ رسیلی بائی تمہاری شکل سے واقف ہے سو کچھ بھی ہو سکتا ہے" چند ایک باتوں کے بعد وہ فون بند کر گیا۔

"حور میں تھانے جا رہا ہوں، پریشان مت ہوئیے گا" وہ حور کو اطلاع دیتے باہر نکل گیا۔ دروازہ اس نے باہر سے لاک کر دیا تھا۔ اب وہ حور کو لے کر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

نیا تھانہ ہونے کی وجہ سے سارے معاملات سمجھنے میں خاصا وقت بیت گیا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا جو گیارہ بجا رہی تھی۔ حور کے لیے فکر مند ہوتے وہ واپسی کے لیے نکل گیا۔

دروازہ کھولتے اندر آیا تو اندھیرے اور خاموشی نے استقبال کیا۔ کمرے میں جھانکا تو حور بیڈ پر لیٹی سو رہی تھی۔ وہ بھوک محسوس کرتے کچن کی سمت آیا۔ کچن میں ریک پر برتن ڈھک کر رکھا تھا۔ اس نے اٹھایا تو اس میں سینڈوچ رکھے تھے۔

وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔ اس کے ایک بار سیکھانے پر ہی حور نے سینڈوچز بنا لیے تھے۔ ایک جانب پلیٹ اور گلاس رکھا تھا جس میں کیچپ لگی تھی مطلب وہ خود کھا چکی تھی۔ اسے تسلی ہوئی، سینڈوچ اور کوک سے لطف اندوز ہوتے وہ روم میں آ گیا۔

فریش ہو کر لوز سی ٹی شرٹ اور ٹراوزر پہنتے وہ اپنی جانب جا کر لیٹ گیا۔ حور کی جانب رخ کیا جو اسی جانب چہرہ کیے لیٹی تھی۔

اس کے دراز سلکی بال کچھ آگے اور کچھ تکیے پر بکھرے تھے۔ لمبی سیاہ پلکوں کی جھالر نیند میں ڈوبی آنکھوں کا پہرہ دے رہی تھی۔ اس کی ناک میں چمکتی نوز پن دلربا لگ رہی تھی۔ اور وہ قاتلانہ لب ہلکے سے کھلے تھے، اس کی بھاری سانسیں سنتا عادل یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

یوں جیسے وہ کوئی جادوئی شے ہو جس پر سے نگاہیں ہٹانا عادل جمال کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ عادل کا ہاتھ بے ساختہ اس کی پلکوں کی سمت بڑھا۔ انگلی کی پور سے اس کی پلکوں کو چھوا۔

دل نے مچل کر مزید جسارتوں پر آمادہ کیا تھا۔ اس کا ہاتھ بے ساختہ ان گلابی نرم گالوں کی سمت بڑھا، انگوٹھے کی مدد سے اس نے حور کے گال سہلاتے جب وہ نیند میں کسمسائی۔

عادل جانتا تھا وہ نیند کی پکی ہے تب ہی ہاتھ ہٹانے کا تکلف نہیں کیا تھا، حور نیند میں اس کا وہی ہاتھ تھام کر چہرے کے نیچے رکھ گئی۔ عادل اس کی حرکت پر بے ساختہ مسکرا دیا۔

اس کا دل عجیب سے سکون سے بھر رہا تھا، عادل آہستہ سے آگے کی سمت جھکا اور اس کے ماتھے پر دھیرے سے لب رکھ گیا۔ چند پل اس کے قریب سانسیں بھرتے وہ اپنی جگہ ہوا اور آنکھیں موند گیا۔ محبت جیسے ارد گرد رقصاں کناں ہوئی تھی۔

@@@@@@@@

"گھر آ گیا ہے" سومیہ اور اسامہ بھی شام تک لاہور پہنچ گئے تھے۔ سومیہ نے سارے راستے اس سے کلام کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ناں ہی اسامہ نے اسے چھیڑنا مناسب سمجھا۔ گھر کے سامنے گاڑی رکی تو اسے خیالوں میں گم دیکھ اسامہ کو پکارنا پڑا۔

"نظر آ رہا ہے مجھے" سنجیدگی سے کہتے وہ گاڑی سے اتری۔ اسامہ گہرا سانس بھرتا خود بھی اترا اور گاڑی سے سامان نکالا۔

"وہ سامنے ہمارا کمرہ ہے۔ آپ جا کر دیکھ لیں میں کھانے کو کچھ لاتا ہوں" اسامہ سامنے کی سمت اشارہ کرتے بولا۔

"مجھے تمہارے ساتھ ایک کمرے میں نہیں رہنا، دوسرا کمرہ ان لاک کرو" بنا اس کی جانب دیکھے بے لچک لہجے میں حکم صادر کیا۔

"اور آپ کو یہ کیوں کر لگا مسز اسامہ کمال کے میں آپ کو الگ کمرے والا تماشہ لگانے کی اجازت دوں گا؟" اسامہ دو قدم اس کے قریب ہوا اور سرد انداز میں پوچھا۔

"تم سے اجازت مانگ کون رہا ہے؟ میں الگ کمرے میں رہوں گی ورنہ مجھے واپس کوئٹہ بھیجوا دو" سومیہ بھی ڈھٹائی سے بولی۔

"ناں ہی آپ کو ئٹہ واپس جائیں گی اور ناں ہی الگ روم میں رہیں گی۔ میں آپ کی بد تمیزیاں برداشت کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ آپ جو چاہیں گی کرتی رہیں گی۔ میری برداشت کو مت آزمائیں سمی ورنہ" اسامہ اسے بازو سے تھام کر خود سے بے تحاشہ قریب کر گیا۔

"ورنہ کیا کرو گے تم؟ ابھی کچھ اور بھی باقی ہے؟ ایک ہی بار بتا دو کتنے روپ ہیں تمہارے، بار بار یہ سب ناجانے میں دیکھوں سکوں گی یا نہیں" سومیہ دکھتی بازو کو نظر انداز کرتی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

"میرے روپ دیکھنے کے لیے ساری زندگی پڑی ہے جانِ اسامہ، اتنی بھی کیا جلدی ہے ہاں مگر اگر آپ اپنی ضد سے بعض ناں آئیں تو آپ کی خود سے دور جانے کی ساری راہیں مسدود کر دوں گا۔" اچانک ہی وہ لہجہ بدل گیا۔ انداز میں ذومعنیت تھی۔

"ک۔۔۔ کیا کرو گے تم" وہ اب بھی اس کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔

"آپ کو اتنا قریب کرلوں گا کہ ہر سمت میں ہی میں بچوں گا۔ آپ سانس بھی لیں گی تو آپ کو اسامہ کی سانسیں محسوس ہوں گی۔ آپ شاید بھول رہی ہیں میں وہی اسامہ ہوں جو سومیہ جمال سے شدتوں کی آخری حد تک محبت کرتا ہے" وہ باتوں سے ہی اس کی جان نکال رہا تھا۔

"چ۔۔۔ چھوڑو مجھے اسامہ" اچانک ہی سومیہ کو خود کی اس سے نزدیکی کا احساس ہوا تھا۔ وہ اسے بے تحاشہ قریب کیے ہوئے تھا۔

"پہلے بتائیں کس کمرے میں رہنا چاہتی ہیں آپ؟" اسامہ نے دوبارہ سوال کیا۔

"ج۔۔۔۔ جس میں تم کہو گے" وہ بس کسی طرح اس سے دور ہونا چاہتی تھی جو پل پل اسے خود سے قریب تر کرتا جا رہا تھا۔

"گڈ گرل، چلیں اب روم میں جائیں، میں ہو سپٹل جا رہا ہوں" اس کی گال تھپتھپاتے بولا تو وہ جھٹ سے کمرے میں غائب ہوئی تھی، اسامہ اس کی پھرتی دیکھ مسکرا دیا۔

"السلام علیکم ڈاکٹر ذوہان" ہوسپٹل پہنچ کر اسامہ سیدھا ذوہان کے کیبن میں آیا تھا۔

"وعلیکم السلام، آ گئے تم؟" ذوہان اسے دیکھ کر اپنی کرسی سے اٹھا اور سنجیدگی سے بولا۔

"ہمم" اسامہ نے گہرا سانس لیتے ہنکارا بھرا۔

"بھابھی کہاں ہیں؟" ذوہان بیٹھا تو اسامہ بھی سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"وہ فلیٹ میں ہیں" اسامہ آہستہ سے بولا۔

"سب ٹھیک ہے ناں؟ انہوں نے زیادہ اشو تو نہیں بنایا یہاں آنے پر؟" ذوہان جانتا تھا سومیہ اس وقت کس حالت میں ہو گی۔

"میں نے یہ محاذ بابا کے سپرد کیا تھا ہاں مگر مجھ پر گولہ باری تو خوب کی ہے زوجہ محترمہ نے" مسکین صورت بنائے بولا تو ذوہان بھی اپنی حالت بھولتا مسکرا دیا۔

"فکر مت کرو وہ ٹھیک ہو جائیں گی، بس تم صبر سے کام لینا" ذوہان نے تسلی دی تو وہ سر اثبات میں ہلا دیا۔

"تم بتاؤ تم بھی کچھ الجھے سے لگ رہے ہو" اسامہ نے اس کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔

"کچھ نہیں یار، میری زندگی ہی الجھی پڑی ہے" ذوہان نفی میں سر ہلا گیا۔

"کیا ہوا ہے؟ نایاب بھابھی سے کوئی بات ہوئی؟" اسامہ جانتا تھا اس کی حالت ایسی ہے تو لازمی بات نایاب سے جڑی تھی۔

"چھوڑ یار آج کل ہم دونوں یاروں کے ستارے گردش میں ہیں" ذوہان جانتا تھا وہ پہلے سے اتنی مشکلوں میں گھرا ہے سو مزید اسے بتانا سہی نہیں تھا۔ اسامہ نے بھی زیادہ کریدنا مناسب نہیں سمجھا۔

"چلو تم اپنے پیشینٹس دیکھو میں چلتا ہوں" اسامہ دروازہ ناک ہونے کی آواز سنتا اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ ذوہان آنے والے مریض کی سمت متوجہ ہوا۔

@@@@@@@@

کمال خان باطشہ کو اپنے گھر لے آیا، وہ دو بھائی تھے جن کے والد حیات نہیں تھے۔ اس کے بڑے بھائی جمال خان کا ایک ہی بیٹا تھا عادل جمال۔ اس نے نا جانے اپنی ماں کو کیا بتایا مگر انہوں نے باطشہ کو اپنی بیٹی مان لیا۔

"ہمیں آپ سے بات کرنی ہے" کمال خان آفس جانے کی تیاری کر رہا تھا جب باطشہ ان کے پاس آئی۔

"جی بولیں؟"کمال نے اسے دیکھا جس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور سلیقے سے خود کو بڑی سی چادر میں چھپا رکھا تھا۔

"آپ ہمیں یہاں کیوں لے آئے؟ہم کسی بھی دارالامان میں رہ لیتے اس طرح آپ کے گھر رہنا اچھا نہیں لگ رہا"باطشہ نظریں جھکائے بولی تو کمال نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا۔

"میں خود بھی نہیں جانتا میں نے ایسا کیوں کیا،مجھے صرف یہ علم ہے کہ میں آپ کو لاوارث نہیں چھوڑ سکتا تھا کیونکہ ایسا کرنے پر ناں میرا دل آمادہ تھا ناں ہی ضمیر"کمال خود اپنے بدلتے جذبات پر پریشان تھا جو باطشہ کو لے کر تیزی سے بدل رہے تھے۔

"ج۔۔۔جی؟"اس کے الفاظ پر باطشہ نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں،آپ بتائیں آپ یہاں کیوں نہیں رہنا چاہتیں؟"کمال سر جھٹک کر رہ گیا پھر اس سے پوچھا تو وہ کچھ جھجھکی۔

"ہمارا اس گھر کے مکینوں سے کوئی خونی رشتہ نہیں ہے، ہم ایسی لڑکی ہیں جن کے گھر والوں کا یہاں کسی کو علم نہیں۔ ایسے میں اگر کسی کو ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا تو کیا جواز پیش کریں گے آپ لوگ؟" وہ عمر میں اتنی بڑی ہرگز نہیں تھی جتنی گہری سوچیں رکھتی تھی۔

"ہمم، آپ کو صرف یہی پریشانی ہے کہ ہم لوگ کسی کو آپ کی یہاں موجودگی کی جسٹیفیکیشن نہیں دے سکتے رائٹ؟" کمال نے ایک بار پھر پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"تو اگر ہم آپ کو کسی مضبوط رشتے میں باندھ کر یہاں رکھ لیں جس کے بعد کسی کی ہمت ناں ہو آپ کے متعلق سوال کرنے کی تو؟" کمال کے اچانک سوال پر وہ گڑبڑائی، جو وہ کہہ رہا تھا اس کا معنی بہت واضح تھا۔

"م۔۔۔ مطلب؟" اسے لگا شاید اس وہ خوش فہم ہو رہی ہے تب ہی دوبارہ پوچھا۔

"مجھ سے شادی کریں گی باطشہ نور؟" کمال کے ڈائریکٹ سوال پر وہ کتنے ہی پل کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی۔

"ا۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ایسا کیسے ممکن ہے؟ ہم آپ کے قابل نہیں ہیں" باطشہ کو اس کی دماغی حالت پر شعبہ ہوا۔

"اور کیوں قابل نہیں ہیں آپ میرے؟" کمال نے سینے پر بازو باندھتے پوچھا۔

"ایک گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی، جس کے ماں باپ تک اسے مردہ مان چکے ہوں گے آپ اسے اپنی عزت بنانا چاہتے ہیں؟" باطشہ تلخ ہوئی۔

"ہاں، کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ ہوا اس میں اس لڑکی کی کوئی غلطی نہیں ہے، وہ لڑکی معصوم ہے، پاکیزہ ہے اور اس بات کی گواہی میرا دل دیتا ہے" کمال خان اس کے دلکش چہرے کو نگاہوں کی زد میں لیے بولے تو باطشہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"آپ کو کبھی اپنے فیصلے پر افسوس تو نہیں ہو گا ناں؟" قسمت اس پر مہربان ہو رہی تھی تو وہ کیسے اپنے ہاتھوں اپنی خوش بختی کو ختم کر دیتی۔

"ہر گز نہیں، جب تک آپ ساتھ ہوں گی تب تک مجھے اپنے فیصلے پر ہمیشہ رشک ہی آئے گا" کمال خان اسے قول دے رہے تھے جبکہ باطشہ خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

اگلے کچھ دنوں میں کمال خان کی ضد پر سادگی سے ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔ باطشہ نور مسز کمال خان بن کر اس کے کمرے میں آچکی تھی۔ کمال خان اپنی پہلی محبت کو اپنی ہمسفر بنا دیکھ بے تحاشہ خوش تھے۔

بظاہر سب کچھ ٹھیک تھا۔ ان کا گھر محبتوں کا گہوارہ تھا مگر کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ اصل طوفان آنا ابھی باقی تھا۔

@@@@@@@

"نایاب، بات سنیں میری" ذوہان کو ہوسپٹل سے واپس لوٹتے کافی دیر ہو گئی تھی۔ نایاب فکر مند سی اس کا انتظار کرنے سے خود کو روک ناں سکی مگر جب وہ گھر پہنچا تو یوں ظاہر کرنے لگی جیسے پانی پینے آئی تھی۔ ذوہان نے اسے پکارا مگر وہ تیزی سے اوپر بڑھنے لگی مگر ذوہان جلدی سے اس کی کلائی تھام گیا۔

"کیا چاہتی ہیں آپ؟" ذوہان نے ماتھے پر بل لیے پوچھا۔

"میں نے کچھ کہا؟" نایاب سنجیدہ چہرے کے ساتھ سوالیہ انداز میں بولی۔

"اگنور کیوں کر رہی ہیں مجھے؟" ذوہان شدید فکر مند تھا، اس نے ساری زندگی اس کی جانب سے محبت پائی تھی تو اب کیسے یہ سب برداشت کرتا۔

"کیونکہ مجھے سمجھ آگیا ہے" اس سے اپنی کلائی چھراتے وہ سنجیدگی سے بولی تو ذوہان چونکا۔

"کیا؟"

"یہی کہ یو واز رائٹ، یہ رشتہ جو ہم دونوں کے درمیان ہے اس کا کوئی مطلب نہیں ہے" نایاب کی اجنبی آنکھیں ذوہان کو تکلیف دہ کر رہی تھیں۔

"ک۔۔۔ کہنا کیا چاہتی ہیں آپ؟" ذوہان کو شدید جھٹکا لگا تھا۔

"آپ ہی تو کہتے ہمارا یہ رشتہ بلکل بے جوڑ ہے، آپ مجھ سے عمر میں کئی سال بڑے ہیں اور یہ کے میرے لیے میری عمر کا کوئی شخص بہتر ہو گا" نایاب نے اسی کی کہی باتیں دہرائیں تو ذوہان کو نا جانے کیوں یہ باتیں شدید زہر لگیں۔

"تو میں نے سوچا سہی ہی تو کہتے ہیں آپ، مجھے اپنی عمر کا کوئی شخص ہی ڈھونڈھنا چاہیے "نایاب نے اس کا دھواں دھواں ہوتا چہرہ پوری شدت سے اگنور کیا تھا۔

"تو آپ کو بھی لگنے لگا ہے کہ یہ رشتہ بوجھ ہے آپ پر؟"ذوہان نے کس دل سے پوچھا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"بوجھ ناں بھی ہو تو بے جوڑ ضرور ہے۔ اور بے جوڑ چیزوں کو جلد دور کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔"نایاب نے نظریں پھیریں تو ذوہان کو لگا اس کی بینائی جانے لگی ہو۔

"آپ اپنے فیصلوں میں آزاد ہیں، اپنے لیے کوئی بہتر لڑکی ڈھونڈ لیں، میں نہیں چاہتی میرے بعد آپ تنہا رہ جائیں پھر جب مجھے میرا پارٹنر مل جائے گا تو میں آپ کو بتا دوں گی"وہ لڑکی جو بولتے ہوئے بھی ہچکچاتی تھی آج اس کے سامنے کھڑی اسے بے زبان بنا گئی تھی۔

"ک۔۔۔کیا آپ کو کوئی ایسا مل گیا ہے جس نے آپ کو یہ سب ماننے اور کہنے پر مجبور کیا ہے؟" ذوہان کو اپنی آواز گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"کچھ ایسا ہی سمجھ لیں" نایاب آج پتھر بن گئی تھی تب ہی سر ہلاتے بولی، ذوہان مزید کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا تب ہی خاموش کھڑا رہ گیا جبکہ نایاب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ذوہان کتنی دیر وہاں کھڑا رہا اسے خود بھی علم نہیں تھا، جب ٹانگوں نے مزید بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا تو وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اوپر کمرے میں آ گیا۔

اس نے ساری زندگی خود کو یہی سب تو باور کروایا تھا، نایاب اس سے چھوٹی ہے، کسی اور کے سپرد کرنا تھا اسے پھر اب ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دل ویران اور بنجر ہو گیا ہو۔

دل چاہ رہا تھا چیخ چیخ کر پوری دنیا ہلا دے، اس وجہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے جو نایاب کو اس سے دور کر رہی تھی۔ اس کا بس چلتا تو انس کو زندہ زمین میں گاڑھ دیتا جو نایاب کی زندگی میں آ گیا تھا۔

ناجانے کتنی دیر وہ کمرے میں ٹہلتا اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر بے سود تب ہی اپنے کمرے سے نکل کر نایاب کے کمرے کی طرف آ گیا۔

بنا کوئی آواز کیے وہ اس کے سر کے قریب بیٹھ گیا جو چہرے پر زمانے بھر کی معصومیت لیے سو رہی تھی، ذوہان کا دل چاہ رہا تھا اسے خود میں چھپا کر اس دنیا سے بہت دور چلا جائے۔ کسی ایسی جگہ جہاں نایاب کو کوئی دوسرا دیکھ تک ناں سکے۔

"آپ کے بنا جینے کا تصور بھی نہیں ہے ذوہان یوسف کے پاس نایاب، میں نہیں جی سکتا آپ کے بنا" اس کے دل نے دہائی دی مگر وہ بنا کسی حرکت کے ساکت و جامد بیٹھا تھا۔

"مگر خود کو آپ پر تھوپوں گا بھی نہیں۔ آپ جس کو چاہیں گی آپ کو وہی ملے گا پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو" ذوہان اب بھی اپنی غلطی نہیں سمجھا تھا۔

"آپ کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے ذوہان یوسف کے لیے، اس خوشی کی خاطر مجھے خود کو فنا بھی کرنا پڑا تو ایک پل کو نہیں جھجھکوں گا" وہ دونوں ہی بے وقوف تھے، نایاب اسے اپنی محبت سمجھا نہیں پا رہی تھی اور ذوہان اسے سمجھنا نہیں چاہتا تھا، نا جانے کیا ہونے والا تھا ان کا۔

@@@@@@@

رات کو جلدی سونے کی وجہ سے حور کی آنکھ بھی عادل سے پہلے کھل گئی تھی۔ خود پر بوجھ محسوس کرتے اس نے آنکھیں کھولیں تو چونکی، عادل کا مضبوط مردانہ بازو اسے حصارے ہوئے تھا جبکہ اس کا ایک ہاتھ حور نے تھام کر چہرے کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

حور کی نظر عادل کے چہرے پر پڑی جہاں سکون ہی سکون پھیلا تھا۔اس کی بڑی بڑی آنکھیں جو جب غصے سے دشمن پر اٹھتیں تو انہیں لرزا دیتیں اس وقت نیند میں ڈوبی تھیں۔اس کی مغرور ناک اس وقت بھی اٹھی ہوئی تھی۔ہونٹوں کے اوپر موجود ہلکی ہلکی مونچھیں اسے بہت خوبرو سی لک دیتی تھیں۔

حور بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی جا رہی تھی یہ وہ شخص تھا جس نے اسے غلاظت کی دلدل سے نکال کر ایک خوبصورت زندگی دی تھی۔ہاں وہ اس کی محبت نہیں تھی مگر اس کی بیوی تو تھی۔

یہ خیال آتے ہی اس کا دل احساسِ تفاخر سے بھر گیا۔ہاں محبت ناں ہونا اسے تکلیف زدہ کرتا تھا مگر جب یہ یاد آتا کہ جتنا وہ عادل کے قریب تھی یا ہو سکتی تھی اتنا اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا تو یہ خیال ہر احساس پر بھاری پڑ گیا تھا۔

"مجھ پر ریسرچ پوری ہو گئی ہو مسز عادل جمال تو نظریں ہٹا لیں" عادل کی آنکھ کب کھلی وہ جان نہیں سکی مگر اچانک اس کی لفظی گولا باری پر بری طرح سٹپٹائی۔

"و۔۔۔وہ۔۔۔۔ہم۔۔۔"جلدی سے اس کا حصار توڑتے سیدھی ہوئی،اس کی حالت پر عادل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیا کر رہی تھیں آپ؟"عادل نے چھیڑا تو وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"وہ آپ کے مچھر بیٹھا تھا ہم تو اسے دیکھ رہے تھے"بروقت بہانا بنایا جبکہ اس کے بہانے پر عادل کا قہقہ چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔

"سیریسلی حور؟کمرے میں پوری رات موسکیٹو ریفل چل رہا تھا اور یہاں مچھر تو دور مچھر کا خیال بھی نہیں ہے تو یہ میرے چہرے پر اتنا نایاب مچھر کہاں سے آ گیا جس کے دیدار سے میری زوجہ کا دل نہیں بھر رہا تھا"عادل کے جواب پر حور کو لگ رہا تھا وہ شرمندگی سے ہی پوری ہو جائے گی۔

"ہ۔۔۔ہمیں نماز پڑھنی ہے"وہ بھاگنے کے پر تولنے لگی جب عادل اس کی کلائی تھامتے اپنی جانب کھینچ گیا۔

"اتنا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مسز، آپ کی ملکیت ہوں آپ حق سمجھ کر جب چاہیں دیکھ سکتی ہیں" عادل گھمبیر لہجے میں بولا تو حور کی سانس تھمی تھی۔

"اور اس کے لیے آپ کو مچھر کا بہانا بنانے کی بھی ضرورت نہیں ہے" عادل نے چھیڑا تو وہ شرمندہ ہوتی جلدی سے واشروم کی سمت بھاگ گئی جبکہ کمرے میں عادل کا قہقہ گونجا تھا۔

وہ خود بھی اٹھ کر اپنے کپڑے نکالنے لگا، جب تک وہ چینجنگ روم سے باہر آیا حور نماز کی نیت باندھ چکی تھی۔ عادل نے اس سے کچھ آگے جائے نماز بچھاتے نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوتے وہ باہر نکل آیا جبکہ حور ابھی دعا مانگ رہی تھی۔

نماز سے فارغ ہو کر وہ باہر آئی جہاں عادل ناشتہ بنا رہا تھا۔ حور نے آگے بڑھتے اسے روکنا چاہا۔

"آ۔۔۔ آپ ہٹیں ہم بناتے ہیں ناشتہ" حور نے اس کے ہاتھوں سے باول اور انڈہ لینا چاہا۔

"سینڈوچ کے علاوہ کچھ بنانا آتا ہے؟" اس نے پوچھا تو حور شرمندگی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"تو پھر یہاں رک کر بس دیکھیں اور سیکھیں، آج میں آپ کو آملیٹ بنانا سیکھاتا ہوں" عادل کے کہنے پر وہ خاموشی سے سر ہلاتے اسے دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر میں وہ دونوں نا صرف ناشتہ بنا چکے تھے بلکہ کر بھی چکے تھے۔

"میں تھانے جا رہا ہوں حور، نئی جگہ ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے مجھے آج بھی دیر ہو جائے سو پریشان نہیں ہونا، آپ کی سیفٹی کی وجہ سے میں باہر سے لاک کر رہا ہوں، سامان سارا موجود ہے اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو لینڈ لائن سے کال کر لیجیے گا، نمبر وہاں ڈائری میں لکھا ہے" عادل تیار ہو کر آیا تو تفصیل سے اسے نصیحت کرتے دروازے کی طرف بڑھا۔

"جی ہم دھیان رکھیں گے" وہ سر جھکائے ادب سے بولی جبکہ عادل دروازے کے قریب رکتے اس کی جانب مڑا اور ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ اٹھاتے آہستہ سے اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"فی امان اللہ" آہستہ سے اس کے کان کے قریب جھک کر کہتا وہ باہر نکل گیا۔ حور تو پہلی بار اس کے لمس پر پتھر کا مجسمہ بن چکی تھی۔

"ف۔۔۔فی امان اللہ" آہستہ سے اس کے لب ہلے۔

@@@@@@@@

"اسامہ کمال، یہی سب حرکتیں کرنی ہیں تو مجھے واپس چھوڑ کر آؤ" اسامہ اتنے دنوں بعد ہوسپٹل گیا تھا وہاں مصروفیات کے درمیان وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا، وہ ساری رات ہوسپٹل میں رہا تھا۔

صبح جس وقت وہ گھر پہنچا سومیہ لاونج میں تھی، اسے دیکھتے ہی تلخی سے بولی، دراصل وہ کل ساری رات اس کے ناں آنے پر فکر مند رہی تھی، سارا وقت اس نے لاونج میں گزارا تھا۔

"کیا حرکت کر دی ہے اب میں نے؟ میں تو گھر ہی نہیں تھا کل" اسامہ ساری رات کا تھکا اس وقت شدید بیزار ہو رہا تھا اس پر نیند سے الگ برا حال تھا۔

"میں ملازمہ نہیں ہوں تمہاری جو تم مرضی سے ساری ساری رات گھر ناں آؤ اور میں انتظار میں بیٹھی رہوں" وہ چاہ کر بھی اپنا غصہ چھپا نہیں پا رہی تھی۔

"اوہ تو آپ میرا انتظار کر رہی تھیں؟ ارے یار ایسے بتاتیں ناں، ایک کال کر دیتیں بندہ ناچیز حاضر ہو جاتا" اس کی فکر نے اسامہ کی ساری بیزاری دور کر دی تھی تب ہی چہک کر بولا۔

"زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں صرف دروازہ کھولنے کی وجہ سے انتظار کر رہی تھی مگر تمہیں اپنی مصروفیات سے فرصت ملتی تو کچھ یاد رہتا" سومیہ نے خود کو کور کرنا چاہا۔

"آہاں تو مطلب اب سے مجھے روز وقت پر گھر آنا ہو گا کیونکہ اب ما بدولت کی زوجہ گھر پر دروازہ کھولنے کے لیے محوِ انتظار ہوا کریں گی" وہ مسخریوں سے بعض نہیں آ رہا تھا۔

"میری طرف سے تم بھاڑ میں چلے جاؤ مجھے پرواہ نہیں، میں پاگل تھی جو بول گئی" اس کی غیر سنجیدگی پر سومیہ غصے سے کہتی روم میں جانے کو تھی جب اسامہ اسے ایک ہی جست میں اپنے وجود کا حصہ بنا گیا۔

@@@@@@@@

"کیا کرتیں ہیں یار؟ ساری ساری رات میرا انتظار کرتی ہیں مگر جب سامنے آتا ہوں تو پھاڑ کھانے کو دوڑتی ہیں، آپ کا دل ہر وقت میرا نام لیتا ہے اور آپ ہیں کہ گالیاں دیتی ہیں؟"

"ارے واہ یہ تو شعر سا نہیں بن گیا؟" اسے قریب کیے خود ہی کہہ کر خود کو ہی داد دی۔

"نیند کیا دماغ کو چڑھ گئی ہے؟ کیا بکواس کر رہے ہو؟" سومیہ کو اس کے ڈراموں پر طیش آیا تھا۔

"یار قسم سے نیند دماغ کو چڑھی پڑی ہے، آپ کی گود میں سر رکھ کے سونے کی خواہش ہے، کیا دیوانے کی اس خواہش کا احترام کریں گی؟" اسامہ جانتا تھا وہ جتنا غصہ ہو گا وہ اتنا اسے غصہ دلائے گی سو وہ اسے اپنے انداز میں زچ کرنے لگا۔

"سرناں پھاڑ دوں میں دیوانے کا، میں تم سے کہہ رہی ہوں مجھے کوئٹہ بھیجو تمہیں اپنی بکواس کی پڑی ہے" سومیہ کو اس کا یہ لاپرواہ انداز غصہ دلا رہا تھا۔

"دیکھیں سومیہ، کوئٹہ جانے کے بارے میں تو آپ بھول ہی جائیں، ہم وہاں ضرور جائیں گے مگر تب جب مجھے چھٹیاں ہوں گی۔ بابا جان اور تایا جان سے ملنے چلے جائیں گے مگر رہنا اب آپ کو یہیں ہے اسی گھر میں" اسامہ لہجے کو نرم رکھتے ہوئے تحمل سے بولا۔

"زیادہ مجھ سے فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسامہ کمال، یوں ظاہر مت کرو جیسے کچھ ہوا ہی ناں ہو" سومیہ تلخی سے بولی۔

"کیا ہوا ہے؟ ہاں بتائیں، کیا کروں میں؟ کیسے ریکٹ کروں؟" اسامہ سنجیدگی سے اس سے دور ہوتا سینے پر دونوں بازو باندھ گیا۔

"تمہاری وجہ سے میری طلاق ہوئی ہے اسامہ، تمہاری وجہ سے میں سب کے سامنے ذلیل ہو کر رہ گئی، تمہاری وجہ سے دادی نے اپنی جان دے دی اور تم پوچھتے ہو کیا ہوا ہے" سومیہ اس کے نارمل انداز پر چیخی۔

"بس کریں سومی، دنیا کی پہلی عورت نہیں ہیں آپ جس کی طلاق ہوئی ہے، آپ دونوں ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے تھے سو طلاق ہو گئی یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ اپنے زمانے میں ایک لڑکی کے ایسے رشتے کو تو خود اللہ کے نبی نے ختم فرما دیا گیا۔ جہاں تک رہی لوگوں کی بات تو لوگوں نے ساری زندگی اس ان چاہے رشتے میں نہیں رہنا تھا، آپ نے رہنا تھا پھر وہ جو بھی کہیں آپ کیوں خود کو اذیت دیتی ہیں؟" اسامہ پھٹ پڑا تھا ورنہ وہ لڑکی خود کو اذیت دے دے کر ختم کر لیتی۔

"اور دادی نے کسی کی وجہ سے جان نہیں دی ان کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ کسی بھی انسان کی موت کسی دوسرے کی وجہ سے نہیں ہوتی سو می تب ہوتی ہے جب اس کی دنیا میں سانسیں پوری ہو جاتی ہیں" اسامہ اسے دونوں بازوں سے تھامتے جھنجھوڑ گیا۔

"تم اپنی غلطیاں چھپانے کو یہ سب کہہ سکتے ہو، مان سکتے ہو میں نہیں۔ اگر تم شعیب سے مل کر اسے مجھ سے بد گماں نہیں کرتے تو یہ سب نہیں ہوتا" سومیہ اس کے ہاتھ جھٹک گئی۔

"میں نے اسے بد گماں کیا ہے یا نہیں یہ میں نہیں جانتا ہاں آپ مجھ سے بد گماں ضرور ہو چکی ہیں سومیہ کمال" اسامہ سپاٹ انداز میں اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"مگر میں آپ کو صفائی نہیں دوں گا۔ آپ کو لگتا ہے یہ سب میری وجہ سے ہوا تو ٹھیک ہے، جو سمجھنا ہے سمجھیں آئی ڈیم کیئر" وہ بامشکل ضبط پائے کہتا جس راستے سے آیا تھا اسی سے نکلتا چلا گیا۔

@@@@@@@@@@

"نایاب ناشتہ کر لیں" نایاب تیار ہو کر کالج کے لیے نکل رہی تھی جب ذوہان کی آواز پر رکنا پڑا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے" سپاٹ انداز میں کہا۔

"بھوک ہے یا نہیں مگر میں آپ کو ناشتہ کیے بنا کالج جانے نہیں دوں گا، یہاں آئیں اور ناشتہ کریں" ذوہان کا انداز بھی مختلف نہیں تھا۔

"کس حق سے یہ رعب جما رہے ہیں مجھ پر؟" نایاب نے سوال کیا تو ذوہان لب بھینچ گیا۔

"اور کوئی حق ہو یا ناں ہو مگر اس وقت آپ کا سرپرست میں ہوں، میری ذمہ داری ہیں آپ۔ آپ کا خیال رکھنا مجھ پر لازم ہے" ذوہان کے سنجیدہ سے جواب پر نایاب کا دل چاہا اپنے سر میں کچھ دے مارے۔

"میں آپ کو اس فرض سے آزاد کرتی ہوں ذوہان صاحب، آپ کو میرا خیال رکھنے کی ضرورت نہیں ہے" سنجیدگی سے کہتی وہ آگے بڑھی جب ذوہان اس کی کلائی تھام گیا۔

"اپنی مرضی کا فیصلہ سنا تو چکی ہیں پھر اب یہ غصہ کس چیز کا ہے؟" ذوہان نے حیرت سے پوچھا تو نایاب کو مزید غصہ آیا۔

"سہی کہا آپ نے، میری مرضی سے ہی تو سب ہو رہا ہے۔ میں کیوں غصہ دکھاؤں گی" سختی سے کہتے اس کا ہاتھ ہٹاتی ناشتہ کرنے ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔ بڑے بڑے لقمے لیتے کھانا زہر مار کر رہی تھی، آنکھوں سے آنسو ٹوٹنے کو بے تاب ہو رہے تھے۔

"کیا کر رہی ہیں نایاب؟ آرام سے کھائیں" اسے پھندا لگا تو ذوہان تڑپ کر اس کے قریب آیا، اس کی کمر سہلاتے پانی پلایا جب وہ اس سے دور ہو گئی۔

"مجھے چھوئیں مت ذوہان صاحب، مت بھولیں میں کسی اور کی امانت ہوں اب" نایاب کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی اس کا دل جلانے میں۔

"کیا بکواس ہے یہ" یہ سوچ کر ہی کہ کوئی اس کی نایاب کو ہاتھ لگائے گا، چھوئے گا ذوہان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

"یہی سچ ہے، عادت ڈال لیں، جلد ہم الگ ہو جائیں گے تو آپ کا مجھے یوں چھونا حرام ہو جائے گا۔ پھر ناں یہ سب آپ کی بیوی کو اچھا لگے گا ناں ہی میرے ہونے والے شوہر کو" نایاب اسے اذیت دینے کی پوری تیاری میں تھی۔

"کوئی بیوی نہیں ہو گی میری" وہ کہنا چاہتا تھا ناں ہی تمہارا کوئی شوہر ہو گا مگر کہہ نہیں سکا۔

"کیوں؟ کیا ساری زندگی اس ذمے داری کے رشتے کا جوگ لینا چاہتے ہیں؟" نایاب نے پھر طنز کیا۔

"میں۔۔۔"

"خیر جو بھی کریں آپ کی زندگی ہے، اپنی مرضی کے مالک ہیں آپ۔ مجھے لیٹ ہو رہا ہے میں چلتی ہوں" ذوہان یوسف کی بے اعتنائی نے اس جیسی ڈرپوک سی لڑکی کو بھی مضبوط بنا دیا تھا۔

"نایاب۔۔۔" ذوہان نے اسے پکارا مگر وہ ان سنی کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"کیا ہوا نایاب تمہاری آنکھیں ریڈ کیوں ہیں؟" آنسو روکنے کے باعث نایاب کی آنکھوں میں سرخی اتر چکی تھی۔ کلاس میں پہنچی تو وہ دونوں اسی کے انتظار میں تھے۔

وہ علیزے کے گلے لگی جو روئی تو ان دونوں کو بھی پریشان کر دیا۔

"ہوا کیا ہے یار؟ کیوں ڈرا رہی ہو؟" انس نے فکر مندی سے پوچھا تو وہ ان دونوں کو ساری بات بتا گئی۔

"یار میں بتا رہا ہوں تیرا بندہ پٹ جائے گا کسی دن میرے ہاتھوں" انس کو شدید طیش آیا ذوہان پہ، وہ بے وقوف ناں اپنے جذبات سمجھتا تھا ناں نایاب کے۔

"جانے دو منحوس وائرس، ذوہان سر کا ایک مکا پڑ گیا ناں تمہیں تو دکھائی نہیں دینا تم نے کسی کو" علیزے نے اسے چھیڑا۔

"تم چپ کرو بھینس کہیں کی، تم فکر مت کرو نایاب اب میں ایسی آگ لگاؤں گا ذوہان یوسف کو کہ اگلی بار پورے کالج کے سامنے اظہارِ محبت ناں کرے تو نام بدل دینا میرا" انس نے دل پہ بات لے لی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہونے والا، ہم ہر بار نا جانے کیا کیا سوچتے ہیں مگر کچھ نہیں کر پاتے" وہ شدید مایوس ہو چکی تھی۔

"بہت ہو گیا آرام سے کام اب تو میں انہیں ہر گز معاف نہیں کروں گا۔ تم رونا بند کرو شاباش اچھی بہن ہو ناں میری" انس اس کا سر سہلا کر بولا تو وہ سر ہلا گئی، کلاس کے لیے آتے ذوہان نے یہ منظر جلتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"اٹینشن کلاس، بی پریپیئر فار لیکچر" سختی سے ڈائس پر کتابیں رکھتے کہا تو وہ سب اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

"سڑ گیا کھڑوس" انس اس کی طرف جھک کر بولا تو علیزے ہنس دی جبکہ نایاب ذوہان کو دیکھ کر رہ گئی جو کلاس شروع کر چکا تھا۔

@@@@@@@@

"السلام علیکم" عادل تھانے سے واپس لوٹا تو گھر میں پھیلی اشتہا انگیز خوشبوؤں نے اس کا استقبال کیا، اسے لگا وہ شاید کسی غلط گھر میں آ گیا ہے مگر نہیں یہ اسامہ کا فلیٹ ہی تھا، اندر آیا تو حور جامنی رنگ کے خوبصورت سے لباس میں کچن سے نکلتی بولی۔

"وعلیکم السلام" حیرت سے اسے دیکھتا وہ اندر آیا، بنا کسی اور جانب بڑھے وہ سیدھا کچن کی جانب آیا تھا۔

"کیا بات ہے بھئی بڑی خوشبوؤں آ رہی ہیں؟" کچن میں جھانکا تو چولہے پر کڑھائی رکھی نظر آئی۔

"ہم نے آپ کے لیے یوٹیوب سے دیکھ کر بریانی بنائی ہے" وہ چہک کر بولی تو عادل مسکرا دیا۔

"ماشاءاللہ بھئی پھر تو میں ضرور ٹیسٹ کرنا چاہوں گا، آپ کھانا نکالیں میں چینج کر کے آتا ہوں" اپنی کیپ اس کے سر پر رکھتا نرمی سے کہہ کر اندر کی سمت بڑھ گیا۔ اس کے اس بے ضرر سے عمل پر ہی حور بے انتہا خوش ہو گئی تھی۔

جلدی جلدی بریانی ٹرے میں ڈالتے باہر ٹیبل پر رکھی، رائتہ اور پانی رکھ کر مڑی تو عادل لوز سی ٹی شرٹ اور ٹراوز پہنے وہیں آرہا تھا۔ اس نے عادل کی کیپ اتار کر دھیان سے ٹیبل پر رکھی۔

"خوشبو سچ میں بہت اچھی ہے مگر آپ کو اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی میری ج۔۔۔ حور" وہ بولتا بولتا اچانک رکا۔

"ہم آپ کے لیے کچھ اچھا بنانا چاہتے تھے" اس کے منہ سے نکلتا میری جان وہ سمجھ چکی تھی تب ہی اس کے گال سرخ ہوئے۔

"بیٹھیں پھر، مجھ سے تو صبر نہیں ہو رہا" عادل مسکراتا ہوا بیٹھ کر اپنی پلیٹ میں بریانی ڈال گیا۔

"کیسی بنی ہے؟" وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"بہت اچھی، اتنی اچھی کہ دل چاہ رہا ہے آپ کے یہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ بھی کھا جاؤں" اس میں سچ میں کوئی خداداد صلاحیت تھی۔ اس نے بریانی بہت اچھی بنائی تھی بس ہلکے سے چاول زیادہ پک گئے تھے مگر وہ بھی ہلکے سے، ورنہ ٹیسٹ میں بریانی لاجواب تھی۔ عادل اس کا ہاتھ تھام کر کہتا آہستہ سے اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھو گیا۔

"بیٹھیں اور میری بیوی کے ہاتھ کی بریانی ٹیسٹ کریں" اسے شرماتا دیکھ عادل اس کا ہاتھ تھامے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا گیا، بریانی کا چمچ بھر کر اس کے منہ میں ڈالا۔

ان دونوں کے درمیان جھجھک کی دیوار گرتی جا رہی تھی جس میں سب سے بڑا کردار عادل کا تھا۔ وہ اس کے لاڈ اٹھاتا تھا، پیار کرتا تھا اور دوستانہ رویہ رکھ رہا تھا تاکہ وہ ہر قسم کی جھجھک سے نکل آئے۔

"عادل یہ سچ میں ہم نے بنائی ہے؟" وہ بے یقینی سے بریانی نگلتے بولی تو وہ ہنس دیا۔

"جی سویٹ ہارٹ یہ آپ نے ہی بنائی ہے اور میں کہہ سکتا ہوں اتنی اچھی بریانی کبھی نہیں کھائی میں نے" عادل نے کھلے دل سے تعریف کی۔

وہ باتوں باتوں میں ناں صرف خود کھا رہا تھا بلکہ اسے بھی اپنے چمچ سے کھلا رہا تھا۔ حور اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہی۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" کھانے کے بعد عادل برتن لیے کچن کی سمت بڑھا تو حور جلدی سے بولی۔

"برتن دھونے لگا ہوں" عادل سادگی سے بولا۔

"ہم دھو لیں گے آپ کیوں دھوئیں گے؟ ہٹیں پیچھے" اس کے ہاتھ سے برتن لینے چاہے جب وہ دور کر گیا۔

"آپ نے بریانی بنائی، صبح بھی ناشتہ بنایا تھا، سارے کام بھی کیے ہیں اب یہ کام مجھے کرنے دیں" عادل نے نرمی سے کہا۔

"مگر عادی ایسے اچھا نہیں لگتا، ہمارے ہوتے ہوئے آپ کیوں کام کریں گے" وہ روہانسی ہو چکی تھی۔

"بہت اچھا لگتا ہے عادی کی جان، جائیں شاباش روم میں، میں ابھی آرہا ہوں" عادل اس کا ناک دباتے بولا تو وہ پاؤں پٹختی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا ہوا؟ آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" عادل نے چائے بھی بنالی تھی، دو مگ تھامے اندر آیا تو اسے منہ بسورے دیکھ مسکرا دیا۔

"آپ نے کیوں دھوئے برتن؟ کوئی سنے گا تو کتنا برا لگے گا" وہ خفا سی بولی۔

"یار اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے، ہماری مما کی ڈیتھ بہت جلدی ہو گئی تھی۔ سو می چھوٹی تھی اور دادو بیمار رہتی تھیں اکثر بابا لوگ بھی یہ سب کر لیتے تھے۔ پھر میں تو شروع سے ہوسٹلز میں رہا ہوں مجھے عادت ہے اپنے کام خود کرنے کی" عادل مگ سائیڈ پر رکھے اس کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"پھر آپ میری بیوی ہیں، آپ بھی انسان ہیں، تھک جائیں گی اتنے کام کریں گی تو، چھوٹی سی تو ہیں آپ" عادل کی یہی باتیں اور رویہ حور کو دن بادن اپنا دیوانہ کرتی جا رہی تھی۔

"ایسی باتیں کریں گے تو ہمیں عشق ہو جائے گا آپ سے" سر جھکائے بے بسی سے کہا، اس کی ادا نے عادل کے ہونٹوں پر دلکش سی مسکراہٹ سجا دی۔

"اور اگر یہی میرا مقصد ہو تو؟" عادل نے اسے چھیڑا۔

"نہیں کریں عادی، ہمیں آپ سے عشق ہو گیا تو آپ پچھتائیں گے کیونکہ پھر ہم آپ کو آپ سے بھی نہیں بانٹیں گے" جھنجھلا کر کہتے اسے ڈرانا چاہا۔

"ایسا ہے تو جلدی سے عشق کر لیں جانم کیونکہ اب عادل جمال خود بھی خود کا نہیں رہنا چاہتا" اس کے قریب جھک کر شرارت سے کہا۔

"چ۔۔۔چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے" اسے بے خود ہوتا دیکھ حور بے ساختہ بولی تو وہ ہنستا ہوا سیدھا ہوا اور اسے دیکھتے شعر پڑھ کر چائے کا کپ پکڑ کر ہونٹوں سے لگا گیا،

وقت قلیل، باتیں طویل، شکوے ہزار

پر جانے دیجیے۔۔۔۔۔چائے پیجیئے

@@@@@@@@

کئی دن دبے پاوں گزر گئے تھے، وہ دونوں ایک ہی گھر میں رہ کر بھی اجنبی بن چکے تھے، نایاب ڈرائیور کے ساتھ کالج جااور آرہی تھی۔ذوہان بھی جتنا ہو سکے خود کو مصروف رکھ رہا تھا

نایاب واپس لوٹی تو سارے گھر میں اندھیرا دیکھ بری طرح چونکی، سردیوں کی وجہ سے چار بجے ہی باہر اندھیرا تھا اور اسی بدولت اندر بھی حد سے زیادہ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

"کوئی ہے۔۔۔ذوہان" اسے اندھیرے سے خوف محسوس ہوا تب ہی پکارا جب اچانک چاروں طرف روشنی پھیل گئی۔

لاونج کو بہت خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔بلیک بلونز اور بلیک ہی ڈیکوریشن سے لاونج سج اٹھا تھا۔ سامنے دیکھا تو ذوہان ٹیبل کے قریب کھڑا تھا ساتھ کیک رکھا تھا، ذوہان نے محبت سے اس کا حیران چہرہ دیکھا۔

"احمد میں ذوہان اور نایاب کا نکاح کرنا چاہتی ہوں" وہ انیس سال کا تھا جب ایک دن احمد عالم کے کمرے کے باہر سے گزرتے اس نے اپنی چچی کی آواز سنی۔

"مگر کیوں اس طرح اچانک؟ نایاب صرف چار سال کی ہیں یار" احمد عالم نے حیرت سے اپنی زوجہ کو دیکھا اور پھر گود میں موجود بیٹی کو۔

"جانتی ہوں مگر میں نے ہمیشہ سے ذوہان کو نایاب کے لیے ہی سوچا ہے، آج نہیں تو کل نایاب کو میں ذوہان کو ہی سونپنے والی ہوں" ان کی بات پر وہ دونوں چچا بھتیجا حیران ہوئے۔

"ذوہان نایاب سے پندرہ سال بڑے ہیں پھر بھی؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں پھر بھی کیونکہ عمر سے کچھ نہیں ہوتا، ہمارا ذوہان بہترین انسان ہے اور وہ ہماری بیٹی کو بہت خوش رکھے گا مجھے یقین ہے" وہ باضد تھیں۔

"ٹھیک ہے یار اگر اتنی جلدی کس بات کی ہے؟جب یہ دونوں بڑے ہو جائیں گے تو دھوم دھام سے شادی کریں گے ان کی" احمد عالم نایاب کے سر پر بوسہ دیتے بولے۔

"نہیں ناں، ہم عمرہ کے لیے جا رہے ہیں سو میں جانے سے پہلے ان دونوں کا نکاح کرنا چاہتی ہوں، اپنی نایاب کو ذوہان کے سپرد کر کے ہم تسلی سے جا سکیں گے" ان کی ضد پر انہیں ہار ماننا پڑی۔

"ٹھیک ہے میں کرتا ہوں بھائی صاحب سے بات" انہوں نے یوسف عالم سے بات کی۔وہ تو خود یہی چاہتے تھے۔انہوں نے عمرہ پر جانے سے پہلے ان دونوں کا نکاح کروا دیا۔

وہ چاروں عمرے کے لیے گئے تھے نایاب کو اس کے پاس چھوڑ کر۔ذوہان کو وہ ہمیشہ سے جان سے عزیز رہی تھی۔ہر رشتے سے قطع نظر وہ اس کے لیے روح کی سی حثیت رکھتی تھی۔

"ہیپی نکاح اینیورسری نایاب" ہوش میں آتے ہاتھ میں تھاما بوکے اس کی جانب بڑھاتے کہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"کس نکاح کی مبارک باد دے رہے ہیں؟ جسے جلد ختم کرنے والے ہیں؟" نایاب تلخی سے بولی۔

"کل کیا ہو گا یہ ہم دونوں ہی نہیں جانتے، میں یہ جانتا ہوں کہ آپ میرا آج ہیں۔ آج اس وقت میں آپ میری ہیں۔ آپ پر آپ سے زیادہ حق رکھتا ہے ذوہان یوسف" ذوہان نہیں چاہتا تھا وہ تلخ ہو کر آج کا دن خراب کرے۔

"میں یہ دن آپ کے ساتھ سیلیبریٹ کرنا چاہتا ہوں بٹر کپ، یہ وہ دن تھا جب بابا، مما، چاچو، چاچی بہت زیادہ خوش تھے میں ان کی وہ خوشی منانا چاہتا ہوں" اسے تھام کر خود سے لگا گیا، نایاب کو رونا آنے لگا، وہ اسے دور جھٹکنا چاہتی تھی، اس سے لڑنا چاہتی تھی مگر نہیں کر سکی، اس کا کالر جکڑتی، اس کی گردن میں منہ دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ذوہان نہیں جانتا تھا وہ کیوں رو رہی، ناں ہی جاننا چاہتا تھا، اس کے لیے یہی بہت تھا کہ اس کی نایاب کو آج بھی رونے کے لیے اسی کا سینہ درکار تھا۔ وہ بس خاموشی سے اس کی کمر سہلا رہا تھا۔

"ششش، بس اور نہیں رونا، تھوڑی دیر بھول جائیں سب کچھ، میں آپ کو وہی انیس سالہ دلہا بن جاتا ہوں اور آپ میری چار سالہ باربی ڈال" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"آئیں میرے ساتھ" ذوہان اس کا ہاتھ تھامے میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ہاتھ تھامے کیک کاٹا اور چھوٹا سا پیس لیتے اس کے منہ میں ڈالا۔

"ہیپی اینیورسری سویٹ ہارٹ" اس کا ماتھا چومتے محبت سے کہا تو وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئی، دل کہہ رہا تھا اسے کہے یونہی مجھے پیار کرتے رہو مگر دماغ کہہ رہا تھا اسے جھٹک دو۔

"کیا صرف آج کا دن ذوہان یوسف آپ کو صرف اپنی سمجھ کر پیار کر سکتا ہے نایاب ذوہان یوسف؟ پھر تو شاید میں یہ حق بھی کھو دوں؟" ذوہان نے جس انداز میں پوچھا تھا نایاب کا جی چاہا اس کا چہرہ تھپڑوں سے لال کر دے۔

وہ یہ کیوں نہیں کہتا تھا کہ "نایاب تم میری ہو، صرف ذوہان یوسف کی، تاعمر کے لیے صرف میری، کسی اور کی کبھی نہیں ہو سکتی" مگر وہ جب بھی بولتا تھا اس کا دل جلا کر راکھ کر دیتا تھا۔

"نہیں" دل کو جھٹلاتے آنکھوں میں غصہ بھرے کہتی وہ وہاں سے بھاگ جانے کو تھی جب ذوہان ایک ہی جست میں اس کی کلائی تھامتا اسے اپنی سمت کھینچ گیا۔

"سوری سویٹ ہارٹ" اس کا چہرہ تھامتے آہستہ سے کہتا وہ اس پر جھکتا چلا گیا۔ نایاب کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ پہلی بار ذوہان نے اسے اپنی محبت محسوس کروائی تھی وہ بھی جدائی کا مژدہ سناتے ہوئے۔

"آئی ہیٹ یو ذو، آئی رئیلی ہیٹ یو" اس کے سینے پر مکوں کی بارش کرتے وہ وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔ ذوہان کو لگ رہا تھا وہ اس کے پیار کرنے پر غصہ ہوئی ہے جبکہ نایاب کو اس کا اظہار ناں کرنا اور اپنی ضد پر قائم رہنا غصہ دلا رہا تھا۔

ناجانے کیا کرنے والے تھے وہ دونوں، محبت بے وقوفوں کا کام نہیں ہوتی ہاں مگر یہ خاصے عقل مندوں کو بے وقوف ضرور بنا دیتی ہے۔

@@@@@@@@@@

زندگی معمول کے مطابق اپنی رفتار سے رواں دواں تھی، وقت گزرتا جارہا اور زندگی میں بہت سے نئے اضافے ہوتے جارہے تھے۔ باطشہ اور کمال خان ایک ساتھ بہت خوش تھے، انہیں اللہ نے شادی کے ڈیڑھ سال بعد بیٹے سے نوازا تھا جس کا نام انہوں نے "اسامہ کمال" رکھا تھا۔

اسامہ اور جمال صاحب کی بیٹی سومیہ میں صرف دو ماہ کا فرق تھا۔ عادل ان دونوں سے چار سال بڑا تھا۔ اسامہ کے آٹھ سال بعد باطشہ اور کمال صاحب کو اللہ نے بیٹی جیسی رحمت سے نوازا۔ وہ بچی بہت

خوبصورت تھی، ہو بہو باطشہ بیگم کا روپ۔ عادل کو وہ بہت پیاری لگتی تھی اس کا نام بھی عادل کی پسند پر "حورب کمال" رکھا گیا تھا۔

باطشہ بیگم کا رویہ سب گھر والوں کے سال بہت اچھا اور نرم تھا۔ جمال صاحب کی بیوی سائرہ اور باطشہ میں بہت دوستی تھی۔ عادل اور سومیہ کو بھی اپنی چچی بہت پسند تھیں۔

"میڈم کیا میں آپ سے بات کر سکتا ہوں؟" ایک دن سائرہ بیگم شاپنگ کے لیے گئی تھیں جب ایک آدمی آکر ان کے قریب رکا۔

"کون ہو تم؟ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی" سائرہ بیگم کو وہ آدمی شکل سے ہی مشکوک لگ رہا تھا، انہوں نے اسے اگنور کر کے جانا چاہا۔

"میڈم بات بہت ضروری ہے، آپ کے گھر اور گھر والوں کے بارے میں" اس آدمی کے الفاظ پر سائرہ بیگم کے قدم رکے۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ میرے گھر والوں کو کیسے جانتے ہو؟" سائرہ بیگم نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کی دیورانی باطشہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے، وہ ایک طوائف ہے۔ اس نے کوٹھے سے بھاگ کر آپ کے دیور کو پھانسا تھا اور اس سے جھوٹی داستان کہی، وہ اسے دھوکہ دے رہی ہے۔ آپ کے گھر بھی وہ اپنے داغدار ماضی کو چھپانے کے لیے آئی تھی، جلد یا بدیر اسے واپس اسی کوٹھے کا حصہ بننا ہے" اس شخص کی باتوں پر سائرہ بیگم کو لگا وہ ہلنے کی سکت کھو چکی تھیں۔

"ج۔۔۔ جھوٹ بول رہے ہو تم" سائرہ بیگم یقین نہیں کر سکیں، باطشہ بیگم کی حیا انہیں اس پر یقین کرنے سے روک رہی تھی۔

"یقین نہیں تو اپنے دیور سے جا کر پوچھیں کن لوگوں سے بچایا تھا اسے، وہ کوٹھے سے بھاگی تھی مگر راستے میں کمال خان سے ٹکرا گئیں" اس کا مضبوط لہجہ سائرہ بیگم کو اپنی بات ماننے پر مجبور کر رہا تھا۔

سائرہ بیگم بامشکل گھر پہنچی تھیں۔ اتنے سال انہوں نے جسے اتنی محبت دی، بہن سمجھا وہ اصل میں ایک طوائف تھی۔ یہ سب برداشت کرنا ان کے لیے مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے سائرہ؟ آپ اتنی ڈل کیوں لگ رہی ہیں؟" جمال صاحب نے انہیں دیکھا تو فکر مند سے بولے۔

"مجھے اس گھر میں نہیں رہنا جمال، مجھے الگ گھر چاہیے" ان کے الفاظ پر جمال خان کو یقین نہیں آیا یہ انہوں نے کہا ہے۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں سائرہ؟ شادی کے سولہ سال بعد آپ کو الگ گھر لے کر رہنے کا خیال کیوں آ رہا ہے؟" انہوں نے بات کو سرسری لینا چاہا۔

"مجھے پہلے علم نہیں تھا کہ میں ایک طوائف کے ساتھ رہ رہی ہوں ورنہ بہت پہلے گھر چھوڑ دیتی مگر اب میں مزید یہاں نہیں رہ سکتی، میری بیٹی پر اس عورت کا سایہ پڑے یہ میں برداشت نہیں کروں گی" ان کی بات پر جمال صاحب کتنی دیر کچھ بول نہیں سکیں۔

"کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟" انہوں نے حیرانی سے پوچھا۔

"آپ کی بھابھی صاحبہ، باطشہ بیگم ایک طوائف ہے۔ آپ کا بھائی کوٹھے سے اٹھا کر لایا ہے انہیں" انہوں نے سرد انداز میں کہا۔

"آپ پاگل ہو چکی ہیں سائرہ، کس نے بھرا ہے یہ خناس آپ کے دماغ میں؟" انہوں نے سختی سے ڈپٹا۔

"نہیں یقین تو جا کر پوچھ لیں اپنے بھائی سے" سائرہ بیگم بھی دوبدو ہوئی تھیں۔ جمال صاحب نے کمال خان کو سفینہ بیگم کی عدالت میں بلوایا۔

"کیا یہ سچ ہے کمال کہ باطشہ کوٹھے سے آئی ہے؟" جمال صاحب کے سوال پر کمال خان چونکے۔

"نہیں بھائی، یہ سچ نہیں ہے۔ انہیں اغواء کر کے کوٹھے پر لیجایا جا رہا تھا مگر راستے میں میری مدد سے وہ بچ گئیں" کمال صاحب نے سارا سچ ان کے سامنے رکھا۔

"آپ یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ہو سکتا ہے اس نے جھوٹی کہانی بنائی ہو" سائرہ بیگم کے الزام پر کمال خان نے مٹھیاں بھینچیں۔

"آپ کو یہ سب کس نے کہا ہے بھابھی؟" کمال خان نے سختی سے پوچھا۔

"آپ کی بیوی کا کوئی پرانا شناسا معلوم ہو رہا تھا۔ پوری داستان معلوم تھی اسے" ان کے الفاظ پر کمال خان کا خون کھولا۔

"پلیز بھابھی، باطشہ میری عزت ہیں۔ میری بیوی ہیں اور میں اپنی بیوی کے خلاف کوئی لفظ نہیں سنوں گا۔ جو ہوا تھا وہ ماضی تھا۔ اتنے سالوں سے وہ آپ کے ساتھ رہ رہی ہیں کیا ان کے کردار میں کوئی جھول دیکھا آپ نے؟" ان کے سوال پر سائرہ بیگم کو خاموش ہونا پڑا۔

"دوبارہ اس گھر میں میں ایسی کوئی فضول بات ناں سنوں سائرہ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" سفینہ بیگم کے حکم پر انہیں مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔

وہ خاموش تو ہو گئی تھیں مگر ان کا رویہ باطشہ بیگم کے ساتھ پوری طرح بدل چکا تھا۔ وہ جتنا ہو سکے سومیہ اور عادل کو ان سے اور ان کے بچوں سے دور رکھنے لگیں۔ باطشہ بیگم حیران تھیں آخر یہ سب کیوں ہو رہا ہے مگر انہیں کسی بھی بات کا علم ناں ہو سکا۔

بچوں کے روز روز کے شکووں اور سائرہ بیگم کے اکثر ہوتے طنز جن کی سمجھ صرف کمال صاحب کو آتی تھی سن سن کر کمال خان عاجز آنے لگے۔ انہوں نے گھر میں رہنا کم کر دیا تھا۔ اس سب میں وہ غیر

محسوس انداز میں باطشہ بیگم سے دور ہونے لگے، انہیں نظر انداز کرنے لگے جو ان کی سب سے بڑی غلطی اور عمر بھر کا پچھتاوا بننے والا تھا۔

@@@@@@

اسامہ ہوسپٹل میں مصروف ہونے کی وجہ سے زیادہ وقت وہیں پایا جاتا تھا، ان دنوں اس کی نائیٹ شفٹ چل رہی تھی سو وہ گھر نہیں آسکا۔ سومیہ یہاں فارغ رہتے رہتے عاجز آنے لگی تھی۔

"سومی جلدی سے ریڈی ہو جائیں" اسامہ گھر آیا اور آتے ہی حکم دیا تو سومیہ بری طرح چونکی۔

"کس خوشی میں؟" جل بھن کر پوچھا تو اسامہ سر کھجا گیا جانتا تھا وہ اس کے اتنے دنوں کے نظر انداز کرنے کی وجہ سے تپی ہوئی ہے۔

"میرے ایک دوست نے ڈنر کر لیے انوائیٹ کیا ہے ہمیں وہیں جانا ہے" اسامہ چلتا ہوا اس کے قریب آتے بولا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا، اکیلے چلے جاؤ" صاف جواب دیا تو اسامہ منہ بسور گیا۔

"پلیز یار سومی کوئی تو بات بنا بحث کے مان لیا کریں" اسامہ نے گزارش کی۔

"تم کیوں بحث کرتے ہو مجھ سے؟ مت کرو۔ اتنے دنوں سے اس گھر میں سڑ رہی ہوں ناں میں تو آگے بھی سڑنے دو۔ میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی" بولتے بولتے منہ سے شکوہ بر آمد ہوا۔

"یار سچ میں بہت ٹف شیڈیول چل رہا ہے، آئی پرامس اگلے ہفتے چھٹی لے کر آپ کو کوئٹہ لے جاؤں گا۔ پلیز اب تو میرے ساتھ چلیں" اسامہ جانتا تھا غلطی اسی کی ہے سو ماننے میں ہی عقل مندی تھی۔

"نہیں جاؤں گی میں" اس کی ضد میں کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔

"سومی پلیز میری جان، تیار ہو جائیں اگر نہیں گئے تو میری بہت بے عزتی ہو گی" اسامہ اس کے قریب آتے مسکین سا چہرہ بناتے بولا۔

"نہیں مطلب نہیں" اتنے دن اسے خوار کیا تھا اب اس کی باری تھی، وہ بھی فل نخرے دیکھانے کے موڈ میں تھی۔

"آپ کی تو ایسی کی تیسی" اسامہ اسے ڈٹا دیکھ ایک ہی جست میں دونوں بازوں میں اٹھاتا واشروم کی سمت بڑھ گیا۔

"کیا کر۔۔۔" اس سے پہلے وہ بولتی اسامہ شاور چلاتا جلدی سے باہر ہو گیا۔ اتنی سردی میں وہ ٹھنڈے پانی سے نہا چکی تھی۔ جلدی سے جھرجھری لیتے دور ہوئی۔

"م۔۔۔مارنا چاہتے ہو مجھے؟" سومیہ چیخی، اسامہ جلدی سے کبرڈ کی طرف کپڑے لینے چل دیا۔

"جلدی سے کپڑے چینج کر لیں" اس کا سب سے حسین لباس لا کر اسے تھمایا۔ سومیہ کا دل چاہ رہا تھا اسے کچا چبا جائے۔

"میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں اسامہ کمال" دھمکی دی تو وہ ہنس دیا، اس کی دھمکیاں بھی اسی جیسی دلکش تھیں جن سے کم از کم اسامہ کمال کا ڈرنا ناممکن تھا۔

"کون چاہتا ہے آپ مجھے چھوڑیں جانِ اسامہ" اسے چھیڑتا وہ خود چینج کرنے چل دیا، مرتی کیا ناں کرتی کے مصداق سومیہ کو چینج کرنا پڑا۔

"گارجئیس" باہر آیا تو وہ ڈریسنگ کے سامنے بال ڈرائے کر رہی تھی۔ اسامہ کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

"سوری یار، ٹھنڈ لگ رہی ہے؟" اسے کانپتا دیکھ اسامہ کو اپنی حرکت پر افسوس ہونے لگا۔ نازک سی تو زوجہ تھی اس کی جو تھوڑا سا بھیگنے پر ہی بھیگی بلی بن گئی تھی۔

"نہیں گرمی لگ رہی ہے، جون جولائی چل رہا ہے ناں" وہ جل کر بولی تو اسامہ اپنا کوٹ اتار کر اس کے کندھوں پر ڈال گیا، اس کے ہاتھ سے ڈرائیر لیتے اس کے بال سکھانے لگا۔

"ضد مت کیا کریں ناں جانِ اسامہ ورنہ آپ جانتی ہیں میں پاگل سا بندہ ہوں، اور آپ جانتی ہیں میں آپ سے کتنی محبت کرتا ہوں" بال کیچر میں جکڑتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے شدت سے اس کا ماتھا چومتے بولا۔

"بات مت کرنا تم مجھ سے" دھاڑ کر اس سے دور ہوتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی، اسامہ بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے باہر نکلا تھا۔

@@@@@@@@

"سر آپ کے لیے فون ہے" عادل تھانے پہنچا تو پاس کھڑے انسپکٹر نے بتایا۔

"کس کا فون ہے؟" حیرانی سے پوچھا۔

"پتا نہیں سر، نام نہیں بتا رہا کہہ رہا ہے ایس پی سے بات کرواؤ" اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو عادل فون اٹھا کر کان سے لگا گیا۔

"ہیلو ایس پی عادل جمال سپیکنگ" اپنا تعارف کروایا تو سامنے سے مکروہ ہنسی سنائی دی۔

"میں اچھے سے جانتا ہوں کون بول رہا ہے عادل جمال" بھاری بھدی آواز سنتے عادل کے ماتھے کی رگیں پھولیں تھیں۔

"شکیل مٹھن" اس نے مٹھیاں بینچتے سرد انداز میں پکارا۔

@@@@@@@@

"واہ شہزادے تو نے تو جھٹ سے پہچان لیا" شکیل مٹھن بے ڈھنگا قہقہ لگاتا ہنسا۔

"کیوں فون کیا ہے مجھے؟" اگر وہ عادل کے سامنے ہوتا تو اب تک عادل اس کے دانت توڑ چکا ہوتا مگر شکر تھا کہ وہ سامنے موجود نہیں تھا۔

"جس چھوکری کو تو نے رسیلی بائی کے کوٹھے سے غائب کروایا ہے اسے واپس بھیج دے ورنہ۔۔۔" شکیل مٹھن کا لہجہ اچانک ہی زہر اگلنے لگا۔

"اور تو میرے مامے کا پتر ہے ناں جو تو کہے گا میں وہی کروں گا؟ جا نہیں بھیجتا کیا کر لے گا؟" عادل بھی اسی کے لیول پر آیا۔

"اپن کا دماغ مت کھسکا ایس پی، چپ چاپ لڑکی واپس بھیج دے ورنہ تیری موت پر رونے کے لیے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا" شکیل مٹھن کو عادل کا لہجہ بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"میری طرف سے ناں ہے، وہ لڑکی میری بیوی ہے اور میری بیوی کی طرف اپنی گندگی نظر تو دور سوچ بھی لگائی تو تیرے دماغ کا بھرکس میں خود نکالوں گا" عادل چبا چبا کر بولا۔

"تجھے پتا ہے ایس پی جتنی تیری عمر ہے اتنا عرصہ ہو گیا اپن کو جرم کی اس کالی دنیا پر راج کرتے۔ کبوتر جتنا بھی پھر پھڑا لے باز کا مقابلہ نہیں کر سکتا" اس کی شیخی پر عادل ہنس دیا۔

"کیا یار خود ہی اپنی عمر بتا رہا ہے میں تو سمجھا تھا کسی گبرو جوان سے مقابلہ ہو گا تو تو بڈھا کھوسٹ نکلا، چل کوئی ناں دراصل اب تیری ایکسپائری ڈیٹ قریب آگئی ہے اسی لیے تجھے اپنی گندگی سمیت دفن ہونا ہی ہو گا" عادل پُر مزاح انداز میں بولتا آخر تک طیش زدہ ہوا۔

"ایکسپائری ڈیٹ کس کی قریب ہے کس کی نہیں یہ اپن تجھے جلد بتائے گا، تو نے شکیل مٹھن کے قہر کو آواز دی ہے اب بچ کر دیکھا" شکیل مٹھن اس کے ہنسنے ہر طیش زدہ ہوا۔

"چل بے، فالتو میں وقت برباد مت کر بہت کام ہے مجھے، فالتو آدمی" عادل منہ بسور کر کہتا فون پٹخ گیا جبکہ شکیل مٹھن نے پوری قوت سے موبائل دیوار میں دے مارا۔

"تیرا تو وہ حال کرے گا اپن کہ تیرے اپنوں کی روح کانپ اٹھے گی" شکیل مٹھن عادل کو تصور میں لاتے پھنکارا۔ اس کا شیطانی دماغ مختلف منصوبے بنانے میں مگن ہو چکا تھا۔

@@@@@@@

"نایاب، آج اسامہ اور اس کی وائف ڈنر کے لیے آرہے ہیں" وہ کالج سے لوٹی تو ذوہان نے اسے مطلع کیا۔ ذوہان کی آخری بار کی گئی حرکت کے بعد سے وہ جیسے اس سے مزید روٹھ چکی تھی۔

"میرے لیے کوئی حکم" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اس طرح کب تک بات کریں گی آپ مجھ سے؟ کیا ہم دوست بھی نہیں رہے؟" ذوہان کو اس کا یہ سرد انداز ہر دفع نئی اذیت میں مبتلا کر دیتا تھا۔

"نہیں، سب سے پہلے باقی کسی بھی رشتے کے ختم ہونے سے بھی پہلے ہماری دوستی ہی تو ختم ہوئی ہے" سپاٹ انداز میں کہا۔

"کیوں؟" ذوہان کا یوں انجان بننا نایاب کو سخت زہر لگتا تھا۔

"کیونکہ ایک دوست سے بہتر آپ کو کوئی نہیں جانتا، آپ کی خواہش، آپ کی خوشی، آپ کی چاہت سب آپ کے دوست کو بنا بتائے بھی پتا ہوتی ہیں آپ کیسے دوست ہیں جنہیں یہ تک نہیں پتا میں کیا چاہتی ہوں" نایاب غصے سے بولی تو بولتی چلی گئی۔

"نہیں سمجھ رہا تو بتا کیوں نہیں دیتیں کیا چاہتیں ہیں آپ؟" وہ اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

"بہت بار کہہ کر دیکھ لیا مگر آپ پر ناں میرے الفاظ اثر کرتے ہیں ناں ہی میری خاموشی" نایاب اداسی سے بولی تو ذوہان کو خود پر افسوس ہونے لگا۔

"آئی ایم سوری نایاب، ہمیشہ آپ کی ہر خواہش پوری کرنے والا ذوہان یوسف اس بار آپ کی خواہش پوری کرنے میں ناکام رہا مگر وعدہ کرتا ہے بہت جلد آپ کو وہ دوں گا جو آپ چاہتیں ہیں" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اس کے آنسو صاف کرتے بولا۔

"آپ نہیں جانتے کیا چاہیے مجھے "سوں سوں کرتے کہا۔

"میں سب جانتا ہوں میری جان "وہ کچھ نہیں بولا بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔نایاب کو لگا وہ ایک بار پھر سمجھے گا اسے انس سے محبت ہے یا اسے انس چاہیے۔

"یہ ساری باتیں ہم فرصت سے کریں بے فلحال آپ شام کی تیاری کریں۔اسامہ اپنی بہن کو اداس دیکھے گا تو مجھے مار ڈالے گا "ذوہان کو یہ موقع سہی نہیں لگ رہا تھا ان باتوں کا۔

"کب تک آرہے ہیں اسامہ بھائی؟ "وہ خود کو سنبھالتی اس سے کچھ دور ہوتے سنجیدگی سے بولی۔

"بس دو ڈھائی گھنٹوں تک، آئیں ان کے لیے ڈنر ریڈی کر لیتے ہیں "خانسامہ تو تھا نہیں سو یہ کام بھی ذوہان کو خود ہی کرنا تھا۔

نایاب سر ہلاتے اس کے ساتھ کچن میں آ گئی، ذوہان سامان سارا لا چکا تھا، اس نے سب سے پہلے بریانی کا سامان نکالا۔ نایاب چیزیں پکڑنے میں اس کی مدد کر رہی تھی۔

"سب تو آپ کر رہے ہیں تو میں کیا کروں؟" نایاب کچھ دیر خاموشی سے کھڑی دیکھتی رہی پھر منہ بنا کر بولی۔

"آپ بس یہاں بیٹھیں اور مجھے کمپنی دیں" اسے کمر سے تھام کر کچن کاونٹر پر بیٹھاتے بولا۔

آج مہینوں بعد اسے اپنا پرانا ذوہ دکھائی دے رہا تھا جس پر نایاب کچھ پل کو ساری رنجشیں اور تکالیف بھلا گئی، وہ صرف یہ وقت جینا چاہتی تھی، بنا کسی فکر اور مستقبل کی سوچ کے۔

"بڑ کپ یہ ایپرن باندھ دیں یار" اچانک ذوہان کو یاد آیا تو وہ ایپرن تھامے نایاب کے قریب چلا آیا۔ نایاب اس کے ہاتھ سے ایپرن لیتے اس کے گلے میں ڈال کر کمر پر باندھنے لگی۔

نایاب کی نازک سی بازووں کا گھیرا اپنے گرد محسوس کرتے ذوہان مسکرا دیا۔

"تھینک یو پرنسس" جھک کر اس کا ماتھا چومتے کہا اور بریانی کی طرف متوجہ ہوا۔ نایاب تو اس کے رنگ ڈھنگ دیکھ دیکھ کر ہی حیران ہو رہی تھی۔

"ٹیسٹ کریں" بریانی کے ساتھ وہ دوسری طرف قورما بھی بنا رہا تھا، کٹلیٹس اور نگیٹس بنے ہوئے تھے صرف فرائے کرنے تھے، اور آئس کریم بھی فریج میں موجود تھی۔ قورمہ تیار ہوا تو ذوہان نے چمچ میں تھوڑا سا مصالحہ لیے اس کے منہ کے قریب کیا تو وہ آہستہ سے منہ کھول گئی۔

"ہمم بہت ٹیسٹی ہے" وہ سچ میں کھانا بہت اچھا بناتا تھا۔

"ذوا اگر آپ لڑکی ہوتے تو کئی لڑکوں کا آئیڈیل ہوتے" اسے یوں کام کرتے دیکھ وہ کہے بنا ناں رہ سکی۔

"استغفر اللہ" خود کو لڑکی کے گیٹ اپ میں سوچ کر ہی ذوہان بیچارہ ہڑبڑا گیا تھا۔

"ہاہاہاہاہا" اس کے ریکشن پر آج ایک عرصے بعد نایاب نے اس کے سامنے قہقہ لگایا تھا۔

"کتنا مس کیا تھا میں نے آپ کی اس ہنسی کو جو صرف میرے لیے ہو" اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے ناک سے ناک جوڑا تو نایاب کی ہنسی کو بریک لگی۔

"اہم۔۔۔۔ ہم تو یہاں ڈنر کرنے آئے تھے یہاں تو رومینس بن رہا" اسامہ کی شرارتی آواز پر ذوہان ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا، نایاب نے جلدی سے اترنا چاہا جب پھسلی، وہ گرنے کو تھی جب ذوہان اسے تھام گیا۔

"آرام سے بٹر کپ کیا کر رہی ہیں" ذوہان فکر مند سا بولا جبکہ اسامہ کے سامنے اس قربت پر وہ بیچاری شرمندہ ہو گئی تھی۔

"ڈاکٹر ذوہان اگر اپنی بٹر کپ سے نگاہ ہٹ جائے تو مہمانوں کا خیال کر لیں" اسامہ نے ایک بار پھر اسے نایاب میں مگن دیکھ کر چھیڑا۔

"بد تمیز انسان کونسا مہمان ڈائریکٹ کچن میں پہنچ جاتا ہے؟" ذوہان نے اسے شرمندہ کرنا چاہا جو شاید ناممکن تھا۔

"چل اوئے میں اپنے یار کے گھر آیا ہوں، نایاب باہر آؤ میری بیوی بیچاری اکیلی ہے باہر" اسامہ لاپرواہی سے بولا تو نایاب باہر کی سمت بڑھی، ذوہان بھی ان کے ساتھ ہی باہر آ گیا۔

@@@@@@@@@

"حور۔۔۔" عادل واپس لوٹا تو خالی گھر کو دیکھ حیران ہوا، حور روزانہ اس کے استقبال کے لیے سامنے موجود رہتی تھی مگر آج اسے غائب پا کر عادل فکر مند ہو گیا تھا۔۔

"حور کیا ہوا میری جان؟" وہ کمرے میں آیا تو حور کو بستر میں لیٹا دیکھ پریشان سا اس کی سمت بڑھا، جو اس کی آواز سن کر مندی مندی آنکھیں کھول رہی تھی۔

"کچھ نہیں، صبح سے ہلکی ہلکی نقاہت محسوس ہو رہی ہے" اس نے اٹھنا چاہا مگر عادل اسے تھام کر واپس لیٹا گیا۔

"آپ کو تو بخار ہے یار، میڈیسن نہیں لی ناں آپ نے صبح سے؟" اس کی جسم کی حدت محسوس کرتے عادل نے اس کا ماتھا چھوا جو آگ کی طرح تپ رہا تھا۔

"ہم ٹھیک ہیں عادی، پریشان مت ہوں" حور نے اسے تسلی دینا چاہی۔

"خاک ٹھیک ہیں، حالت دیکھیں اپنی، اتنی لاپرواہ کیوں ہیں آپ؟" عادل نے اس کے آرام سے کہنے پر اسے نرمی سے ڈپٹا۔

"رکیں اب آپ" اسے بے حال ہوتا دیکھ عادل اٹھ کر چینج کرنے چل دیا، یونیفارم بدل کر تیزی سے کچن کی طرف بڑھا۔ اس کے لیے لائیٹ سے بوائلڈ ایگ سینڈوچ بناتے ساتھ چائے بنائی اور اس کے پاس آیا۔

"ہمارا دل نہیں چاہ رہا عادی" عادل نے اسے بیٹھایا تو وہ بے جان سی سر اس کے بازو پر ٹکاتے بولی، عادل اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

"عادی کی جان کھائیں گی نہیں تو میڈیسن کیسے لیں گی؟ پھر ٹھیک کیسے ہوں گی؟" اس کے بال سہلاتے نرمی سے پوچھا۔

"ہمیں کچھ اچھا نہیں لگ رہا ناں، منہ بھی کڑوا ہو رہا ہے" وہ معصوم سی صورت بنا کر بولتی عادل کو بہت پیاری لگی۔

"اچھا چلیں بس یہ ایک سینڈوچ کھالیں، شاباش" پیار سے کہتے سینڈوچ اس کے منہ کے قریب کیا تو وہ منہ کھول گئی۔

"ڈیٹس لائک مائی گرل" اس نے سینڈوچ زہر مار کرتے کھا ہی لیا، عادل اس کے بالوں پر لب رکھ گیا۔

"یہ میڈیسن بھی کھائیں" ٹیبلٹ اس کے منہ کے قریب کرتے کہا جبکہ وہ بس رونے کو تیار تھی۔

"ہمیں میڈیسن نہیں کھانی پلیز عادی پلیز" حور نے کبھی میڈیسن نہیں کھائی تھی سو اب بھی اسے دیکھتے ہی وہ روہانسی ہو چکی تھی۔

"اگر آپ میڈیسن نہیں کھائیں گی تو۔۔۔۔ تو ہاں میں کل رات کو بھی تھانے میں رک جاؤں گا، آج بھی ساتھ والے روم میں سوؤں گا، اب سوچ لیں میرے بغیر دو راتیں اکیلی سو لیں گی؟" عادل نے بلیک میل کیا جب وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ مزاق کر رہے ہیں ناں؟" عادل جانتا تھا اسے عادل کے بازو کی عادت ہو گئی ہے جب تک اس کے بازو پر سر نہیں رکھتی تھی سو نہیں پاتی تھی تب ہی اسے بلیک میل کر رہا تھا۔

"کیا میں آپ کو ہنستا ہوا نظر آ رہا ہوں؟" بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کیے کہا۔

"اگر ہم میڈیسن لیں گے تو آپ کو ہمیں چاکلیٹ دینی ہو گی اور ہاں، ہمیں ہگ کر کے سونا ہو گا" اب کے وہ بھی اس سے بدلہ لینے پر اتری تھی۔

عادل ہر روز اس کے سونے کے بعد اپنا بازو اس کے سر کے نیچے سے ہٹا دیتا تھا، وہ لڑکی جتنا جاگتے میں اسے بہکاتی تھی سوتے میں اس سے کہیں زیادہ مائل کرتی تھی مگر حور میڈم بھی اپنے نام کی ایک تھی، جتنا وہ دور کرتا اتنا نیند میں اسے ڈھونڈھتی قریب آتی تھی اور وہ بیچارہ بس خود کو سنبھال کر رہ جاتا۔

"اوکے ڈن" فلحال اسے میڈیسن دینا ضروری تھا سو عادل کو چار و ناچار ماننا ہی پڑا۔

حور اس کے ہاتھ سے میڈیسن لیتے منہ میں رکھ گئی، پانی پیتے بامشکل دوائی حلق سے اتاری، اس کی آنکھوں سے پانی نکل آیا تھا، عادل اس کے تاثرات دیکھا ہنس دیا۔

"آپ کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے آپ دوائی نہیں دوائی آپ کو کھا رہی ہو" اس کے کیوٹ کیوٹ تاثرات عادل کو بے ساختہ پیار کرنے پر اکساتے تھے۔

"اتنی بڑی اور گندی ہوتیں ہیں میڈیسنز، آپ کھائیں ناں تو پتا چلے" اسے گھورتے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"جی جی پرنسس، سچ میں بہت بہادری کا کام کیا ہے آپ نے، چلیں اب سو جائیں" عادل نے ہنس کر کہا تو وہ نیچے ہوتے عادل کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

"گڈ نائیٹ عادی" عادل اس کے پاس تھا اور اس احساس نے جو سکون اس کے چہرے پر پھیلایا تھا وہ انمول تھا۔

"گڈ نائیٹ میری جان" عادل جھک کر اس کا ماتھا چومتے بولا اور آہستہ آہستہ اس کے بال سہلانے لگا، کچھ ہی دیر میں سکون محسوس کرتے حور نیند کی آغوش میں اتر گئی جبکہ عادل سارا وقت اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی خوشیوں کو کسی نظر لگنے والی ہو۔

جب بہت سی خوشیاں ایک ساتھ ملنے لگیں تو دل خود بخود خوفزدہ ہونے لگتا ہے کیونکہ غم اور خوشیوں کا ازل کا ساتھ ہے مگر کبھی کبھی یہ احساس آنے والے وقت کا عندیہ بھی دیتا ہے۔

@@@@@@@@@@

"السلام علیکم بھابھی" ذوہان اور نایاب باہر آئے تو سومیہ کو وہاں نروس سا کھڑا دیکھ دونوں نے سلام بلایا۔

"وعلیکم السلام" وہ پہلی بار ان دونوں سے مل رہی تھی سو نروس ہونا تو بنتا تھا۔

"سومی یہ میرا دوست ہے ڈاکٹر ذوہان یوسف اور یہ ان کی مسز ہیں فیوچر ڈاکٹر دُرِ نایاب ذوہان یوسف" اسامہ نے تعارف کروایا تو وہ اخلاقاً مسکرا دی۔

"اور نایاب بھابھی یہ میری زوجہ محترمہ ہیں مسز سومیہ اسامہ کمال" نایاب بھی دھیما سا مسکرائی، علیزے اور انس کے ساتھ رہنے کا فائدہ یہ ہوا تھا کہ وہ خاصی بہادر ہو گئی تھی۔

"آئیں ناں بھابھی بیٹھیں پلیز" ذوہان نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں بیٹھ گئے، کچھ ہی دیر میں وہ ان سے گھل مل چکی تھی جس میں زیادہ ہاتھ ذوہان اور اسامہ کی فرینکنیس کا تھا۔ نایاب بھی اس سے آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگی۔ اسی خوشگوار ماحول میں انہوں نے کھانا کھایا۔

"نایاب یہ کھانا آپ نے بنایا ہے؟" سومیہ نے چھوٹی سی نایاب کو دیکھا تو وہ ذوہان کو دیکھنے لگی، اسامہ اور ذوہان ہنس دیئے۔

"ذوہان یوسف کے ہوتے ان کی پرنسس کام کریں یہ تو معجزہ ہو گا۔ ویسے بھی نایاب بھابھی ننھی سی جان اتنے کام نہیں کر سکتیں یہ میرے جگر کے ہاتھوں کا کمال ہے" اسامہ کے انکشاف پر سومیہ کی آنکھیں کھلیں۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا بھائی، اتنا اچھا کھانا آپ نے بنایا، رئیلی ایسا تو مجھ سے بھی نہیں بنتا" سومیہ کی حالت پر وہ تینوں مسکرا رہے تھے۔

"میری مسز کا کہنا ہے اگر میں لڑکی ہوتا تو مجھ پر کئی لڑکے فدا ہوتے" ذوہان نے نایاب کی بات یاد کی تو وہ جھنپ گئی۔

"ہاں اور پہلا لڑکا میں ہوتا" اسامہ نے ٹکڑا لگایا تو اب باری ان تینوں کے ہنسنے کی تھی نایاب بیچاری شرمندہ ہو کر رہ گئی۔

"میں چائے لاتی ہوں" وہ جلدی سے بہانا بناتے اٹھی۔

"رکیں نایاب میں چائے بناتی ہوں" سومیہ سمجھ گئی تھی اسے چائے بنانی نہیں آتی تب ہی خود بھی ساتھ اٹھ گئی۔

"اور سنا جانی، کیسے حالات چل رہے ہیں؟" اسامہ کو نا جانے کیوں کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا تب ہی پوچھا۔

"کیا بتاؤں یار" ذوہان کو لگا اسے اب شئیر کر لینا چاہیے تب ہی اسے سب بتا گیا۔

"ذوہان یوسف میری طرف سے ایک لاکھ کی لعنت قبول کریں" اسامہ جل کر بولا تو ذوہان شرمندہ ہوا۔

"یار انس ہر وقت ان کے آگے پیچھے گھومتا رہتا تھا مجھے لگا وہ انہیں پسند کرتی ہیں" وہ منہ بسور کر بولا۔۔

"بے وقوف آدمی وہ تیری محبت چاہتی ہیں، کسی اندھے کو بھی نظر آرہا ہے کہ وہ تجھے جیلس کروانے کی کوشش کر رہی ہیں صرف۔ ورنہ پہلے کبھی انہیں کوئی اور کیوں نہیں نظر آیا اور کیا تجھے اپنی بٹر کپ پر کوئی شک ہے؟" اسامہ نے اس کی اچھی خاصی کی تھی۔

"ہر گز نہیں، میں خود سے زیادہ نایاب پر یقین رکھتا ہوں، ہاں مجھے ایک پل کو لگا تھا کہ وہ انس کو پسند کرنے لگی ہیں مگر میرے الگ ہونے کی بات کرنے پر ہر وقت ان کی آنکھوں کا نم رہنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ مجھ سے الگ نہیں ہونا چاہتیں۔" ذوہان اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ وہ انس کو پسند نہیں کرتی۔

"تو میرے باپ انہیں بتا کہ تو الگ نہیں ہو رہا ان سے، ان سے محبت کرتا ہے تو، بتاتا کیوں نہیں؟" اسامہ کا دل چاہ رہا تھا خود کو کچھ کر لے عجیب پاگل دوست ملا تھا اسے۔

"یار میں صرف انتظار کر رہا تھا کہ ان کی ڈگری پوری ہو جائے، وہ چھوٹی ہیں ابھی اس پر ان کی سٹڈیز کا برڈن ہے میں ایسے میں ان پر کوئی نئی ذمہ داری نہیں ڈال سکتا" ذوہان فکر مند سا بولا تو اسامہ سر تھام گیا۔

"ذوہان تو سچ میں پٹ جائے گا میرے ہاتھوں، محبت بوجھ یا ذمہ داری نہیں ہوتی، میں تجھے ان کے ساتھ اپنی میرڈ لائف سٹارٹ کرنے کا نہیں کہہ رہا مگر کم از کم تو انہیں اپنی محبت کے بارے میں تو بتا سکتا ہے ناں؟ جب دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہو تو ایسی بے وقوفیاں کیوں کر رہے ہو؟" اسامہ اب کے سنجیدہ ہوا تھا۔

"مگر یار۔۔۔" ذوہان اس کی سٹڈیز کی وجہ سے ہچکچا رہا تھا۔

"ذوہان یوسف اتنی عمر ہو جانے کے بعد بھی تمہاری ایسی حرکتیں میری سمجھ سے باہر ہیں، کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ جب سچ میں انہیں کسی اور سے محبت ہو جائے گی؟ آج وقت تیرے حق میں ہے ہمیشہ نہیں

رہے گا۔ میں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں تجھے، شرافت سے انہیں اپنا اظہار دے تاکہ وہ کھل کر مسکرا سکیں" اسامہ نے سنجیدگی سے کہا تو وہ کچھ سوچ کر سر ہلا گیا۔

"میں موقع ملتے ہی انہیں سب بتادوں گا" ذوہان بھی چاہتا تھا اس کی بڑ کپ کھل کر ہنسے، مسکرائے۔

"شاباش میرے چیتے" اسامہ اس کا کندھا تھپتپا گیا جس پر وہ دونوں مسکرا دیئے۔

"کیا بات ہے نایاب؟ میں دیکھ رہی ہوں آپ کچھ اداس اور پریشان لگ رہی ہیں؟" چائے چولہے پر رکھتے سومیہ اس کی طرف مڑی۔

"کچھ نہیں سومیہ آپی" اس نے مسکرا کر اسے تسلی دینا چاہی۔

"تم بتانا ناں چاہو تو الگ بات ہے مگر کچھ تو ہوا ہے اگر دوست سمجھ کر بتانا چاہو تو بتا سکتی ہو" سومیہ محبت سے بولی تو نایاب خود کو سنبھال نہیں سکی اور اسے سب بتا گئی۔

"ذوہان بھائی شکل سے اتنے بونگے لگتے تو نہیں جیسی حرکتیں کر رہے ہیں" سومیہ کہے بغیر ناں رہ سکی۔

"اتنے ہی بونگے ہیں ذو، بھلا کون ہوتا ہے جو بچپن سے آپ کا ساتھی رہا ہو اور آپ کے جذبات اظہار کے باوجود بھی ناں سمجھ سکے" نایاب سوں سوں کرتے بولی تو سومیہ ہنس دی۔

"بس تم جو کر رہی ہو اس پر ڈٹی رہنا، مرد سب برداشت کر لیتا ہے نایاب سوائے اپنی محبت کو کسی اور کے پہلو میں دیکھنے کے، ذوہان بھائی بھی اظہار ضرور کریں گے" سومی کو کچھ پل اسامہ یاد آیا مگر وہ سر جھٹک گئی۔

"معاف تو میں ہرگز انہیں اتنی آسانی سے نہیں کروں گی، اب تو جب تک سب کے سامنے اظہار نہیں کریں گے یہی ہو گا" نایاب بھی باضد تھی۔

"ڈیٹس داسپریٹ" سومیہ کو وہ کیوٹ سا کپل بہت پسند آیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اچھی دوست بن چکی تھیں۔

@@@@@@@@@@

وقت ایک بار پھر سست رفتاری سے گزرنے لگا تھا، سائرہ بیگم سومیہ اور عادل کو اسامہ اور حورب سے دور رکھنے کی بھرپور کوششوں میں مگن تھیں مگر وہ دونوں بھی اپنے نام کے ایک تھے۔

عادل کا دل ایک پل کو حورب کے بغیر نہیں لگتا تھا تو وہیں سومیہ اور اسامہ کو ہر پل ایک دوسرے کا ساتھ درکار ہوتا تھا۔ وہ لاکھ کوشش کرتیں انہیں الگ کرنے کی وہ پھر ساتھ پائے جاتے۔

عادل اٹھارہ، سومیہ اور اسامہ چودہ اور حورب چار سال کی تھی جب کسی رشتہ دار کی شادی میں سفینہ بیگم، عادل، کمال خان اور جمال خان سومیہ اور اسامہ کو لے کر گئے تھے۔ عادل حورب کو بھی لیکر جانا چاہتا تھا مگر وہ اپنی ماں کے بغیر نہیں رہتی تھی اور باطشہ بیگم کی طبیعت خراب تھی سو وہ گھر میں ہی رک گئیں۔

سائرہ بیگم کو ان دنوں چودہ سال بعد دوبارہ امید سے ہونے کی خبر ملی تھی سو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت تھی جس کی وجہ سے وہ بھی گھر میں ہی رک گئیں۔ باطشہ بیگم حورب کے رونے پر اسے قریبی پارک لے گئیں۔

"کون ہو تم لوگ؟ اندر کہاں جا رہے ہو؟" دوپہر کے قریب کچھ اسلحہ بردار لوگ زبردستی حویلی میں گھسے، گارڈ نے انہیں روکنے کی کوشش کی مگر انہوں نے ان پر فائر کرتے اسے ابدی نیند سلا دیا تب ہی سائرہ بیگم باہر نکلتے چیخیں۔

"باطشہ کہاں ہے؟" ان میں سے ایک شخص نے پوچھا، سائرہ بیگم پہچان گئی تھیں وہ وہی شخص تھا جس نے انہیں باطشہ کے خلاف بھڑکایا تھا۔

"م۔۔۔مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے" وہ حقیقتاً نہیں جانتی تھیں باطشہ بیگم کہاں گئی ہیں۔

"بکواس مت کر، سچ سچ بتا ورنہ تیرا انجام بہت برا ہو گا" اس شخص نے ان کے بال بے دردی سے پکڑ کر ہلائے جب ان کے چہرے اور سر سے ان دوپٹہ پھسل کر گرا۔

"م۔۔۔مجھے نہیں معلوم" درد سے سسکتی بولیں، پٹھان گھرانے سے ہونے کے باعث وہ بے پناہ خوبصورت تھیں۔

اس شخص کے ساتھ آئے آدمیوں نے سارا گھر دیکھ لیا مگر باطشہ بیگم وہاں نہیں تھیں۔

"باس وہ یہاں نہیں ہے" انہوں نے کہا تو اس آدمی نے سائرہ بیگم کو ضرور سے صوفے کی طرف دھکا دیا۔

"چلو پھر میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو" اس نے غصے سے کہا جب ان میں سے ایک خباثت سے سائرہ بیگم کو دیکھتا آگے بڑھا۔

"باس اب یہاں تک آئے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے اچھے تو نہیں لگتے" سائرہ بیگم کے سراپے پر اپنے غلیظ ہاتھ اور نظریں پھیرتے کہا جس پر وہ شخص بے ڈھنگا قہقہ لگا گیا۔

"کمینے ہو تم پورے پر کیا یاد کرو گے جاؤ عیش کرو" اس شخص کے کہنے پر جہاں سائرہ بیگم کی جان نکلی تھی وہیں دوسرا شخص ہنس دیا۔

"قریب مت آنا میرے، جان سے مار ڈالوں گی" پاس رکھی باسکٹ سے چھری اٹھاتے سائرہ بیگم نے کہا اور جلدی سے اٹھیں۔

"ارے کیوں وقت برباد کر رہی ہو؟ تمہارے حسن کو خراج ہی تو پیش کرنا چاہ رہا ہوں" وہ شخص ہنستا ہوا ان کی طرف بڑھا جب انہوں نے چاقو ہوا میں لہرایا، وہ شخص پیچھے ہوا تو سائرہ بیگم بھاگیں۔

"رک سالی، تیری تو میں" وہ شخص گالیاں بکتا ان کے پیچھے بھاگا۔ سائرہ بیگم باہر لان میں آکر اوپر جاتی سیڑھیوں پر بھاگیں۔

"وہیں رک جاؤ" وہ شخص ان کے پیچھے آیا جو شیڈ سے لگ چکی تھیں، پیچھے چھت ختم ہو چکی تھی، وہ مسلسل رو رہی تھیں، اس شخص نے انہیں پکڑنا چاہا جب وہ پیچھے ہوئیں ان کا پاؤں پھسلا۔ اس سے پہلے وہ کسی چیز کو پکڑ پاتیں دیر ہو چکی تھی۔

وہ بری طرح چھت سے گریں، اسی پل گیٹ سے جھانکتیں باطشہ بیگم کی نظر اندر کے منظر پر پڑی، انہوں نے بامشکل اپنی چیخ روکی تب ہی چھت پر کھڑے آدمی کی نظر ان پر پڑی۔

وہ حورب کو اٹھاتے مڑیں اور بنا سمت کا تعین کیے اندھا دھند بھاگنے لگیں، انہوں نے ایک پل کو بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ شخص جلدی سے نیچے آیا اور باس کے پاس پہنچا۔

"باس باطشہ باہر کی طرف بھاگی ہے" اس آدمی نے کہا تو مقابل نے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا۔

"تو سالے میرا منہ کیا دیکھ رہا ہے پکڑو اسے" وہ تینوں بھی ان کے پیچھے بھاگے۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد جمال صاحب کی گاڑی دروازے پر آکر رکی، گیٹ سے باہر اتا خون دیکھ کر وہ سب بری طرح چونکے۔

جلدی سے اندر آئے جب سامنے کا منظر سب کو اپنی جگہ ساکت و جامد کر گیا، چوکیدار مر چکا تھا جبکہ سامنے سائرہ بیگم گری ہوئی تھیں جن کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔

"سائرہ۔۔۔ بھابھی۔۔۔ مما" وہ سب چیختے ہوئے ان کی سمت بڑھے، جمال صاحب نے جلدی سے ان کی نبض چیک کی جو رک رک کر چل رہی تھی۔ سومیہ اور اسامہ خون دیکھ کر بری طرح خوفزدہ ہوئے جس پر عادل انہیں خود سے لگا گیا۔

"جمال جلدی کرو، ہوسپٹل چلو" وہ سب انہیں لیے تیزی سے ہوسپٹل پہنچے۔ جہاں انہیں ایمرجنسی میں لیجایا گیا۔۔ ایک گھنٹے کے صبر آزما وقت کے بعد ڈاکٹر روم سے باہر آئے۔

"ڈاکٹر میری بیوی" جمال صاحب تیزی سے ان کے قریب آئے۔ سومیہ، عادل اور اسامہ کا رو رو کر برا حال تھا، سومیہ تو بس سائرہ بیگم کے پاس جانا چاہتی تھی۔

"آئی ایم سوری جمال صاحب ہم آپ کے بچے کو نہیں بچا سکے، آپ کی بیوی کی حالت بھی بہت کریٹیکل ہے، چند گھنٹوں میں انہیں ہوش ناں آیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ سر پر چوٹ لگنے کے باعث حالت بہت نازک ہے، آپ کو ہر قسم کے حالات کے لیے تیار رہنا ہو گا" ڈاکٹر نے انہیں کسی قسم کی امید نہیں دلائی تھی۔

کئی گھنٹے کے انتظار کے بعد کہیں جا کر سائرہ بیگم کو ہوش آیا تھا، ان کی حالت ٹھیک نہیں تھی مگر وہ ہوش میں تھیں اور بول سکتی تھیں۔ جمال صاحب، کمال صاحب اور سفینہ بیگم ان سے ملنے گئے۔

انہوں نے اٹک اٹک کر انہیں ساری بات بتادی، جمال صاحب سامنے پڑی بیوی کی حالت پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے تو وہیں کمال صاحب بیوی اور بیٹی کی گمشدگی پر بکھر گئے تھے۔

"آ۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔۔ جمال۔۔۔ آپ۔۔۔ کی۔۔۔ امانت۔۔۔ کی حفاظت۔۔۔ نہیں کر سکی" سائرہ بیگم کا سانس اکھڑنے لگا تھا، ان کی پلس ریٹ گرتی جا رہی تھی، جمال صاحب رو دیئے۔

"مجھے چھوڑ کر مت جائیں سائرہ" انہوں نے شدید محبت کی تھی ان سے، ان سے بچھڑ رہے تھے تو لگ رہا تھا موت قریب آ رہی ہو۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ جمال" سفینہ بیگم کے کہنے پر وہ دونوں بھائی تیزی سے باہر بھاگے سفینہ بیگم نے بھی نکلنا چاہا جب سائرہ بیگم ان کا ہاتھ تھام گئیں۔

"ا۔۔۔ اماں۔۔۔ اس۔۔ عورت نے۔۔۔ ہمارا گھر۔۔۔ برباد کر دیا۔۔۔ میرے بچوں۔۔۔ بچوں کو۔۔ اس کے خون سے د۔۔۔ دور رکھیے گا۔۔۔ وعدہ کریں۔۔۔ میری سوم۔۔۔ سومی کو۔۔۔ د۔۔۔ دور

رکھیں گی۔۔۔اس کے۔۔۔ناپاک وجود۔۔۔سے جنی اولاد سے۔۔۔وعدہ کریں" وہ اپنی ممتا کا خون معاف نہیں کر سکتیں تھیں۔۔

وہ مر کر بھی اپنی اولاد کو اس عورت کی اولاد تک جانے نہیں دینا چاہتیں تھیں، ان کی حالت کے پیشِ نظر سفینہ بیگم کو وعدہ کرنا پڑا۔ اگلے ہی پل ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔

وہ ہمیشہ کی نیند سو گئیں، انہوں نے سفینہ بیگم کو اپنے وعدے میں جکڑ دیا تھا، ایسا وعدہ جس نے دو زندہ انسانوں کو جیتے جی مار ڈالا مگر قسمت انسان کی مرضی کے تابع نہیں ہوتی۔ ہوتا وہی ہے جو وہ مالکِ کائنات لکھ دیتا ہے۔

@@@@@@@

آج ان کے کالج میں اینول فنگشن تھا، سارے سٹوڈینٹس اور ٹیچرز بلیک اور ریڈ ڈریس کوڈ میں تھے، لڑکیوں کا ریڈ اور لڑکوں کا بلیک، ذوہان نے خود آج بلیک تھری پیس زیب تن کر رکھا تھا۔

فنگشن کے لیے مختلف سٹوڈینٹس نے مختلف شوز پیش کیے تھے، ذوہان ٹیچرز کے ساتھ سب سے پہلی رو میں بیٹھا تھا۔ کچھ دیر بعد سنیئر سٹوڈینٹس نے جونیئرز کو کچھ ٹائیٹلز دیئے۔

"انوسینٹ کوئین" جب مائیک میں یہ ٹائیٹل ان کی کلاس کے لیے بولا گیا تو سب کی نظریں بے ساختہ نایاب کی جانب اٹھیں، اتنے لوگوں کو اور خاص طور پر سپاٹ لائیٹ کو خود پر رکتا دیکھ وہ بری طرح نروس ہوئی۔

"دُرِ نایاب یوسف پلیز کم آن سٹیج" انہیں ناں صرف ٹائیٹلز دیئے جا رہے بلکہ ان سے ایک ڈیئر بھی پورا کروایا جا رہا تھا۔

وہ علیزے کے اشارے پر اٹھ کر سٹیج کی سمت بڑھی، ریڈ پاؤں کو چھوتے بال گاؤن میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی، ریڈ ہی حجاب اور نقاب میں اس کی دلکش آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس پر سب کے سامنے کھڑے بس بے ہوش ہونے کو تھی مگر ذوہان کی موجودگی اسے ہمت دے رہی تھی۔

"نایاب آپ کو وہاں بیٹھے لوگوں میں سے کسی ایک کو یہاں بلانا ہو گا اور اس کے ساتھ ڈانس کرنا ہو گا" اس کا ڈیئر اناونسس کیا گیا تو وہ کچھ دیر ساکت ہوئی۔ وہ یونیورسٹی خاصی ایڈوانس تھی سو وہاں یہ سب کچھ عام تھا۔

نایاب نے ایک نظر ذوہان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی سب کے سامنے اسے پکارتی، اس نے نظریں گھما کر انس کو دیکھا جو مسکراہٹ پاس کر رہا تھا۔ ذوہان نے اس کی نظروں کا فوکس بدلتے دیکھا تو اس کے نام لینے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ذوہان سر" وہ مضبوط قدموں سے چلتا سٹیج کی طرف بڑھنے لگا جبکہ سارے سٹوڈینٹس خاص کر لڑکیاں حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہیلو ایوری ون، آئی ایم ذوہان یوسف عالم، دُرِ نایاب یوسف عالم میری بیوی ہیں اور مجھے ہرگز اچھا نہیں لگے گا اگر میری بیوی میرے ہوتے کسی اور کے ساتھ ڈانس کریں گی تو" ذوہان نے مائیک تھامتے نایاب کو دیکھتے کہا، جو یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی، ڈائریکٹر سر بھی مسکرا دیئے۔

"یو نو ناں ہاؤ میڈ آئی ایم اباؤٹ یو سویٹ ہارٹ" مائیک میں ہی بولا جب وہاں سیٹیوں اور تالیوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ ذوہان اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے قریب کر گیا، اس نے سٹیپس شروع کیے تو وہاں کا شور و ہنگامہ تھم سا گیا۔

دلِ ناداں کی ہر خوشی تو ہے

میرے آنسو میری ہنسی تو ہے

تو محبت ہے زندگی تو ہے

دلِ ناداں کی ہر خوشی تو ہے

ساحر علی بگا کی آواز نے جیسے ان دونوں کو ہی ارد گرد سے غافل کر دیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے باقی سب فراموش کر چکے تھے۔

بات اترے تیرے دل میں

جو میرا دل سوچے

آئے دھڑکن میرے دل کی

تیرے دل سے ہو کے

بن اک خواب تیرے دل میں یوں اتر جاوں

تیرے آنکھوں کے شہر سے ناں لوٹ کر آؤں

دلِ ناداں کی بندگی تو ہے

تو ہی آنسو میری ہنسی تو ہے

تو محبت ہے زندگی تو ہے

@@@@@@@@@@

"ہووووو" ذوہان نایاب کے ماتھے سے ماتھا جوڑے باقی سب بھول چکا تھا جب میوزک بند ہوا اور چاروں طرف ہوٹنگ کی آوازیں گونج اٹھیں۔ نایاب خجل سی ہوتی جلدی سے دور ہوئی۔

"تھینک یو ایوری ون" ذوہان اس کا ہاتھ تھامے سب کا شکریہ ادا کرتا اسے لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"یہ سب کیا تھا ذو؟" وہ دونوں آڈیٹوریم سے نکل کر باہر یونیورسٹی کے ٹریک پر آ گئے تھے جب نایاب رکتے بولی۔

"کیا کیا تھا؟" اس نے انجان بننا چاہا۔

"آپ نے سب کو کیوں بتایا کہ ہم ہز بینڈ وائف ہیں؟" نایاب نے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا۔

"تو کیا کرتا میں؟ آپ کو اس گھونچو کے ساتھ ڈانس کرنے دیتا؟" ذوہان کے لہجے میں جلن بولی جس نے نایاب کو مزہ دیا تھا۔

"آپ تو مجھے چھوڑنے والے ہیں ناں پھر میں کسی بھی گھونچو کے ساتھ ڈانس کروں کیا فرق پڑتا ہے؟" نایاب اپنی خوشی چھپاتے سنجیدگی سے بولی۔

"یہ آپ کی غلط فہمی ہے مسز ذوہان یوسف کہ آپ کبھی ذوہان یوسف سے الگ ہو سکتی ہیں" ذوہان اسے دونوں بازوں سے تھامتے اپنے قریب کرتے بولا۔

"غلط فہمی تو مجھے پہلے تھی کہ ذوہان یوسف کو مجھ سے محبت ہے مگر اب تو ساری غلط فہمیاں دور ہو گئیں" آج تو وہ اس بندے سے بھرپور اظہار کروا کر ہی ماننے والی تھی۔

"ذوہان یوسف کو دُرِ نایاب یوسف سے صرف محبت ہی نہیں عشق ہے، میرے سوا کوئی آپ کو چھونے کا سوچے کا بھی تو اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا، کوئی آپ کو پیار کرنے کا خیال دل میں لائے گا تو اس کے دل کو نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا" وہ اسے بے پناہ قریب کیے شدت سے بولا تو نایاب ساکت سی اسے دیکھے گئی۔

"میں صرف آپ کی ڈگری پوری ہونے تک اپنے جذبات خود تک رکھنا چاہتا تھا تاکہ آپ بناڈسٹرب ہوئے پڑھ سکیں مگر شاید میں غلط تھا۔میری نایاب اتنی بہادر تو ہیں کہ میری محبت اور اپنی سٹڈیز کو ایک ساتھ سنبھال سکیں"اس کی ناک دباتے دھیما سا مسکرا کر بولا تو نایاب رو دی۔

"بہت برے ہیں آپ ذو، جانتے ہیں کتنا رُلایا ہے آپ نے مجھے"وہ روتے ہوئے بولی تو ذوہان اسے خود سے لگا گیا۔

"مجھے معاف کر دیں بٹر کپ، میں سچ میں بہت زیادتی کر گیا ہوں آپ کے ساتھ مگر آپ کو یقین ہونا چاہیے تھا کہ آپ کے ذو کی ساری محبتوں کی تنہا وارث ہیں آپ"اس کی پشت سہلاتے حوصلہ دیا۔

"جانتی تھی میں بس آپ سے سننا چاہتی تھی، آپ کا بار بار یہ کہنا کے میرا دل بدل جائے گا اور آپ مجھے کسی اور کو سونپ دیں گے یہ سب میرے دل پر کتنا گراں گزرتا تھا آپ کبھی نہیں جان سکتے"نایاب کی تکلیف اس کے لہجے سے ظاہر تھی۔

"مجھے معاف کریں دیں سویٹی، میں خود کو آپ پر بوجھ نہیں بنانا چاہتا تھا۔ مجھے لگتا تھا آپ کی مجھ سے محبت محض ایک لگاؤ ہے جو بچپن سے ساتھ رہنے کے باعث ہے۔ اگر کبھی آپ کو ہمارا رشتہ بوجھ لگنے لگتا تو شاید میں برداشت ناں کر سکوں گا" ذوہان اپنی پچھلی سوچ اس پر آشکار کر رہا تھا۔

"اب تو یقین آ گیا ناں آپ کو؟" نایاب چہرہ اس کے مقابل لاتے بولی۔

"ہاں میں سمجھ گیا ہوں کہ میری ننھی سی پرنسس مجھ سے بڑا اپکا عشق کر بیٹھی ہیں" جھک کر پورے مان سے اس کی جبین چومی تھی۔

"دوبارہ مجھے خود سے دور کرنے کا تو نہیں سوچیں گے ناں؟" معصومیت سے پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

"آپ چاہیں گی تو بھی نہیں، اب نایاب کو ذوہان سے صرف موت جدا کر سکتی ہے" اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکائے پورے عزم سے بولا۔

"نہیں، موت بھی نہیں" نایاب پوری شدت سے اس کا کوٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی ذوہان اس کی شدت پر مسکرا دیا۔

"گھر چلیں؟ سردی ہو رہی ہے" ذوہان اسے سیدھا کرتے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔ ذوہان اس کا ہاتھ تھامے واپسی کے لیے نکل آیا۔

لے کر ہاتھوں میں ہاتھ عمر بھر کا سودہ کر لیں

کچھ محبت تم کر لو کچھ محبت ہم کر لیں

@@@@@@@@@@

"حور، اٹھیں میری جان ناشتہ کر لیں پھر مجھے پولیس اسٹیشن جانا ہے" حور ابھی سو رہی تھی جبکہ عادل ناں صرف ناشتہ بنا چکا تھا بلکہ تھانے جانے کے لیے بلکل تیار تھا۔ حور کا بخار اتر چکا تھا تب ہی وہ کسمساتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

"ہمیں نہیں کرنا کوئی ناشتہ" عادل جو آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا جب اس کی خفگی بھری آواز سنتے چونکا۔

"کیوں بھئی؟ کیا ہوا؟" سب چھوڑ تا وہ اس کے مقابل آ رکا۔

"بس ہمیں نہیں کھانا کچھ بھی" اس کے چہرے پر صاف ناراضگی جھلک رہی تھی۔

"حور مجھے پریشان کیوں کر رہی ہیں یار؟ مجھے آپ کو ناشتہ کروا کر جانا ہے۔ بنا آپ کو میڈیسن دیئے میں ہرگز نہیں جاؤں گا" عادل اس کے سامنے بیٹھ گیا جو نا جانے کیوں ایسا رویہ رکھ رہی تھی۔

"ہم ان دیواروں کو دیکھ دیکھ کر تنگ آ گئے ہیں، ہمیں نہیں پتا ہمیں باہر جانا ہے" اس کے روہانسی ہونے پر عادل کو افسوس ہوا۔ سچ میں وہ جب سے یہاں آئے تھے حور باہر نہیں نکلی تھی۔ سارا سارا دن کوئی ہوتا بھی نہیں تھا اس سے بات کرنے کے لیے۔

"میں جانتا ہوں آپ یہاں رہ کر بور ہو گئی ہیں مگر آپ جانتی ہیں ناں شکیل مٹھن کے آدمی آپ کی تلاش میں ہیں اگر اسے آپ کی بھنک بھی لگ گئی تو وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں" وہ حور پر رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"کیا ہم کھل کر سانس بھی نہیں لے سکتے؟ وہ شخص کیوں ہمارے پیچھے پڑا ہے؟ کیوں ہمیں جینے نہیں دیتا؟" حور کہتے کہتے رو دی تو عادل اسے خود سے لگا گیا۔

"حور میری جان روئیں مت، بس مجھے کچھ دن دے دیں پھر آپ کی ہر خواہش پوری کروں گا۔ آپ کھل کر جئیں گی، جو بھی کرنا چاہیں گی سب کریں گی" عادل کا بس چلتا تو اسی پل شکیل مٹھن کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا جس کی وجہ سے حور رو رہی تھی۔

"ہمیں کچھ نہیں معلوم، ہمیں باہر جانا ہے تو مطلب جانا ہے" حور ضدی انداز میں بولی۔

"ارے ارے کیا ہو گیا ہے؟ میری حور تو خاصی تحمل مزاج اور سمجھدار تھیں یہ مس ضدی اور روتو کون ہیں؟" عادل اس کے ایسے انداز پر حیران ہوا۔

"خود تو آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اگر رہنا پڑے ہماری طرح سارا دن اکیلے تب پتا چلے گا آپ کو" حور بیماری کی وجہ سے چڑچڑی ہو رہی تھی۔

"اوکے اگر آپ ناشتہ کریں اور میڈیسن لیں تو کچھ سوچا جا سکتا ہے" عادل نے لالچ دیا تو حور جلدی سے سیدھی ہوئی۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" بے یقینی سے پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"بلکل سچ پر پہلے ناشتہ کرنا ہو گا چلیں" مضبوط لہجے میں کہتے بنا اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیئے وہ اسے اٹھائے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ناشتہ کرواتے اسے میڈیسن دی جو اس نے منہ کے ہزار قسم کے زوایے بناتے کھائی تھی۔ عادل اس کے کیوٹ کیوٹ تاثرات دیکھتا مسکراتا گیا۔

"ہم نے سب کھالیا اب بتائیں ناں ہمیں کب لے کر جائیں گے باہر؟" دوائی نگل کر پانی کا پورا گلاس پیتے بولی تو عادل ہنس دیا۔

"آپ آج رات تک تیار رہیئے گا جب میں لوٹوں گا تو ہم باہر چلیں گے اوکے؟" عادل اس کی گال کھینچتے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔

"چلیں اب آپ جا کر آرام کریں، بار بار اپنا فیور چیک کر کے مجھے بتانا ہے آپ نے اگر دوبارہ بخار کروایا تو میں کہیں لیکر نہیں جاؤں گا" عادل نے اس کا سر تھپتھپاتے کہا۔

"ہم اپنا پورا خیال رکھیں گے" اسے یقین دلایا تو وہ مسکرا دیا۔

"شاباش، اوکے مجھے اجازت دیں" جھک کر اس کا سر چومتے بولا۔

"فی امان اللہ" اس کے جاتے حور نے زیر لب آیت الکرسی پڑھتے اس کی پشت پر پھونک ماری۔

@@@@@@@@@@

"سومی تیار ہو جائیں" سومیہ ناشتہ بنا رہی تھی جب اسامہ جاگنگ سے واپس لوٹا کچن میں ہی چلا آیا۔

"کس خوشی میں؟" سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"یار اکل آپ ہی تو مجھ سے خفا ہو رہی تھیں کہ میں آپ کو یہاں اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہوں تو آج آپ میرے ساتھ ہو سپٹل چل رہی ہیں" اسامہ نے کندھے اچکاتے لاپرواہی سے کہا اور فریج سے نکال کر جوس پینے لگا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا" سومیہ سنجیدگی سے کہتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"کیوں؟" وہ مڑتے دوبارہ چولہے کی سمت متوجہ ہوئی تو اسامہ اس کی پشت پر رکتا اس کے دونوں کاونٹر پر ہاتھ ٹکائے جھکا۔

"بس میری مرضی" اس نے کندھے اچکاتے لاپرواہی سے کہا جس پر اسامہ شرارت سے مسکرا دیا۔

"ویسے آج میرا بھی موڈ نہیں ہے ہوسپٹل جانے کا، میں نے تو سوچا تھا زوجہ محترمہ کو ساتھ لے جاوں گا تو دونوں کا وقت اچھا گزر جائے گا مگر اب جب آپ کا موڈ نہیں ہے تو کیوں ناں اس موقع کا فائدہ اٹھایا جائے؟" اسامہ اس کے کان کے قریب جھکا بول رہا تھا جبکہ اس کی گرم سانسیں سومیہ کو جھلسائے دے رہی تھیں۔

"کی۔۔۔۔کیسا فائدہ؟" اس کے گھمبیر لہجے پر وہ چاہ کر بھی خود کو نروس ہونے سے ناں روک سکی۔

"میں، آپ اور یہ تنہائی، اس پر یہ سرد موسم، کیا کیا ہو سکتا ہے یا یوں کہوں کیا نہیں ہو سکتا جانم" اس کے یوں نروس ہونے پر اسامہ بامشکل اپنی ہنسی دبا سکا۔

"اپنی چھچھوری حرکتوں سے بعض آجاو اسامہ کمال ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" سومیہ نے اس کی طرف مڑتے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے دور دھکیلنا چاہا، وہ دور تو کیا ہی ہوتا اس سب میں وہ دونوں مزید قریب آ گئے تھے۔

"ابھی تو میں نے کوئی چھچھوری حرکت کی ہی نہیں میری جان" سومیہ کا ہاتھ اس کے دل کے مقام پر تھا، وہ اس کے مزید قریب جھک آیا، دونوں کے درمیاں بامشکل چند انچ کا فاصلہ تھا۔

"ا۔۔۔اسامہ" سومیہ کے لب بے آواز ہلے، اس کی ایسی نازک حالت اسامہ کو مزہ دے رہی تھی۔

"جی جانِ اسامہ؟" محبوبانہ انداز میں جواب دیا، سومیہ تو اس کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر صدمے میں غرق ہو رہی تھی۔

"کونسا سستے قسم کا نشہ کر کے آرہے ہو؟" سومیہ نے اسے دھکا دیا تو وہ اس پر ترس کھاتا خود ہی کچھ قدم دور ہو گیا۔

"اسامہ کمال صرف ان قاتلانہ آنکھوں کے نشے میں گم ہے، ہاں ایک اور نشہ کرنے کی خواہش ضرور ہے" انگوٹھے سے اس کی آنکھوں کو چھوتے آخر میں جن نگاہوں سے اس کے لبوں کو دیکھا تھا وہ بیچاری شرم سے ڈوب مرنے کو تھی۔

"تم اتنے بے شرم کیوں ہو اسامہ کمال؟" سومیہ بے بسی سے بولی تو وہ دلکشی سے مسکراتا چند قدم اس کے قریب ہوا۔

"یہ سراسر الزام ہے مجھ معصوم پر، اتنے دنوں سے میرے ساتھ رہ رہی ہیں، ایمان داری سے بتائیں کبھی کوئی ایسی حرکت کی ہو جو بے شرمی کے زمرے میں آئے؟" چہرے پر انتہا کی معصومیت لیے پوچھا۔

"تم یہاں سے جانے کا کیا لو گے؟" اب تو بس ہاتھ جوڑنے والی کسر رہ گئی تھی۔

"صابر سا آدمی ہوں، جو آپ پیار سے دے دیں گی باخوشی لے لوں گا" شرارت سے نچلا لب دبائے کہا جبکہ سومیہ نے مٹھیاں بینچتے اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔

"اس سے پہلے کے میرا دماغ پھر جائے، گیٹ آوٹ فرام ہئیر اسامہ کمال" اس کا لہجہ اس کے ضبط کا گواہ تھا۔

"کر لیں جتنے ستم کرنے ہیں مظلوم پر الگ سے حساب ہو گا اس کا" وہ کونسا کم تھا، منہ بسور کر دھمکی دی تھی۔

جانم دیکھ لو مٹ گئی دوریاں

میں یہاں ہوں یہاں ہوں

یہاں ہوں یہاں

کیسی سرحدیں کیسی مجبوریاں

میں یہاں ہوں یہاں ہوں

یہاں ہوں یہاں

"اسامہ کمال۔۔۔۔۔" جاتے جاتے وہ اسے چھیڑنے کو گنگنایا تو سومیہ چیخی جبکہ اسامہ ہنستا ہوا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا، وہ صرف اس کے اور اپنے درمیان موجود سرد سی جنگ کو ختم کرنا چاہتا تھا، بھلے ہی لڑتے جھگڑتے ہوئے ہی سہی وہ اس سے بات تو کرتے تھی، اس کے قریب تو رہتی تھی اور فلحال اسامہ کے لیے اتنا ہی کافی تھا، اسے یقین تھا آج نہیں تو کل سومیہ کو اس کی بے گناہی کا یقین ہو ہی جاتا کیونکہ آخر میں جیت تو محبت کی ہی ہونا تھی۔

@@@@@@@@

باطشہ بیگم نہیں جانتی تھیں وہ کس طرف جا رہی ہیں یا ان کی منزل کیا؟ وہ صرف یہ جانتی تھیں کہ اگر انہوں نے قدم روکے تو وہ تو عزت اور جان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی ساتھ ہی حورب کی زندگی کو بھی خطرے میں ڈال دیں گی۔

وہ بس اسٹیشن پر پہنچیں اور بنا دیکھے ایک بس میں جا کر بیٹھ گئیں، انہوں نے ناں صرف اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا بلکہ حورب کو بھی اپنی چادر کے نیچے چھپا لیا۔ بس چلنا شروع ہوئی تو انہیں کچھ سکون محسوس ہوا۔

چند گھنٹوں بعد بس ایک جگہ رکی، باہر سے آتی آوازوں پر انہیں علم ہوا کہ وہ لاہور میں ہیں مگر اس وقت ان کے پاس ان سب کے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں تھا۔۔۔

ان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے، چہرے پر گھبراہٹ کے آثار صاف نمایاں تھے، کوئی بھی انہیں دیکھ کر ان کے خوف کا اندازہ لگا سکتا تھا۔

"بیٹھو بی بی کہاں جانا ہے میں چھوڑ دیتا ہوں" وہ بس سے نکل کر سڑک پر آ کھڑی ہوئیں جب ایک رکشہ آ کر ان کے قریب رکا۔

"ن۔۔۔ نہیں ہمیں کہیں نہیں جانا" اچانک اس کے بولنے پر وہ بری طرح چونکیں، رات ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ارد گرد بھی اب ہلچل زیادہ ہونے لگی تھی۔

"بیٹھ جاؤ بی بی، مناسب قیمت میں تمہاری منزل تک پہنچا دوں گا" رکشہ ڈرائیور نے اسرار کیا۔ وہ ابھی ہاں یا ناں کے گرداب میں پھنسی تھیں جب انہیں کچھ دور اپنے پیچھے آنے والوں میں سے کسی کا گمان ہوا۔

"چ۔۔۔ چلو" وہ خوفزدہ سی جلدی سے رکشے میں بیٹھ گئیں۔ رکشہ ڈرائیور نے رکشہ سٹارٹ کرتے آگے بڑھا دیا۔

"م۔۔۔ مما ہم کہاں جا رہے ہیں؟" ننھی سی حورب جو نا جانے کب اس کی گود میں سو گئی تھی اب آنکھ کھلی تو خوفزدہ سا پوچھا۔

"پتا نہیں میری جان" باطشہ بیگم حورب کو ساتھ لگتے بامشکل بول سکیں، ان کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ گال پر بہہ نکلا۔

"کوئی ٹھکانہ نہیں ہے تو مجھے بتاؤ شاید میں کوئی بندوبست کر سکوں" رکشہ ڈرائیور فرنٹ مرر سے انہیں گھورتا بولا تو وہ چونکیں۔

انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں بھی ایک ابلیس کا ٹھکانہ نظر آیا، اس وقت انہیں ہر اس مرد سے نفرت سی محسوس ہوئی جن کے لیے بنت حوا صرف گوشت پوست کا ٹکرا تھی جو جہاں ملے بس اس پر ٹوٹ پڑا جائے۔

"رکشہ روکو" ان کے اندر کی عورت اچانک ہی طیش زدہ ہوئی جس پر وہ سختی سے بولیں، ان کے انداز پر رکشہ ڈرائیور کا پاؤں بریک پر پڑا۔

"ارے بی بی میں تو کہہ رہا تھا کوئی مکان ڈھونڈ دیتا ہوں تمہیں رہنے کو" وہ شخص لہجہ بدلتے بولا مگر باطشہ بیگم رکشے سے اتر چکیں تھیں۔

"آپ کا بہت شکریہ مگر ہمیں ضرورت نہیں ہے، یہ آپ کے پیسے" انہوں نے ہاتھ میں مڑے ہوئے پیسے اسے تھمائے، یہ بھی شکر تھا حورب کو شاپ پر لیجانے کے باعث ان کا پرس ان کے پاس تھا۔

"ارے ارے اتنی بھی کیا بے رخی، رکو تو سہی" اس شخص نے ان کا پیسے تھماتا ہاتھ پکڑنا چاہا جب وہ اپنا پاؤں اس کے پاؤں پر مارتے ہاتھ چھڑاتے بھاگیں۔

وہ پیچھے دیکھ کر بھاگ رہی تھیں جب سڑک پار کرتے دوسری سمت سے آتی گاڑی کو ناں دیکھ سکیں، نتیجتاً ایک زوردار تصادم ہوا اور اگلے ہی پل ان کے ساتھ ساتھ حورب کا ننھا وجود بھی ہوا میں اچھلتا دور جا گرا۔

باطشہ بیگم نے تکلیف سے بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ حورب کو دیکھنا چاہا مگر انہیں کچھ دیکھائی ناں دے سکا، آنکھوں کے سامنے دھند چھائی اور اگلے ہی پل وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی چلی گئیں۔

دوسری طرف کمال خان سب کوششیں کر چکے تھے مگر انہیں باطشہ بیگم اور حورب کی کوئی خبر ناں مل سکی، ایک طرف ماں کی اچانک موت اور دوسری طرف حورب کی گمشدگی نے سولہ سالہ عادل کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ صبح تک وہ لوگ سائرہ بیگم کو دفن کر چکے تھے، کمال صاحب ہر جگہ تلاش کے بعد خالی ہاتھ حویلی لوٹ آئے۔

اسی دن شام کے قریب انہیں لاہور ہوسپٹل سے فون آیا جن کے مطابق ان کے ہاں دو مردہ وجود تھے ایک عورت اور ایک چھوٹی بچی کا جن کے پاس موجود سامان میں آئی ڈی کارڈ ملا جس پر ان کا نام اور پتا لکھا تھا۔

سائرہ بیگم کے بعد باطشہ بیگم اور حورب کی موت کسی دھچکے سے کم نہیں تھی۔ ان دونوں کی باڈیز کو گھر لایا گیا، ایکسیڈینٹ کی وجہ سے ان کی حالت بہت خراب تھی۔

عادل تو اپنی حورب کی لاش دیکھ کر پاگل سا ہو اٹھا تھا۔ وہ جوانی کی سرحدوں کو چھوتا لڑکا جو ہمیشہ سے حورب کو بہت خاص رکھتا تھا، وہ ہمیشہ سے کہتا تھا حورب کو اللہ نے اس کے لیے بھیجا ہے۔

آج اس پر انکشاف ہو رہا تھا کہ وہ حورب سے عشق کرتا ہے، اسے لگ رہا تھا جیسے دنیا ختم ہو گئی ہو، اس نے اپنی زندگی اس ننھی پری کے بنا تصور تک ناں کی تھی جو اسے یوں بیچ راہ میں چھوڑ کر چلی گئی۔

وہ سب روتے رہے تڑپتے رہے مگر جانے والے جا چکے تھے ان کا واپس لوٹنا ناں ممکن تھا لیکن اس دن سے عادل کی زندگی کا مقصد اپنی ماں، اپنی چچی اور سب سے بڑھ کر حورب کا بدلہ لینا تھا۔

@@@@@@@@@@

"ذو۔۔۔"وہ دونوں گھر لوٹے تو ذوہان اسے اس کے کمرے میں جانے کا کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا جب نایاب کی آواز پر رکا، مڑ کر اس کی سمت دیکھا جو چہرے پر معصومیت طاری کیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ذوہان بنا اس کے بولے بھی جانتا تھا وہ کیا کہنا چاہتی ہے تب ہی بے ساختہ مسکرا دیا، اس سے زیادہ اس کی بٹرکپ کو جلدی رہتی تھی اس کے پاس آنے کی۔

"نو بٹرکپ"ہنس کر نفی میں سر ہلایا تو وہ منہ بسور گئی۔

"پلیز ذو"التجائیہ انداز میں کہا، ذوہان کو سمجھ نہیں آرہا تھا اس لڑکی کا کیا کرے۔

"بس اسی لیے میں آپ کو کچھ نہیں بتا رہا تھا، میں نہیں چاہتا آپ مجھ میں کھو کر اپنی سٹڈیز کا حرج کریں، آپ جانتی ہیں ناں آپ کو ڈاکٹر بنا دیکھنا میرا اور پوری فیملی کا خواب تھا"ذوہان بے بسی سے بولا، ایک

طرف اس لڑکی کی ضد تھی تو دوسری طرف خود اس کا اپنا دل بھی آج کل عجیب و غریب فرمائیشیں کرتا رہتا تھا۔

"میں پرامس کرتی ہوں ذو آپ کو تنگ نہیں کروں گی، پہلے بھی تو آپ کے ساتھ ایک روم میں رہ لیتی تھی ناں اور اپنی سٹڈیز پر بھی پورا فوکس کروں گی پکا پرامس" نایاب اسے یقین دلاتے بولی۔

ذوہان اسے بتا نہیں سکا کہ پہلے اور اب میں بہت فرق تھا، پہلے وہ اسے بچی سمجھ کر ٹریٹ کرتا تھا مگر اب جب جذبات بدلے تھے تو دل ہر پل اس کی جانب ہمکنے لگتا تھا۔ ان دونوں کے مابین گزرے ان چند نازک لمحوں نے اسے قربت کے نئے ذائقوں سے متعارف کروا دیا تھا۔

"چلیں ناں ذو" ذوہان کو خیالوں میں گم پا کر نایاب اس کی بازو ہلاتے اسے ہوش کی دنیا میں واپس لے آئی، اسے ضد پر ڈٹا دیکھ کر ذوہان کو اس کی بات ماننا ہی پڑی۔

نایاب روم میں آتے اس کی کبرڈ میں رکھی اس کی ٹی شرٹ اور ٹراوزر لیتے چینج کرنے چل دی، جب تک وہ چینج کر کے لوٹی تب تک ذوہان بھی چینج کر چکا تھا۔ نایاب آکر بیڈ پر اپنی جگہ دراز ہو گئی، ذوہان اس سے بچنے کو اپنی کسی فائل میں مگن ہو گیا۔

"کیا کر رہے ہیں ذو، آکر سو جائیں اب" نایاب کچھ دیر سونے کی کوشش کرتی رہی مگر نہیں کر سکی، جانتی تھی اب نیند اسے ذوہان کے قریب ہی آنی تھی۔

"مجھے تھوڑا سا کام کرنا ہے بٹر کپ آپ سو جائیں" بنا اس کی سمت دیکھتے کہا جس پر نایاب منہ بسور کر رہ گئی۔

"مجھے آپ کے بنا نیند نہیں آ رہی ذو" کچھ دیر دوبارہ یونہی گزری مگر نایاب کو چین ناں ملا تو اٹھ کر اس کی گرسی کا رخ اپنی جانب کرتی اس کے زانوں پر بیٹھ گئی۔

اس کی گردن کے گرد بازو باندھتے سر اس کے کندھے پر رکھتی آنکھیں موند گئی، ذوہان ایک نظر اس کے سر پر ڈالتے نفی میں سر ہلا گیا۔

"ذو" بند آنکھوں سے اسے پکارا جو بامشکل اپنا دھیان فائل میں لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جی میری جان؟" اس کے اتنے پیار سے پکارنے پر وہ فائل ٹیبل پر رکھتا اس کی سمت متوجہ ہوا۔

"آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں؟" نایاب کے لیے ذوہان کا اظہار خواب سا تھا، جتنا ذوہان نے اسے اپنے اظہار کے لیے ترسایا تھا اس کی بے یقینی تو لازم تھی۔

"آپ جانتی ہیں ذوہان یوسف آپ سے کتنی محبت کرتا ہے" جھک کر اس کا سر چومتے اعتماد سے کہا جیسے یقین ہو کہ وہ جانتی ہے۔

"آپ اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت نایاب یوسف سے کرتے ہیں" سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا تو ذوہان بھی مسکرا دیا۔

"آپ جانتی ہیں جب آپ پیدا ہوئی تھیں تو عالم ولاز میں جشن ہوا تھا، ہر کوئی آپ پر صدقے واری جاتا تھا، بابا، مما، چاچو، چچی سب کی جان تھی آپ میں۔ میں نے جب پہلی بار آپ کو یوں گود میں لیا تو آپ کا پیارا سا چہرہ دیکھتے میرے ہونٹ اپنے آپ مسکرانے لگے۔ آپ کا نام میری پسند پر رکھا گیا تھا" ذوہان اس کے بال سہلاتا ماضی میں گم سا ہو گیا تھا۔

"آپ شروع سے مجھ سے بہت اٹیچڈ تھیں، جب آپ نے بولنا شروع کیا تو ہر وقت ذوذو کرتی رہتیں، مما لوگ آپ کے منہ سے ذوسن کر ہنس دیتے" وہ یہ باتیں اسے کئی بار بتا چکا تھا مگر وہ ہر بار ایک سے اشتیاق سے سنتی تھی۔

"چاچو نے ہمارے نکاح کی بات کی تو مما بابا نے خوشی خوشی ہاں کر دی میں تھوڑا ہچکچا رہا تھا کیونکہ عمر میں آپ سے اتنے سال بڑا جو تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کل چل کر آپ کو لگتا کہ آپ کے ساتھ ہوئی زیادتی کی

گئی تھی" ذوہان نے مسکراتے لب کچھ پل کو سکڑے جب نایاب اس کے چہرے کا ہاتھ رکھتے تھوڑا سا اٹھتی اس کی گال پر لب رکھ گئی۔

"میرے بابا کا فیصلہ بہترین تھا، آپ کی ہونا میرے لیے خوش بختی ہے" وہ جس انداز میں بولی ذوہان دلکشی سے مسکرا دیا۔

"آج یقین ہو گیا ہے کہ ماں باپ اولاد کے لیے کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے، وہ جانتے تھے کل چل کر یہ ننھی سی نایاب ان کے بیٹے کا سکون، اس کی محبت اور روح بننے والی ہیں" نایاب کا چہرہ دیکھتے وہ دیوانگی سے بولا۔

"اور ان کا بیٹا ان کی بیٹی کا سب کچھ" نایاب محبت پاش لہجے میں بولتی اس کے کندھے پر لاڈ سے سر ٹکا گئی۔

"ہمیں سو جانا چاہیے بٹر کپ" اس کی محبت پر ذوہان کو دل پوری شدت سے دھڑکا۔

"آپ کا دل بہت تیز دھڑک رہا ہے ذو" نایاب کو اس کی دھڑکن اپنے دل میں گونجتی سنائی دی تو سیدھی ہوتے بولی۔

"جب آپ پاس ہوتی ہیں تو یہ دل ایسے ہی دھڑکتا ہے، اگنور کریں" وہ اسے دونوں بازوں میں اٹھاتا بستر کی طرف بڑھا۔

"سو جائیں شاباش، صبح آپ کو کالج بھی جانا ہے" اسے لیٹاتے اس کا ماتھا چومتے کہا تو وہ مسکرا کر آنکھیں موند گئی، ذوہان اپنی جگہ آتے دراز ہوا تو نایاب رخ پلٹتی اس کے کندھے سے لگتی سو گئی، ذوہان اس کی حرکت پر نفی میں سر ہلاتا ہنس دیا۔

@@@@@@@@

"حور۔۔۔" صبح سے عادل اسے پکارتا پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا مگر وہ اسے بری طرح نظر انداز کر رہی تھی۔ عادل نے کل رات اسے گھمانے لے کر جانے کا وعدہ کیا تھا مگر تھانے میں ایمرجنسی ہو جانے کی وجہ سے وہ لوٹ نہیں سکا۔

جب تک گھر آیا رات کا ایک بج رہا تھا اور حور پوری طرح نیند کی آغوش میں ڈوبی ہوئی تھی سو عادل نے اس کی نیند خراب کرنے سے پرہیز کیا۔

"یار امیری بات تو سنیں ناں" وہ کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی جب عادل اس کے قریب پہنچتا کھینچ کر اسے دیوار سے لگاتا دونوں اطراف ہاتھ ٹکا گیا۔

"ہمیں ناشتہ بنانے دیں" خفگی سے بنا اس کی سمت دیکھے خود کو چھڑانا چاہا۔

"میری بات سن لیں یار پھر جو سزا دینی ہو دے لیجئیے گا" عادل نے التجائیہ انداز میں کہا تو وہ اس سے بازو چھڑا گئی۔

"آپ کو ہمیں کوئی ایکسکیوز دینے کی ضرورت نہیں ہے، ہم جانتے ہیں آپ کا کام ہم سے زیادہ ضروری ہے۔ ہم ہیں ہی کون؟ صرف ایک غیر ضروری بوجھ جو زبردستی آپ کو خود پر مسلط کرنا پڑا" وہ نم ہوتی آواز کو بامشکل قابو کرتی تلخی سے بولی۔

"ایسی باتیں مت کریں حور" اس کی باتوں پر عادل کے ماتھے پر تیوری آئی۔

"کیوں ناں کہیں؟ یہی تو سچ ہے آپ کی محبت ہم نہیں کوئی اور تھی اور یہ سب چونچلے تو محبت میں اٹھائے جاتے ہیں۔ ہم تو صرف ایک بوجھ۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی تو عادل اس کے بالوں کو گرفت میں لیتا خود کے قریب کھینچتا اس کی سانسوں کی ڈور الجھا گیا۔

"دوبارہ خود کو بوجھ کہنے کی غلطی مت کریئے گا ورنہ اتنی معمولی سزا پر معافی نہیں ملے گی آپ کو۔ بیوی ہیں آپ میری سمجھیں آپ، کل تھانے میں ایمرجنسی کیس آگیا تھا جس سے میں چاہ کر بھی نکل نہیں

سکا۔ہاں میری غلطی ہے جس کے لیے میں معافی مانگتا ہوں" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے سختی سے بولتا آخر تک وہ شرمندہ ہوا۔

حور اس کے انداز پر بری طرح رو دی، کتنی خوش تھی کل وہ کہ وہ عادل کے ساتھ گھومنے جائے گی مگر عادل نے ناں آکر اس کی ساری خوشی ملیامیٹ کر دی، دیر رات تک اس کا انتظار کرتی وہ رو کر سوئی تھی۔

"شششش، بس سویٹ ہارٹ میں اپنی غلطی کی تلافی کرنے کو تیار ہوں، میں آج کہیں نہیں جا رہا ہم دونوں آج سارا دن ایک ساتھ گزاریں گے" اسے روتا دیکھ عادل اسے خود سے لگا گیا۔

"آپ بہت برے ہیں، ایسا کوئی کرتا ہے کیا؟" حور روتے روتے سر اٹھا کر شکوہ کرتی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولی اس کی بھیگی حسین آنکھوں پر عادل بامشکل اپنے ڈولتے دل کو سنبھال سکا۔

"میں واقع بہت برا ہوں ان حسین آنکھوں میں میری وجہ سے آنسو آئے ہیں اور میرا یہ گناہ بہت بڑا ہے" عادل اس کی بھیگی آنکھوں پر لب رکھتے بولا۔

"چلیں جلدی سے ریڈی ہو جائیں ہم ناشتہ بھی باہر کریں گے" اسے شرم سے سرخ پڑتا دیکھ عادل بات بدل گیا۔ وہ سر ہلاتے جلدی سے اس کے حصار سے نکلتی تیار ہونے چل دی۔

کچھ ہی دیر میں وہ تیار ہو کر آ گئی، اس نے پیچ کلر کا سٹائلش ساڈریس پہنا تھا، سر پر سٹالر سے حجاب لیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی، عادل خود بھی چینج کر چکا تھا تب ہی اس کا ہاتھ تھامے باہر نکلا۔

ان دونوں نے سارا دن خوب انجوائے کیا تھا۔ عادل نے اسے ناشتے کے بعد ڈھیر ساری شاپنگ کروائی، دوپہر میں لنچ کے بعد وہ دونوں ویڈیو گیمز کھیلنے ایک کیفے میں آ گئے، حور کو یہ گیمز نہیں آتی تھیں مگر عادل کے سیکھانے کا بعد اسے مزہ آنے لگا۔

شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ دونوں واپسی کے لیے نکلے۔ ابھی وہ دونوں ڈنر کر کے نکلے ہی تھے جب ایک گاڑی آ کر ان کے پیچھے رکی، اس سے پہلے عادل مڑ کر کچھ سمجھتے کوئی ایکشن لیتا کسی نے اس کے سر پر زوردار انداز میں وار کیا۔

"عادی۔۔۔۔"حور بری طرح چیخی مگر آنے والوں میں سے ایک نے اس کے منہ پر کلوروفارم سے بھیگا رومال رکھتے بے ہوش کر دیا۔

"ک۔۔۔۔کیا ہو رہا ہے یہاں؟"تب ہی ایک نسوانی آواز پر وہ سب اس کی سمت متوجہ ہوئے،اس لڑکی کی دلکش آنکھیں دیکھتے ان سب کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

"اس بلبل کو بھی پکڑو،رسیلی بائی منہ مانگا انعام دے گی"ان میں سے ایک نے کہا تو دوسرا جلدی سے اس کی طرف بڑھا جس کے قدم خوف کے باعث زمین میں جکڑے گئے تھے۔

نایاب جو ذوہان کے ساتھ ڈنر کے لیے آئی تھی،ذوہان کو اندر بل پے کرتے دیکھ یونہی باہر نکل آئی جب اس کی نظر سامنے کے منظر پر ساکت ہوئیں،کچھ لوگ ایک لڑکی کو کھینچ رہے تھے اور ایک لڑکا سامنے گرا ہوا تھا وہ خود کو بولنے سے بعض ناں رکھ سکی مگر نہیں جانتی تھی اس کی یہ حرکت اسے کتنی بڑی مشکل میں ڈالنے والی تھی۔

"ذو۔۔۔۔"نایاب نے چیخنا چاہا مگر انہوں نے حور کی طرح اسے بھی بے ہوش کر دیا، عادل نے چیخوں پر سر کے درد کو نظر انداز کرتے اٹھنا چاہا مگر آنکھوں کے آگے چھاتے اندھیرے نے اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع نہیں دیا اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔

@@@

"جی تو آج کیا پلین ہے؟" وہ دونوں نایاب کی ایکسٹرا کلاس کی وجہ سے پانچ بجے کے قریب کالج سے نکلے تھے، گاڑی میں بیٹھتے ذوہان نے نایاب سے پوچھا۔

"آج ہم ڈنر باہر کریں گے ذو" نایاب تھکے انداز میں اس کے کندھے پر سر رکھتے بولی۔

"جو حکم زندگی" ذوہان محبت سے کہتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

"کیا ہوا بٹر کپ؟ آپ اتنی ڈاون کیوں لگ رہی ہیں؟" وہ دونوں بیٹھے کھانے کا انتظار کر رہے تھے جب ذوہان نایاب کو خاموش محسوس کرتے بولا۔

"میڈیکل کی پڑھائی بہت مشکل ہے ذو، ڈاکٹر عامر کا بس نہیں چلتا ہم سب کو پہلے سال میں ہی ڈاکٹر بنا دیں" وہ منہ بسور کر بولی تو ذوہان ہنس دیا،

"ابھی تو آپ کے مشکل دن شروع ہونے ہیں پرنسس اور آپ ابھی سے گھبرا گئیں، وہ کیا کہتے ہیں

یہ میڈیکل نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے

اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے"

ذوہان نے جس انداز میں کہا تھا نایاب بے ساختہ ہنس دی۔

"وہ تو عشق نہیں تھا؟" اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے چھیڑا تو ذوہان مسکرا دیا۔

"ہاں عشق بھی ہے اور عشق کے بعد سب سے مشکل چیز میڈیکل کی پڑھائی ہی ہے" اس نے کندھے اچکائے تب ہی ویٹر کھانا لے آیا۔

"سارے مشکل کام مجھ مسکین کے لیے ہی رہ گئے ہیں" وہ کن مشکل کاموں کا ذکر کر رہی تھی یہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔

"یہی کہہ کر خود کو سمجھا لیں کہ جب آپ عشق جیسا مشکل کام کر سکتی ہیں تو پڑھائی کیا چیز ہے آپ کے لیے؟" ذوہان پیزا کے سلائیس کاٹ کر اس کی پلیٹ میں رکھتے شرارت سے بولا۔

"یہ بھی سہی کہا آپ نے ذو، کم از کم یہ کتابیں مجھے اتنا خوار تو نہیں کریں گی جتنا آپ نے کیا ہے" وہ کونسا کم تھی۔

"ایک وقت تھا بٹر کپ جب میری خواہش تھی آپ مجھے یوں پٹر پٹر جواب دیں، آخر میرا خواب پورا ہو ہی گیا" ذوہان اس کی حاضر جوابی پر حیران بھی تھا اور خوش بھی۔

"مجھے بولنا سیکھانے والے بھی آپ ہی ہیں ذو، اگر میں خاموش رہتی تو اس زندگی میں تو آپ مجھ سے اظہار کرنے نہیں والے تھے" نایاب کے طنز پر ذوہان خوش دلی سے ہنس دیا۔

وہ خوش تھا کہ اس کی ذات میں کھو کر ہی سہی نایاب ماضی کو بھول رہی تھی اور یہ بہت بڑی بات تھی۔ ماضی میں جو کچھ ہوا تھا اس کا سب سے زیادہ اثر نایاب کے دل و دماغ پر ہی ہوا تھا۔ وہ آج تک ذوہان کو بھی وہ سب نہیں بتا سکی تھی۔

"جیسے بھی سہی مگر میں خوش ہوں کہ آپ نے اتنی بہادری سے اپنے اندر کے خوف پر قابو پالیا۔ اب یونہی رہیے گا ہمیشہ تاکہ میرا گھر بھی میری کوئل کی کوک سے گونجتا رہے" ذوہان محبت سے اسے دیکھتے بولا۔

"میری بہادری، میری چہچہاہٹ ہر چیز آپ ہی کی بدولت ہے ذو، میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں ذو اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھئیے گا" نایاب عجیب سے لہجے میں بولی تو ذوہان کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا۔

"میں بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں میری جان اور ہمیشہ کرتا رہوں گا" ذوہان اس کا ہاتھ تھامتے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ گیا۔

"کاش میں یہ الفاظ کہیں ریکارڈ کر کے اپنے پاس رکھ سکتی تو ہر وقت سنتی رہتی" نایاب شرارت سے بولی تو ذوہان ہنس دیا۔

"ریکارڈ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بندہ بشر آپ کی خدمت میں ہر وقت حاضر ہے جب آپ سننا چاہیں گی میں آپ سے اظہار کرنے کو تیار ہوں" ذوہان اب کبھی اسے اداس ہونے نہیں دینا چاہتا تھا، جتنا وہ اپنی بٹر کپ کو رلا چکا تھا وہ ہی اسے اب تک ہانٹ کر رہا تھا۔

"اتنی خوشی ایک ساتھ مت دیں کہیں اس خوشی سے ہی میرا دم ناں نکل جائے" نایاب تو اس کا یا پلٹ پر حیران و ششدر رہو رہی تھی۔

"بٹر کپ" اس کی بات پر ذوہان سختی سے بولا۔

"سوری سوری میرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا" نایاب اپنی بات پر اس کا غصہ سمجھتے جلدی سے معافی مانگ گئی،

"بہت فضول بولنا آگیا ہے آپ کو، اب آپ کی سزا یہ ہے کہ آپ آج رات اپنے کمرے میں سوئیں گی" ذوہان کی دی سزا پر نایاب تڑپی۔

"ہر گز نہیں، آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ذو" نایاب نے احتجاج بلند کیا مگر مقابل بھی ذوہان تھا،

"یہ سب آپ کو مرنے مارنے جیسے لفظ منہ سے نکالنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا" ذوہان سخت خفا ہوا تھا۔

"مجھے یہ سزا قبول نہیں ہے" نایاب نے منہ بسور کر نفی میں سر ہلایا،

"اس کا فیصلہ ہم گھر جا کر کریں گے، اب آپ گاڑی میں چل کر بیٹھیں میں بل پے کر کے آتا ہوں" ذوہان مصنوعی سنجیدگی سے کہتا کاونٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ منہ بسورتی باہر آ گئی۔

اچانک اس کی نظر ایک خوبصورت سے کپل پر پڑی جو ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے جا رہے تھے جب اچانک ان کے پیچھے ایک گاڑی آ کر رکی، اس میں سے ایک شخص نے نکلتے لڑکے کے سر پر وار کیا۔ نایاب تو اچانک بنتی اس صورت حال پر خوفزدہ ہو گئی تھی، جب انہوں نے اس لڑکی کو لے کر جانا چاہا تو نایاب بے ساختہ چیخی۔

تب ہی ان آدمیوں کی نظر نایاب پر پڑ گئی، انہیں اپنی طرف بڑھتا دیکھ نایاب وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی مگر قدموں کو جیسے زمین نے جکڑ لیا۔ ذوہان جس وقت بل ادا کر کے باہر آیا اسے سامنے دو آدمی نایاب کو گاڑی میں ڈالتے دکھائی دیئے۔

"نایاب۔۔۔۔رکو" ذوہان تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا مگر دیر ہو چکی تھی وہ لوگ وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔

"عادل" ذوہان ان کے پیچھے جانا چاہتا تھا مگر تب ہی اس کی نظر وہاں گرے شخص پر پڑی، وہ سفینہ بیگم کی وفات پر عادل سے ملا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے اٹھاتے اپنی گاڑی کی طرف بھاگا، ہاں نایاب کی عزت اور زندگی اس کے لیے سب سے اہم تھی مگر وہ عادل کو مرتا ہوا نہیں چھوڑ سکتا تھا، سو اس وقت سب سے اہم کام عادل کی جان بچانا تھا۔

@@@@@@@@@@

"بائی ہم نے وہ چھوکری ڈھونڈھ لی ہے مگر۔۔۔۔"رشید نامی وہ شخص کہنے کو شکیل مٹھن کے ساتھ کام کرتا تھا مگر اصل میں وہ رسیلی بائی کا آدمی تھا جو اس نے شکیل مٹھن کی جاسوسی کے لیے رکھا تھا۔

"کیا مگر؟اب کیا موت پڑ گئی ہے؟"رسیلی بائی جو پہلے خبر سن کر خوش ہوئی تھی اس مگر پر بدمزہ ہوئی۔

"مٹھن دادا نے اس چھوکری کو ان کے پاس لے کر جانے کے لیے کہا ہے"رسیلی بائی اس کی بات سنتے منہ بسور گئی، مٹھن دادا کے ہاتھ حسن آراء کے لگنے کا مطلب تھا رسیلی بائی کا اس کے زریعے کمائے جانے والے مال سے ہاتھ دھو بیٹھنا۔

"ہر گز نہیں، اس چھوکری کو لے کر سیدھا میرے پاس آنا ہے تجھے" رسیلی بائی کے خطرناک لہجے پر رشید نے تھوک نگلا۔

"مگر بائی آپ مٹھن دادا کے غصے سے واقف ہیں، وہ اس دھوکے پر ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا" رشید بیچارہ ان دونوں کے درمیان بری طرح پھنس چکا تھا۔

"وہ تو صرف تجھے موت دے گا مگر اگر تو نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو میں تیرا وہ حال کروں گی کہ اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا تجھے" رسیلی بائی ایک خطرناک عورت تھی اور اس بات سے رشید باخوبی واقف تھا۔

"بائی میرے پاس آپ کے لیے ایک تحفہ بھی ہے" رشید اس کے غصے کو دور کرنے کو مسکرا کر بولا۔

"کیسا تحفہ؟" اس کے لہجے پر رسیلی بائی چونکی تھی۔

"حسن آراء کے ساتھ ایک اور پیس ہاتھ لگا ہے جو حسن کے معاملے میں اس سے بھی بڑھ کر ہے "نایاب کے چہرے سے نقاب ہٹ چکا تھا تب ہی اس کے ارد گرد بیٹھے وہ ہوس زدہ کتے بے تاب و بے قرار ہو رہے تھے۔

"اگر یہ بات سچ ہوئی رشید تو میں تیرا منہ سونے سے بھر دوں گی، ویسے یہ نئی بلبل تجھے ملی کہاں؟" رسیلی بائی پُر جوش سی منہ میں بھرا پان تھوکتے قہقہ لگاتے بولی۔

"بس بائی سمجھو ایک تیر سے دو نشانے لگائے ہیں، اٹھانے گئے تھے حسن آراء کو اور ساتھ یہ چڑیا بھی ہتھے چڑھ گئی" رشید اپنی گندی غلیظ نگاہیں نایاب پر ٹکاتے بولا۔

"کسی بڑے گھر کی تو نہیں ہے ناں؟ کہیں کسی مشکل میں ناں پھنسا دینا پہلے ہی وہ سالہ ایس پی لاہور میں ہوتے ہوئے بھی جان کا عذاب بنا ہوا ہے، اس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں" انسپکٹر کامران اور اس کے آدمی مسلسل رسیلی بائی پر نظر رکھے ہوئے تھے جس پر وہ کچھ محتاط ہو گئی تھی۔

"یہ تو مجھے نہیں پتا کہ کس گھر کی ہے مگر آپ فکر کیوں کرتی ہیں بائی؟اس کے سگوں کو شک بھی نہیں ہو گا کہ یہ کہاں ہے؟وہ اسے لاہور میں ڈھونڈھتے پھریں گے جبکہ ہم اسے وہاں لے جائیں گے جہاں کسی کا گماں تک نہیں جائے گا"رشید کمینگی سے بولا تو بائی بھی ہنس دی۔

"میں تو تجھے معصوم سمجھتی تھی مگر تو تو خاصا کمینہ نکلا رشیدے""بائی نے کہا تو رشید یوں مسکرا دیا جیسے اس کی تعریف کی گئی ہو۔

"یہ تو آپ کا حسنِ نظر ہے بائی ورنہ بندہ بشر اس قابل کہاں"ڈھٹائی سے تعریف وصول کی تھی۔

"چل اب بک بک بند کر اور جتنی جلدی ہو سکے یہاں پہنچ، ہمیں اگلے ہفتے لڑکیاں باہر بھیجنی ہیں اور ابھی تک مال خاصا کم ہے"رسیلی بائی نے سنجیدہ ہوتے کہا۔

"آپ فکر مت کریں بائی، ہم جلد پہنچ جائیں گے"رشید بھی اب کے سنجیدہ ہوا تھا۔

رسیلی بائی شکیل مٹھن کی نظروں میں دھول جھونکنے جا رہی تھی نا جانے اس ہوشیاری کا نتیجہ کیا ہونے والا تھا مگر جو بھی تھا اس بار شکیل مٹھن اتنی آسانی سے اسے چھوڑنے والا نہیں تھا۔

@@@@@@@@@@@

"سومی، میں ہوسپٹل جا رہا ہوں آکر دروازہ لاک کر لیں" آج اس کی نائیٹ شفٹ تھی تب ہی جانے سے پہلے سومیہ کی طرف آیا جو لاونج میں بیٹھی تھی۔

"تو جاؤ بلکہ میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔ جب دیکھو ہوسپٹل جا رہا ہوں، ہوسپٹل جا رہا ہوں پتا نہیں کونسا خزانہ چھپا ہے ہوسپٹل میں" سومیہ تو اس اطلاع پر جل بھن گئی، پہلی بات اونچی آواز میں کہتی آخر تک بڑبڑائی۔

"جانم ہو سپٹل میں کوئی خزانہ نہیں چھپا مگر اگر ہو سپٹل نہیں جاؤں گا تو آپ ضرور کہیں ناں کہیں چھپتی پھریں گی" اسامہ ذو معنی لہجے میں بولا جبکہ سومیہ اس کی حسِ سماعت پر عش عش کرا اٹھی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں کہا" وہ سر نفی میں ہلاتے معصوم بنی۔

"آپ کی بات سمجھنے کے لیے مجھے کانوں کی ضرورت نہیں ہے زندگی آپ کی سوچیں میرے دل سے ہو کر جاتی ہیں" وہ قدم با قدم چلتا اس کے مقابل آ رکا۔

"پلیز اسامہ کمال، میرے ساتھ ایسے چیزی ڈائیلاگز مت بولا کرو" وہ بیزاری سے گویا ہوئی۔

"ایسا کیوں کر رہی ہیں سومی؟" وہ شکوہ کناں ہوا، سومیہ کا یہ بیزار لہجہ اسے تکلیف دہ کرتا تھا۔

"کیا کر رہی ہوں میں؟" انجان بنتے پوچھا۔

"ہماری زندگی کے خوبصورت دن اپنی خود ساختہ غلط فہمی کی نظر کر رہی ہیں آپ، اتنا آگے مت جائیں کہ جب یہ غلط فہمی کی دیوار گرے تو آپ کے پاس پلٹنے کا راستہ ناں بچے" اسامہ تھکنے لگا تھا، اس کی محبت ہی اس پر یقین نہیں رکھتی تھی تو وہ کسی اور سے کیا توقع رکھتا۔

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہے" سومیہ کا دل آج بھی اسامہ کے حق میں گواہی دے رہا تھا، وہ کہہ رہا تھا اس کا اسامہ ایسا نہیں کر سکتا مگر دماغ دل کی سننے سے انکاری تھا اور سومیہ جمال فلحال اپنے دماغ کے زیرِ اثر تھی۔

"ہنہہ، آج اسامہ کمال آپ کے سامنے ہے، جھکا ہوا ہے تب ہی آپ اس پسپائی کو اس کی کمزوری سمجھ رہی ہیں جس دن میں نہیں رہوں گا اور آپ کو یقین آجائے گا کہ میں سچا تھا پھر آپ کہاں ڈھونڈیں گی مجھ سی دیوانگی؟" اسامہ کا دل چاہتا تھا وہ کسی ایسی جگہ فرار حاصل کر جائے جہاں دور دور تک سومیہ کا خیال بھی ناں ہو۔

"ت۔۔تم ہوسپٹل جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے" سومیہ کا دل اس بات پر کرلایا تب ہی اس کی آواز کپکپا کر رہ گئی۔

"دیر تو واقعہ ہی ہو رہی ہے مگر آپ کو احساس نہیں ہو رہا" کاش وہ اس بے حس لڑکی کو جھنجھوڑ سکتا۔

"ہیلو ہاں ذوہان؟" اس سے پہلے سومیہ کچھ کہتی اسامہ کے نمبر پر آتی کال نے اسامہ کا دھیان کھینچا۔

"واٹ؟" دوسری جانب سے نا جانے کیا اطلاع دی گئی تھی کہ اسامہ کا لہجہ تیز ہوا۔

"تم انہیں ضروری ٹریٹمینٹ دو میں بس ابھی پہنچ رہا ہوں" اسامہ فکر مند سا کہتا تیزی سے مڑا۔

"کیا ہوا ہے؟" سومیہ کا دل کسی انہونی کے احساس سے خوف سے دھڑکا۔

"عادل کے سر پر چوٹ لگی ہے وہ ہوسپٹل میں ہے" اسامہ اس سے چھپا نہیں سکتا تھا جبکہ اس خبر نے سومیہ کے اوسان خطا کیے۔

"لالہ۔۔" وہ لڑکھڑائی جب اسامہ جلدی سے اسے حصار میں لے گیا۔

"یہ ہمت ہارنے کا وقت نہیں ہے سومیہ، سنبھالیں خود کو، مجھے جانا ہو گا" اسامہ سب بھولے اسے سنبھالنے لگا۔

"م۔۔۔میں بھی ساتھ جاؤں گی، مجھے بھی جانا ہے لالہ کے پاس" وہ روہانسی ہوتے بولی جبکہ اسامہ لب بینچ گیا۔

"چلیں" سنجیدگی سے کہتا تو وہ سیدھی ہوتی تیزی سے اس کے ساتھ باہر کی جانب بڑھی۔

@@@@@@@@@@

"ذوہان۔۔۔ کہاں ہے عادل؟ اور تمہیں کہاں ملا؟ وہ ٹھیک ہے ناں؟" اسامہ ہوسپٹل پہنچا تو سیدھا ذوہان کے کیبن کی طرف آیا جو ابھی ایمرجنسی وارڈ سے لوٹا تھا۔

"عادل ٹھیک ہیں اور وہ ہمیں۔۔۔" ذوہان اسے ساری بات بتاتا چلا گیا، نایاب کے اغواء کی خبر اسامہ اور سومیہ پر بھی بجلی بن کر گری تھی۔

"سر آپ کے پیشینٹ کو ہوش آگیا ہے" اس سے پہلے وہ دونوں کوئی رد عمل دیتے نرس کی آواز پر تینوں تیزی سے عادل کے کمرے کی طرف بڑھے۔

"لالہ۔۔۔"

"عادی۔۔۔تم ٹھیک ہو؟" اسامہ اور سومیہ بھاگ کر اس کے قریب آئے جو سر پر بندھی پٹی کو نظر انداز کرتے اٹھنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں" اپنے ہاتھوں سے ڈرپس اتارتے وہ اٹھنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو تم عادل؟ تمہیں آرام کی ضرورت ہے" ذوہان اور عادل ہم عمر تھے سو ذوہان نے کوئی تکلف ناں برتا۔

"میں آرام نہیں کر سکتا، میری زندگی خطرے میں ہے، مجھے جانا ہو گا" عادل کا لہجہ خطرناک تھا۔

"میری بیوی کو بھی اغواء کیا گیا ہے عادل مگر یہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا ہے، ہمیں پتا لگانا ہو گا اس سب کے پیچھے کون ہے اور کیوں کیا گیا ہے یہ سب" ذوہان سمجھ گیا تھا نایاب کے ساتھ عادل کی بیوی کو بھی اغواء کیا گیا ہے۔

"میں اچھے سے جانتا ہوں یہ سب کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے" عادل نے تصور میں شکیل مٹھن کا چہرہ دیکھتے طیش سے مٹھیاں بینچیں۔

"کون؟ کس نے کیا ہے یہ سب؟" وہ تینوں ہی حیرانی سے بولے۔

"شکیل مٹھن" عادل نے اس کا نام یوں لیا تھا جیسے کچا چبا جانا چاہتا ہو۔

"کون ہے یہ شکیل مٹھن اور اس نے حور اور نایاب کو کیوں اغواء کیا ہے؟" ان دونوں کو لگ رہا تھا دماغ پھٹ جائے گا۔

"ابھی میرے پاس تم دونوں کے سوالوں کے جواب دینے کا وقت نہیں ہے، بیتتا ایک ایک پل میری حورب کو مجھ سے دور کر رہا ہے" عادل اس وقت خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا۔

"حورب؟" اسامہ کے لب بے آواز ہلے تھے۔

"ہاں حورب، اس وقت تم بس یہ جان لو اسامہ کمال کہ حور کوئی اور نہیں حورب ہیں، میری حورب، حورب کمال خان، تمہاری بہن" عادل کے انکشاف پر اسامہ بامشکل اپنے قدموں پر کھڑا رہ سکا۔

"م۔۔۔ مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ و۔۔۔ وہ تو مر۔۔۔" اسامہ اپنا جملہ پورا ناں کر سکا۔

"کچھ نہیں ہوا تھا حورب کو، وہ زندہ ہیں۔ شکیل مٹھن ہے ہمارے خاندان کی بربادی کا ذمہ دار مگر اس بار اسے اپنے ہر گناہ کی تلافی کرنی ہو گی" عادل سختی سے کہتا باہر کی طرف بڑھا۔

"کیا تم نے دادی کی ڈائری پڑھی ہے؟" اسامہ کے سوال پر عادل لب بینچ کر سر ہلا گیا، اس نے بہت پہلے وہ ڈائری پڑھ لی تھی۔ سومیہ ناسمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ جائیں گے" ذوہان نے سنجیدگی سے کہا تو کچھ پل عادل نے انہیں دیکھا اور پھر سر اثبات میں ہلاتا باہر کی جانب بڑھا۔

"اسامہ۔۔۔" ذوہان کی باہر نکل گیا جب سومیہ نے باہر جاتے اسامہ کا ہاتھ تھاما۔

"جی؟" اسامہ لب بینچے اس کی طرف مڑا، اس پل کو انکشاف اس پر ہوا تھا اس نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی تھی۔ اس کی سرخ آنکھیں اس کی تکلیف کی گواہ تھیں۔

"میں بھی ساتھ چلوں گی" سومیہ یہاں نہیں رہ سکتی تھی۔

"وہاں بہت خطرہ ہے اور میں آپ کو کسی قسم کے خطرے میں گھرنے نہیں دوں گا" اسامہ سنجیدگی سے بولا۔

"خطرہ تو پھر آپ تینوں کے لیے بھی ہے" اس کا دل عجیب خوف کے زیرِ اثر دھڑک رہا تھا۔

"پلیز سومی اس وقت میرے پاس آپ سے بحث کا وقت نہیں ہے۔ آپ اپنا خیال رکھئیے گا۔ عادل اور حورب کو کچھ نہیں ہونے دوں گا میں" اسامہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے بولا۔

"اور تم؟" سومیہ کا دل لرزا تھا۔

"میرا ہونا ناں ہونا کسی کے لیے معنی نہیں رکھتا" وہ سپاٹ انداز میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ سومیہ اس کی پشت کو دیکھتی اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ کر رہ گئی۔

@@@@@@@@@@

"دادا رشید فون نہیں اٹھا رہا، وہ بہت دیر سے اپنے آدمیوں کو لے کر نکلا ہوا مگر ابھی تک نہیں لوٹا، کہیں وہ کوئی کھیل تو نہیں کھیل رہا" شکیل مٹھن نے اپنے خاص آدمی جُمن کو رشید سے رابطہ کرنے کو کہا مگر اس کا نمبر نہیں لگ رہا تھا۔

"تو یہاں میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو؟ پتا کرو کہاں ہے وہ حرام زادہ، اپن کے ساتھ دھوکا کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے یہ اپن اچھے سے بتائے گا اسے، تم لوگوں کے پاس دس منٹ ہیں اپن کو اس گاڑی کی لوکیشن چاہیے" شکیل مٹھن نے سرد انداز میں کہا۔

"جی دادا" جُمن سر ہلاتا ایک جانب بڑھ گیا، شکیل مٹھن کی سرد نظریں سامنے دیوار پر ٹکی تھیں۔

"دادا یہ بلّا ہے یہ ہر وقت رشید کے ساتھ رہتا تھا، اسی نے اسے یہاں رکھوایا تھا" جُمن ایک آدمی کو گھسیٹ کر شکیل مٹھن کے سامنے لایا۔

"م۔۔۔مجھے چھوڑ دو دادا۔۔۔میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔" شکیل دادا کی سرد نظریں خود پر پاتے بلّا کو اپنی موت سامنے دیکھائی دینے لگا تھا۔

"اپن کو بس اتنا بتا دے کہ رشید اس وقت کہاں ہے؟" شکیل مٹھن اس کا کالر تھامے اپنے مقابل لاتے سرد و سپاٹ انداز میں دہاڑا۔

"م۔۔۔مجھے نہیں پتا دادا، مجھے چھ۔۔۔ چھوڑ دو" وہ شخص بامشکل بولا۔

"تو ایسے نہیں مانے گا" شکیل مٹھن طیش زدہ ہوتا اپنی گن نکال کر اس کے ماتھے پر ٹکا گیا۔

"اپن کا دماغ گرم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، دو منٹ ہیں تیرے پاس، تیسرے منٹ اگر تو نے زبان ناں کھولی تو اپن تیرا یہ بھوسے بھرا دماغ کھول دے گا" اسے جھنجھوڑتے خوفزدہ کیا۔

"د۔۔۔دادا۔۔۔وہ۔۔۔" بلّا جانتا تھا اگر اس نے زبان نہیں کھولی تو شکیل دادا اسے اگلی سانس لینے کی مہلت نہیں دے گا۔

"پانچ، چار، تین، دو۔۔۔" سپاٹ انداز میں گننا شروع کیا، مٹھن دادا کی ٹریگر پر دباؤ ڈالتی انگلیوں کو دیکھ وہ آنکھیں موند گیا۔

"ب۔۔۔بتاتا ہوں۔۔۔مجھے مت مارو بتاتا ہوں" جلدی سے کہا تو شکیل مٹھن ٹریگر سے ہاتھ ہٹا گیا۔

"ر۔۔۔رسیلی بائی نے بھیجا تھا ہمیں یہاں، اس۔۔اسے حسن آراء چاہیے تھی۔اس نے کہا تھا جب بھی ہمیں وہ ملے ہم سیدھا ان کے پاس لے کر جائیں" بلّے نے موت کے خوف سے اسے ساری حقیقت بتا دی۔

"اس کے علاوہ کیا حکم ملا تھا بائی کی طرف سے؟" شکیل مٹھن جانتا تھا رسیلی بائی کس قسم کی عورت ہے، اس نے اتنے سے کام کے لیے اپنے آدمی اس کے ارد گرد تو نہیں چھوڑے تھے۔

"و۔۔۔وہ" اب کے وہ شخص سہی پھنسا تھا۔

"بول۔۔۔" شکیل مٹھن نے اس کے بال پکڑتے جھنجھوڑا۔

"ا۔۔۔انہوں نے کہا تھا جیسے ہی لڑکی ہمارے ہاتھ لگ جائے ہم آپ کی لوکیشن پولیس کو بھیج دیں" اس کی بات پر شکیل مٹھن کے منہ سے گندی گالی نکلی، اگلے ہی پل اس کی بندوق سے نکلی گولی اس شخص کا کام تمام کر چکی تھی۔

"اپن کے ساتھ غداری کا انجام بھگتنا ہو گا تجھے بائی، ایک چھوکری کے لیے تو نے اپن سے دھوکا کیا" شکیل مٹھن غصے اور طیش سے پاگل ہوا اٹھا تھا۔

"دادا یہ وقت ان باتوں کو سوچنے کا نہیں ہے، ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا، اگر اس نے پولیس کو ہماری لوکیشن بھیج دی ہوئی تو پولیس کسی بھی وقت یہاں پہنچتی ہو گی" جُمن نے فکر مندی سے کہا۔

"گاڑی نکالو اور یہاں ہر طرف آگ لگا دو، کسی کو ہمارا سراغ بھی ناں ملنے پائے، اب بائی سے بات کر اچی میں ہی ہو گی" شکیل مٹھن نے سرد انداز میں حکم صادر کیا۔

"جی دادا" جُمن سر ہلاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا، دو سانپ ایک دوسرے سے بیر باندھ بیٹھے تھے تماشہ تو لگنا ہی تھا۔

@@@@@@@@@@

"سر ایک اہم خبر ملی ہے" عادل ان دونوں کے ساتھ گاڑی میں موجود تھا جب اسے انسپکٹر کی کال آئی۔

"بولو؟" سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"سر شکیل مٹھن کی لوکیشن معلوم ہوگئی ہے، ایک انجان نمبر سے میسج ملا ہے" اس خبر پر عادل کو لگا جیسے جسم سے نکلتی جان واپس لوٹ آئی ہو۔

"ہمم، مجھے وہ اڈریس بھیجو اور تم پچاس بندوں کی ٹیم تشکیل دو، میں یہاں سے سیدھا وہاں پہنچتا ہوں تم اپنے آدمیوں کو لے کر پہنچ جانا" عادل کے حکم پر دوسری طرف سے فرمابرداری سے سر ہلایا گیا۔

"کیا پتا چلا؟" ذوہان نے اس کے فون رکھتے ہی بے تابی سے پوچھا۔

"شکیل مٹھن کا اڈریس مل گیا ہے" اس کے انکشاف پر ذوہان کو بھی سکون محسوس ہوا۔

اڈریس ملتے ہی وہ لوگ اگلے کچھ منٹوں میں اس جگہ موجود تھے مگر وہاں دور سے بلند ہوتے آگ کے شعلے دیکھ کر وہ تینوں چونکے۔

"ی۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے؟" ذوہان کا دل خوفزدہ انداز میں دھڑکا۔

"بٹر کپ۔۔۔۔میری بٹر کپ کہاں ہیں؟ وہ اندر۔۔۔" ذوہان بے تابی سے اندر کی سمت بڑھا مگر اسامہ جلدی سے اسے تھام گیا۔

"وہ لوگ یہاں نہیں ہیں ذوہان، شکیل مٹھن نے یہ سب ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے کیا ہے" عادل طیش سے مٹھیاں بینچ گیا۔

"اگر وہ یہاں نہیں ہیں تو پھر کہاں ہیں؟ کہاں ڈھونڈھیں گے ہم انہیں؟" ذوہان کا دل بیٹھا جا رہا تھا، وہ ساری زندگی نایاب کی جانب سے لاپرواہ نہیں ہوا تھا، آج اس کی چند پل کی بے خبری نے اس کی بٹر کپ کو اتنی بڑی مشکل میں پھنسا دیا تھا۔

"میں جانتا ہوں وہ حرام زادہ کہاں جا سکتا ہے" عادل نے مٹھیاں بینچتے بامشکل خود پر قابو پایا۔

"کہاں؟" ان دونوں نے بیتابی سے پوچھا۔

"کراچی۔۔۔" عادل کی نظریں سامنے بلند ہوتے آگ کے شعلوں پر تھیں۔

اس کا دماغ کڑی سے کڑی ملانے میں مگن تھا، رشید نامی اس شخص کی جھلک اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے دیکھی تھی، وہ اس شخص کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا تھا۔

پھر اچانک شکیل مٹھن کا اڈریس ملنا اور اب یہاں یہ آگ کا لگ جانا یونہی نہیں تھا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ رشید کو اس نے رسیلی بائی کے کوٹھے پر دیکھا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ رسیلی بائی کا آدمی تھا۔

حورب کو شکیل مٹھن کی بجائے رسیلی بائی کے پاس لیجایا جارہا تھا اور اسی نے شکیل مٹھن کا پتا پولیس تک پہنچایا تا کہ ایک تیر سے دو شکار کر سکے، حورب کو بھی حاصل کر سکے اور مٹھن دادا سے بھی چھٹکارا پا سکے۔ اب وہ اس ناگن کا پھن کچلنے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ وہی اصل فساد کی جڑ تھی۔

"سر۔۔۔" ان کے کچھ دیر بعد پولیس فورس بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔

"یہ کیا ہوا سر؟" انسپیکٹر نے حیرانی سے پوچھا۔

"شکیل مٹھن کو ہمارے آنے کی اطلاع مل گئی تھی شاید تب ہی بھاگ نکلا کمینہ" عادل سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اب کیا کریں گے ہم سر؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"آپ لوگ واپس جاسکتے ہیں، میں جانتا ہوں آگے کیا کرنا ہے" عادل نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا تو انسپکٹر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"ہیلو کامران" عادل نے اگلی کال کامران کو کی تھی۔

"جی سر حکم" کامران نے سب سے زیادہ وقت عادل کے ساتھ کام کیا تھا سو اس کے لہجے سے معاملے کی سنگینی کو سمجھ رہا تھا۔

"بائی کے کوٹھے کے باہر اپنے آدمی بھیجو، اس پر کڑی نظر رکھنا، میں چند گھنٹوں میں کراچی پہنچ رہا ہوں، اس سب ڈرامے کے کلائمیکس کا وقت ہو گیا ہے" عادل کے سنجیدگی سے کہنے پر کامران سر ہلا گیا۔

"جی سر، میں سب سنبھال لوں گا" عادل جمال کے ذمے لگا یہ پہلا کیس تھا جو دو مہینوں پر چلا گیا تھا ورنہ وہ ہر کیس چند دنوں میں حل کر دیتا تھا مگر خیر اب اس کیس کے بند ہونے کا وقت بھی ہو چکا تھا۔

کامران کے فون بند کرتے ہی وہ ان دونوں کی طرف مڑا اور انہیں ساتھ آنے کا کہتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا، وہ تینوں پہلے گھر آئے تھے، عادل کا ارادہ بائی ایئر جانے کا تھا کیونکہ وہ حورب اور اب نایاب کے معاملے میں بھی کوئی کوتاہی نہیں برتنا چاہتا تھا۔

گھر سے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات لیتے وہ تینوں ایئر پورٹ پہنچے تھے، عادل نے اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کرتے ہوئے جلد سے جلد کی فلائیٹ بک کروائی تھی۔ ذوہان کا دل ہر پل اپنی بڑ کپ کی حفاظت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

@@@@@@@@

"آہ!" جس وقت حورب کی آنکھ کھلی اپنے بازوں کو کسی سخت قید میں محسوس کرتے اس کے منہ سے کراہ نکلی، سر کو جھٹکتے آنکھوں پر چھائی دھند ہٹانی چاہی جس میں وہ کامیاب رہی تھی۔

"کون ہے یہاں؟ کھولو ہمیں" اسے یاد آیا کہ کسی نے عادل پر حملہ کیا تھا، آخری چیز جو بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے دیکھی تھی وہ عادل کا خون تھا۔ وہ سب یاد آتے اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"کیسی ہو حسن آراء؟ مجھے یاد تو کیا ہو گا تم نے؟" رسیلی بائی کی آواز پر حورب نے چونک کر سر اٹھایا۔

"بائی۔۔۔" اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی، تب ہی اس کی نظر اپنے سے دائیں طرف پڑی جہاں کرسی پر ایک اور وجود بندھا ہوا تھا جسے ہوش آ رہا تھا۔

"ہاں بائی، کتنی بے وفا نکلی رے تو؟ میں نے تجھے پال پوس کر بڑا کیا اور تو مجھے ہی دھوکا دے گئی؟" رسیلی بائی نے اس کے قریب آتے اس کے گال سختی سے پکڑتے پوچھا۔

"چ۔۔۔ چھوڑو ہمیں بائی، عادل چھوڑیں گے نہیں تمہیں" حورب نے غصے سے کہا جس پر بائی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"جب تک تیرا وہ پولیس والا یہاں تک پہنچے گا میں تجھے ایسی جگہ پہنچا چکی ہوں گی کہ وہ ساری زندگی بھی لگا دے گا تو بھی تجھے ڈھونڈھ نہیں سکے گا" بائی مکروہ انداز میں اسے دیکھتے بولی۔

نایاب حیرت سے ان کی باتیں اور وہاں کا ماحول سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ اغواء ہو چکی ہے مگر یہ علم نہیں تھا کہ اسے کہاں لایا گیا۔

"ارے واہ، دیکھ تو سہی ایک اور حسین چڑیا بھی ہے تیرے ساتھ، میں تو صرف تیرا حسن کیش کروانے کا ارادہ رکھتی تھی مگر یہ تو ایک پر ایک فری والا حساب ہو گیا" رسیلی بائی نایاب کی سنہری دلکش آنکھوں کو دیکھتی اس کی طرف بڑھی۔

"کو۔۔۔کون ہو تم؟ اور مجھے کیوں لائی ہو یہاں؟" نایاب بامشکل بول سکی، حورب کے مقابلے میں وہ ڈرپوک بندی تھی اوپر سے ہمیشہ سے صرف ذوہان تک رہنے کی وجہ سے وہ زیادہ باہمت نہیں بن سکی۔

"میں کون ہوں یہ تجھے حسن آراء بتائے گی، باقی میں۔ تم دونوں کے کپڑے بھجوا رہی ہوں، عزت سے انہیں پہن کر تیار ہو جاو ورنہ رسیلی بائی وہ ناگن ہے جس کا ڈسا پانی بھی نہیں مانگتا" سرد انداز میں اس کے بال تھام کر کہتی رسیلی بائی باہر نکل گئی۔

"کیا نام ہے آپ کا؟" حورب کے لیے یہ حالات نئے نہیں تھے تب ہی وہ کچھ حد تک پُرسکون تھی۔

"ن۔۔۔نایاب" نایاب نے آہستہ سے کہا۔

"نایاب ڈریں مت، ہمیں کچھ نہیں ہو گا۔ ہمارے شوہر ایس پی ہیں وہ جلد ہمیں یہاں سے نکال لیں گے" حورب نے اسے تسلی دی جس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا تھا۔

"مگر یہ لوگ ہیں کون؟ اور ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں؟" نایاب نے پریشانی سے پوچھا۔

"یہ رسیلی بائی ہے جو یہ کوٹھا چلاتی ہے۔ اس نے ہمیں کئی سال یہاں قید رکھا اور ہمارے اٹھارہ سال کی ہوتے ہی میری بولی لگا دی۔ ہماری قسمت اچھی تھی جو عادی ہمارا مطلب ہمارے شوہر ایس پی عادل جمال وہاں موجود تھے جنہوں نے ہمیں بکنے سے بچایا اور ہم سے نکاح کیا" حورب نے اسے اپنی کہانی بتائی۔

"وہی جن کے سر پر انہوں نے وار کیا تھا؟ وہ آپ کے شوہر تھے؟" نایاب کو بھی وہ منظر یاد آیا۔

"ہمم، نا جانے عادی کیسے ہوں گے" حورب کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر نکلا۔

"آپ پریشان مت ہوں میرے ذوو ہیں تھے، مجھے یقین ہے انہوں نے آپ کے ہز بینڈ کی مدد کی ہو گی اسی لیے ہمارے پیچھے نہیں آسکے "نایاب نے اسے تسلی دی۔

"اوئے اپنی چک چک بند کرو اور یہ کپڑے پہن لو، بائی کا حکم ہے آدھے گھنٹے بعد جو محفل لگے گی وہاں رقص تم دونوں کرو گی "اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتیں میک اپ سے لدی ایک لڑکی وہاں داخل ہوئی۔

"ہم کیسے تیار ہوں؟ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں "حورب نے فکر مندی سے کہا تو وہ لڑکی آگے بڑھتے انہیں کھول گئی۔

"بائی نے کہا ہے کسی قسم کی ہوشیاری کرنے کی کوشش مت کرنا ورنہ تم دونوں کو سانو کے سامنے ڈال دیں گی "سانو بائی کا آدمی تھا جو بھی لڑکی بھاگنے کی کوشش کرتی وہ اسے سزا کے طور پر سانو کے حوالے کر دیتی۔

وہ وحشی جانوران کا وہ حال کرتا کہ مقابل صرف مرنے کی خواہش کرتی تھی اور پھر ایک زندہ لاش بن کر ہمیشہ کے لیے خود کو اس دلدل کے حوالے کر دیتیں۔

"ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے" حورب نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ ہار مان گئی ہو۔

"ہم یہ واہیات ڈریس پہنیں گے؟" نایاب نے وہ کپڑے دیکھے جس کا فرنٹ گلا بھی ڈیپ تھا اور پیچھے سے بھی گہرا تھا جبکہ بنا آستین کے چھوٹی سی چولی شاید نہیں یقیناً ان کا پیٹ ڈھانپنے میں بھی ناکام رہتی۔

"اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے ہمارے پاس، جب تک عادل یہاں تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ڈھونڈ لیتے ہمیں ہی یہ سب سنبھالنا ہو گا" حورب نے گہرا سانس بھرتے کہا، اس کی بات میں دم تھا سو نایاب کو اس کی بات ماننا پڑی

@@@@@@@@@@

"کامران سب کچھ تیار ہے ناں؟" وہ لوگ کراچی پہنچے تو عادل سیدھا کامران کے پاس آیا تھا۔

"جی سر سب کچھ تیار ہے" اس کے مثبت جواب پر عادل سر ہلا گیا۔

"تو چلو پھر انتظار کس بات کا ہے، ہم ریڈ کریں گے کوٹھے پر" عادل کے فیصلہ کن انداز پر کامران خاموش رہا۔

"ہم ایسا نہیں کر سکتے سر" اس کی سنجیدگی بھری آواز پر عادل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں؟"

"سربائی کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ہم لوگ اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں تب ہی اس نے کوٹھے کے ارد گرد بہت سے لوگوں کی فوج جمع کر رکھی ہے اس کے علاوہ ان کے پاس بھابھی بھی ہیں جو ہمارے لیے ویک پوائنٹ ہے۔یوں ریڈ کرنے کا مطلب بھابھی کو خطرے میں ڈالنا ہے"کامران کی بات میں دم تھا تب ہی عادل کے ساتھ ساتھ ذوہان اور اسامہ بھی سوچ میں ڈوب گئے۔

"اب ہم کیا کریں گے؟"اسامہ کے سوال پر کامران نے اسے دیکھا۔

"ایک راستہ ہے سر"

"کیا؟"اس کے سنجیدگی سے کہنے پر عادل نے فوراً پوچھا۔

"آج رات ایک بار پھر کوٹھے پر محفل سجنے والی ہے جہاں شہر کے تمام رئیس آئیں گے اگر ہم میں سے کوئی اندر جا سکے تو ہم انہیں کمزور کر سکتے ہیں،باہر ہم سنبھال لیں گے اور اندر بھی کنٹرول رہے گا" کامران نے ساری معلومات فراہم کی۔

"مگر سوال یہ ہے کہ اندر جائے گا کون؟ کیونکہ تمہیں اور مجھے بائی اچھی طرح پہچانتی ہے" عادل نے دماغ لگانا شروع کیا۔

"ہم دونوں جائیں گے وہاں" ذوہان کے فیصلہ کن انداز پر عادل نے اسے دیکھا۔

"مگر ذوہان وہاں بہت خطرہ ہے، ہم دونوں ٹرینڈ آفیسرز ہیں مگر تم دونوں اس سب سے کوسوں دور رہے ہو" عادل انہیں یوں خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

"میری بیوی وہاں اسی خطرے میں گھری ہیں عادل، میں اپنی بڑکپ کے لیے آگ کا دریا بھی پار کر سکتا ہوں یہ خطرہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے ہوتے ہوئے میری بیوی اس گندی جگہ پر رہیں یہ میری برداشت سے باہر ہے اور تم فکر مت کرو میں ڈاکٹر ضرور ہوں مگر وقت آنے پر بائی جیسے لوگوں کو ہتھیار چلانا بھی سیکھا سکتا ہوں" ذوہان کے مضبوط لہجے پر عادل کو اس کی بات ماننا ہی پڑی۔

"ٹھیک ہے، کامران کوٹھے کا نقشہ لاؤ" عادل نے شروع میں کوٹھے پر جا کر وہاں کا نقشہ حورب سے بنوایا تھا جو کامران کے پاس تھا۔

"یہ دیکھو یہ کوٹھے میں داخل ہونے کا مین راستہ ہے جہاں سے تم دونوں اندر جاؤ گے، یہاں اس جگہ محفل سجتی ہے اور رقص وغیرہ کروایا جاتا ہے۔ جب ہم تمہیں سگنل دیں گے تب تم دونوں بائی کے دروازے کے قریب موجود آدمیوں کو ٹھکانے لگاؤ گے" عادل نقشہ سامنے رکھے انہیں پلین سمجھا رہا تھا۔

"ہمارے وہاں داخل ہوتے ہی بھگدڑ مچ جائے گی سو تم دونوں اس بیچ حورب اور نایاب کو ڈھونڈو گے اور انہیں لیے ہم تک آؤ گے" اسامہ اور ذوہان پورے دھیان سے اس کی بات سمجھ رہے تھے۔

"کامران، یہ کوٹھے کا پچھلا راستہ ہے، ہماری ریڈ کے بعد بائی اس راستے سے بھاگنے کی کوشش کرے گی، ٹھیک اسی وقت تمہیں یہاں پہنچ کر بائی کو قابو کرنا ہو گا" عادل کامران کی طرف مڑا۔

"جی سر"

"شکیل مٹھن لاہور میں نہیں ہے سو اس کا مطلب ہے وہ بھی آج کوٹھے پر ضرور آئے گا اور اس بار میں اسے سلامت نکلنے نہیں دوں گا" عادل شکیل مٹھن کا سراپا نگاہوں میں لاتے قہرناک لہجے میں بولا۔

"اسامہ اور ذوہان تم دونوں کامران کے ساتھ جاؤ ویسے تو بائی تم دونوں کو یوں بھی نہیں پہچانے گی مگر پھر بھی کامران تم دونوں کا حلیہ تھوڑا بدل دے گا تاکہ تم دونوں کوٹھے کے ماحول کے مطابق ڈھل سکو" عادل نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے کامران کے ساتھ چل دیئے۔

"میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا حورب، اس بار خود سے دور نہیں جانے دوں گا" تصور میں حورب کا دلکش چہرہ لیے اس نے اس سے زیادہ خود سے وعدہ کیا تھا۔

@@@@@@@

رات جہاں پورے شہر پر اندھیرا پھیلا چکی تھیں وہیں اس کوٹھے پر جیسے دن کا سماں تھا، ہر طرف رنگ برنگی شمع روشن تھیں۔ دن بھر چہرے پر شرافت کا لبادہ اوڑھنے والے کئی باوقار اور معزز لوگ وہاں پہنچ رہے تھے جن کے سامنے جسم کی نمائش کرتے ملبوسات میں ملبوس لڑکیاں ان کی ہوس بھری نظروں کو تسکین بخش رہی تھیں۔

سب لوگ وہاں آ چکے تھے اور محفل اپنے عروج پر پہنچ رہی تھی، اسامہ اور ذوہان بھی انہی جیسے حلیے میں ملبوس اس محفل کا حصہ بن چکے تھے۔ اچانک روشنیاں بند ہوئیں اور دو سپاٹ لائیٹ سامنے خالی حصے پر پڑیں جس کے ساتھ ہی پیچھے بیک گراؤنڈ میں ساز بجنے لگا۔

ان آنکھوں کی مستی کے

مستانے ہزاروں ہیں

ان آنکھوں کی مستی کے

مستانے ہزاروں ہیں

اس ساز پر سامنے موجود وجودوں میں جنبش ہوئی، ان دونوں نے لہنگے کے ساتھ چولیاں پہن رکھی تھیں جن میں پیٹ کا کچھ حصہ نمایاں ہو رہا تھا۔ ذوہان اور اسامہ ان پر نظر پڑتے ہی نگاہیں پھیر گئے۔

ان دونوں نے چہروں پر گھونگھٹ ڈال رکھا تھا، حورب تو رقص کرنا جانتی تھی سو کر رہی تھی جبکہ نایاب کو ڈانس کا الف بے بھی نہیں پتا تھا۔ وہ ساکت سی ایک جگہ کھڑی بامشکل حورب کی ہدایات کے مطابق ہاتھوں کو جنبش دے رہی تھی۔

اچانک رسیلی بائی اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک جھٹکے سے ان دونوں کے چہروں سے گھونگھٹ کھینچ کر دوپٹے دور پھینک دیئے، ان دونوں کے چہروں پر نظر پڑتے ہی وہاں بیٹھا ہر مرد دل تھام کر رہ گیا تھا۔

جیسے ہی ذوہان اور اسامہ نے سرسری سا اس جانب دیکھا دونوں کا فشارِ خون بلند ہوا تھا۔ اسامہ اپنی بہن کو اتنے مردوں کے سامنے ہوں بے حجاب دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔

وہیں ذوہان دور سے بھی اپنی بٹر کپ کی آنکھوں کی نمی دیکھ سکتا تھا۔ وہ جو کبھی اس کے سامنے بھی بے حجاب نہیں ہوئی تھی آج اتنے مردوں کے سامنے بے بس اور مجبور کھڑی تھی۔

اس نے اٹھنا چاہا جب اسامہ خود پر ضبط کرتے اس کا ہاتھ تھام گیا۔ ذوہان کی آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ انگارہ ہو گئی تھیں۔ نایاب اپنے سینے پر بازو پھیلائے کھڑی اپنے وجود کی رعنائیاں چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

پچھلا گہرا گلا تو اس کے بال چھپا چکے تھے آگے سے بھی گلا خاصا بڑا تھا جس پر اس نے ایک ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے پیٹ کا برہنہ حصہ چھپانا چاہا۔ حورب تو غضبناک آنکھوں سے بائی کو گھور رہی تھی۔

نایاب کی اس معصوم سی حرکت پر وہاں بیٹھے ہوس پرست مرد قہقہے لگا رہے تھے، ذوہان کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں زندہ دفن ہو جائے۔

"چھوڑو مجھے اسامہ، میں اس عورت کا خون کر دوں گا" ضبط کی وجہ سے ایک آنسو ٹوٹ کر ذوہان کی گال پر بہہ نکلا اس نے بامشکل اپنا طیش ضبط کیا۔

"میں تمہاری کیفیت سمجھ رہا ہوں یار مگر ہماری جلد بازی ناں صرف پورا پلین خراب کرے گی بلکہ نایاب اور حورب کو بھی خطرے میں ڈال دے گی" اسامہ کا حال بھی اس جیسا ہی تھا۔ ایک طرف سگی بہن اور دوسری طرف بہن جیسی بھابھی تھی۔

اس سے پہلے ذوہان کوئی اور حرکت کرتا ان کے ہاتھوں میں بندھی گھڑی میں بپ بجی جس کا مطلب تھا عادل اور کامران باہر موجود آدمیوں پر قابو پا چکے تھے۔

وہ دونوں آخر میں بیٹھے تھے تب ہی اس جگہ سے پیچھے کھسکتے وہاں سے نکل کر داخلی دروازے کی سمت بڑھے،،وہ دونوں سب کے سامنے سے نایاب اور حورب کو نہیں لے جاسکتے تھے۔

"مہربان قدردان حسن کے دو مجسمے، یہ نوخیز کلیاں کون پانا چاہے گا؟ایسا حسن اور کہاں ملے گا؟جو اصل جوہری ہو گا وہی ان نگینوں کی قیمت پہچان سکے گا" بائی نے بولی لگوانے کا آغاز کیا۔

ذوہان نے اندھیرے حصے سے ایک قہرناک نگاہ اس پر ڈالی،وہ دونوں دروازے تک آئے اور دبے قدموں وہاں پہنچتے پشت سے دونوں آدمیوں کے منہ بند کیے۔اپنا طیش انہوں ان پر اتارا اور ایک ہی جھٹکے میں دونوں کی گردن توڑ دی۔

دروازہ کھولا تو سب سے پہلے عادل اندر داخل ہوا تھا،اس کے پیچھے پولیس کی بھاری نفری اندر داخل ہوئی تھی اور چاروں طرف پھیل گئی،عادل نے وہاں آتے پلین کے مطابق ہوائی فائر کیا۔

"حورب اور نایاب کہاں ہیں؟" عادل نے مڑ کر ان سے پوچھا جبکہ کوٹھے میں بھگدڑ مچ چکی تھی۔

"بائی کے ساتھ رقص کی جگہ پر" آسامہ نے سختی سے کہا تو عادل لب بینچ گیا۔

"جلدی کرو پکڑو ان سب کو" عادل سپاہیوں سے کہتا بائی کی تلاش میں بھاگا۔ ذوہان بھی اس کے پیچھے آیا تھا، لوگ یہاں سے وہاں بھاگ کر خود کو بچانے کے چکر میں تھا۔

جب تک وہ لوگ وہاں پہنچے وہاں بائی اور نایاب حورب کا نام و نشان تک نہیں تھا، عادل پچھلے دروازے کی طرف بھاگا، اسے یہی لگا تھا بائی ان دونوں کو لے کر اسی جانب بھاگی ہو گی۔

"بائی کہاں ہے کامران؟" اس نے دروازہ کھولا مگر وہاں کامران اپنے آدمیوں کے ساتھ انتظار میں تھا۔

"کیا مطلب سر؟ بائی یہاں نہیں آئی میں خود اسی کے انتظار میں ہوں" کامران کے انکشاف پر عادل کو جھٹکا لگا۔

"بائی اس سمت نہیں آئی تو کہاں گئی؟" وہ دونوں واپس مین ڈور کی طرف بھاگے جہاں اسامہ موجود تھا۔

"بائی اس طرف آئی ہے؟" عادل کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"اگر وہ دونوں دروازوں سے نہیں نکلی تو گئی کہاں؟ کیونکہ کوٹھے کے صرف دو ہی دروازے ہیں" عادل پُر سوچ انداز میں بولا۔

"ہو سکتا ہے وہ کوٹھے میں ہی کہیں چھپ گئی ہو؟" ذوہان نے کہا تو عادل نے سر ہلایا۔

"ہر طرف ڈھونڈو اسے، مجھے وہ عورت سہی سلامت چاہیے" عادل نے سپاہیوں کو حکم دیا اور خود بھی اندر بھاگا تاکہ اسے ڈھونڈ سکے، ذوہان اور اسامہ بھی اس کی تقلید میں بڑھے تھے۔

@@@@@@@@@

"چٹاخ" زوردار تھپڑ کی آواز ارد گرد گونجی تو حورب اور نایاب نے آنکھیں پھاڑے سامنے موجود منظر دیکھا، رسیلی بائی جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی جس نے سب کو اپنے اشاروں پر ناچنے والے کھلونے سمجھ لیا تھا وہ اپنی گال پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

"اپن کو دھوکا دے گی تو بے غیرت عورت، شکیل مٹھن نام ہے اپن کا، لگتا ہے تو بھول گئی ہے" شکیل مٹھن چہرے پر قہرناک تاثرات لیے بولا۔

حورب اس کی آواز سے ہی پہچان گئی تھی کہ وہ کون ہے جبکہ ان کی طرف اس کی پشت تھی سو نایاب اسے دیکھ نہیں سکی مگر اس کی آواز کے سرد پن پر نایاب خوفزدہ ضرور ہوئی تھی۔

"م۔۔۔ مٹھن دادا میں۔۔۔" رسیلی بائی تو سمجھ رہی تھی شکیل مٹھن اب تک پولیس کی قید میں ہو گا مگر اسے ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی اس تک پہنچ جائے گا۔

"بکواس بند کر حرافہ کہیں کی، تجھے کیا لگا تھا تو اپنے آدمی اپن کے ارد گرد بھیجے گی اور اپن جان نہیں سکے گا؟" شکیل مٹھن اسکی بات پوری ہونے سے قبل دھاڑا۔

"بھول مت اس چھوکری کو یہاں لانے والا اپن تھا، اپن نے تجھے صرف اس کی پرورش کرنے کا حق دیا تھا کیونکہ یہ اپن کی ہے ازل سے مگر تو نے اسے بھی اپنے گھٹیا دھندے پر لگانا چاہا؟" شکیل مٹھن کے انکشاف پر حورب کتنے ہی پل ساکت رہ گئی۔

"ایسا نہیں ہے دادا میں تو اسے آپ کے لیے ہی تیار کرنا چاہتی تھی" اپنے ہونٹ سے نکلتے خون کو نظر انداز کرتی رسیلی بائی چاپلوسی کے انداز میں مٹھن دادا کے قریب آئی۔

"جھوٹ بولتی ہے، اپن کو کیا دودھ پیتا بچہ سمجھ رکھا ہے؟ بھول گئی جھمکی بائی کا کیا انجام کیا تھا میں نے؟" شکیل مٹھن نے پُراسرار لہجے میں پوچھا۔

جھمکی بائی رسیلی بائی سے پہلے اس کوٹھے کی کرتا دھرتا تھا، اس وقت شکیل مٹھن محض ایک معمولی غنڈا تھا۔ اس کا کام جھمکی بائی کو ملک کے مختلف حصوں سے لڑکیاں جمع کر کے دینا تھا۔

ان دونوں وہ لاہور میں تھا جہاں ان کی ساتھی نے انہیں باطشہ کو اغواء کرنے میں مدد کی مگر باطشہ بیگم ان سے بچ کر کمال خان تک جا پہنچیں۔ شکیل مٹھن کو باطشہ بیگم کے حسن نے چاروں شانے چت کر دیا تھا، وہ انہیں ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا مگر ان کا اتنی آسانی سے بچ نکلنا اس کی انا پر کوڑے کی طرح تھا۔ شکیل مٹھن اسی وقت انہیں ڈھونڈ کر برباد کر دینا چاہتا تھا مگر نہیں کر سکا۔

اس کے اتنے لمبے انتظار کے پیچھے دو اہم وجوہات تھیں، ایک تو شکیل مٹھن اس وقت کوئی بڑی طاقت نہیں تھا اور دوسرا پولیس بھی اس کے تعاقب میں تھی۔ سو اپنی جان بچانے اور خود کو مضبوط بنانے کے لیے اس نے اتنے وقت تک انتظار کیا۔

اس عرصے میں شکیل مٹھن لاہور اور کراچی کا جانامانا غنڈا بن چکا تھا، اس کی نام کی دہشت پاکستان کے ان دو بڑے شہروں میں تھی۔ اس نے جھمکی بائی سے اپنے کام کا اس کے برابر معاوضہ طلب کیا جس پر جھمکی بائی نے اسے مروانا چاہا۔

شکیل مٹھن تو ناں مر سکا مگر اس نے جھمکی بائی کو ایک دردناک موت دی تھی اور وہاں موجود رسیلی نامی رقاصہ کو جھمکی بائی کی جگہ دے دی۔ رسیلی بائی اس کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی تھی جو اس کے کہنے کے مطابق ہر کام کرتی تھی مگر جب طاقت اور پیسہ اوقات سے بڑھ جائے تو انسان خود کو عقلِ کل سمجھنے لگتا ہے۔

وہیں تیرہ سال بعد شکیل مٹھن جو کسی کام سے کوئٹہ آیا تھا وہاں باطشہ بیگم دکھائی دیں، اسے ایک بار پھر اپنی ذلت یاد آئی، اپنے ہاتھ سے نکلی عورت کو اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دیتا تبھی اس نے ان کے گھر پر حملہ کیا۔

اس نے کمال خان کو ہی نہیں اس کے پورے خاندان کو ایسے دکھوں میں دھکیل دیا جس سے نکلنا شاید ناممکن تھا، باطشہ بیگم اس کے ہاتھوں ایک بار پھر بچ نکلتی مگر وہ لاہور میں اس کے ہاتھ لگ گئی۔

باطشہ بیگم تو وہاں ہوئے حادثے سے جان بلب ناں ہو سکی مگر حورب اس کے ہاتھ لگ گئی، اس نے چار سالہ حورب کو رسیلی بائی کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اسے پروان چڑھا سکے اور جو ہوس وہ باطشہ بیگم سے پوری نہیں کر سکا وہ حورب کے وجود سے پوری کر سکے۔

"مجھے معاف کر دو مٹھن دادا، میں دوبارہ ایسا کبھی نہیں کروں گی" جھمکی بائی کی دردناک موت یاد کرتے رسیلی بائی کانپ اٹھی تب ہی اس کے قدموں میں گرتے گڑگڑائی۔

"اپن دوسرا موقع تو اپنے دوست کو نہیں دیتا تو تو پھر اپن کی دشمن نکلی رسیلی" ذو معنی لہجے میں کہتا شکیل مٹھن رسیلی بائی کی طرف جھکا۔

"م۔۔۔میں نے آپ سے حسن آراء چھینی تھی مٹھن دادا میں اس کی جگہ آپ کو ایک اور کمسن حسن دینے کو تیار ہوں، بس اسے میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دو" رسیلی بائی کی نظر نایاب پر پڑی تو وہ گڑگڑاتے بولی۔

"آہاں زرا اپن بھی تو دیدار کرے اس کمسن حسن کا پھر فیصلہ ہو گا تجھے موت دینی ہے کہ معافی" شکیل مٹھن عجیب سے لہجے میں کہتے مڑا اور ان دونوں کے بغیر آستیوں والے جسم کو ڈھانپنے میں ناکام ہوتے لباس میں رعنائیاں بکھیرتے وجود دیکھ کر ساکت ہوا۔

اس کے چہرے پر نظر پڑتے نایاب اور حورب دونوں بری طرح متاثر ہوئیں، وہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا جس کے چہرے پر زخموں کے کئی گہرے نشانات تھے جو اسے انتہائی ہیبت ناک بنا رہے تھے۔ اسے دیکھ کر ان دونوں کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے بچی جبکہ نایاب کا تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حال تھا۔

@@@@@@@@@@

"سر ہم نے پورا کوٹھا چھان مارا مگر یہاں کوئی نہیں ہے" کامران کوٹھے کی تلاشی لینے کے بعد ناکام سا اپنی ٹیم کے ساتھ عادل کے پاس پہنچا۔

"اس طرف بھی ہر جگہ دیکھ لیا، رسیلی بائی اور حورب یہاں نہیں ہیں" اسامہ بھی چند لوگوں کے ساتھ دوسری طرف سے لوٹتے بولا۔

"زمیں کھا گئی یا آسمان نگل گیا رسیلی بائی کو؟ وہ لوگ یہاں سے باہر نہیں نکلے اس کا مطلب وہ یہیں ہیں مگر کہاں؟" عادل اس وقت خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا۔

"عادل۔۔۔" ذوہان کی بلند آواز پر وہ سب چونک کر اس سمت بھاگے۔

"بولو ذوہان، کیا ہوا؟" اسے سامنے دیوار کو تکتا پا کر انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ دیکھو" اس نے اشارہ کیا تو ان تینوں نے دیوار کی سمت دیکھا جہاں خون کے دھبے موجود تھے۔

"ی۔۔۔یہ تو خون۔۔۔"عادل نے بغور ان دھبوں کو دیکھا جب اس کی نظر نیچے گری کانچ کی چوڑیوں پر پڑی۔

"عادل۔۔یہ تو حورب کی چوڑیاں ہیں،اس نے اسی رنگ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں"اسامہ کو یاد تھا حورب نے ہری رنگ کی کانچ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔

"اس کا مطلب حورب بھابھی نے ہمارے لیے نشانی چھوڑی ہیں تاکہ ہم انہیں ڈھونڈ سکیں"ذوہان نے ان دھبوں کو دیکھتے پُر سوچ انداز میں کہا تو عادل شدتِ ضبط سے آنکھیں موند گیا۔

کتنی تکلیف دی تھی حورب نے اپنے نازک ہاتھوں کو وہ سوچ کر ہی تڑپ اٹھا تھا۔وہ جو اسے ہلکی سی آنچ بھی نہیں آنے دینا چاہتا تھا یوں سامنے دیوار پر اس کے خون سے بنی لکیر دیکھ کر کس تکلیف کا شکار تھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"اسی کوٹھے کو تمہاری قبر بناؤں گا میں رسیلی بائی" دونوں ہاتھ دیوار پر مارتے دانت پیسے کہا، جتنی تکلیف اس کی حورب نے سہی تھی تو اس سے کئی گنا زیادہ اذیت رسیلی بائی کو دینے والا تھا۔

"عادل یہاں آگے بھی وقفے وقفے سے خون کے دھبے موجود ہیں جلدی چلو" اسامہ نے اگے بڑھتے دیکھا، یہ کوٹھے کے ایک طرف بنی تنگ سی راہ گزر تھی۔ وہ چاروں جلدی سے آگے بڑھے۔

"خون کے دھبے صرف یہیں تک ہیں، آگے دیوار پر کچھ نہیں ہے" ایک جگہ انہیں رکنا پڑا کیونکہ اس سے آگے کوئی دھبہ موجود نہیں تھا۔

"مگر یہاں تو کوئی راستہ نہیں ہے؟" ذوہان نے ارد گرد دیکھا مگر وہاں دونوں طرف صرف دیواریں تھیں اور کچھ نہیں۔

"نہیں، یہ سب اتنا سیدھا ہر گز نہیں ہے جتنا دیکھائی دے رہا ہے، ضرور یہاں کوئی ناں کوئی راستہ ہو گا" عادل نے سنجیدگی بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھتے دیوار پر ہلکی ہلکی دستک دینے لگا۔

"کیا تم لوگوں کو محسوس ہوا؟" اچانک اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تب ہی اس نے مڑ کر ان تینوں سے پوچھا۔

"کیا سر؟" کامران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ آواز سنو" اس نے ایک جگہ سے دیوار بجائی تو خاصی بھاری ٹھک ٹھک کی آواز آئی۔

"اب یہ سنو" اس کے بعد اس نے دوسری جگہ سے دیوار بجائی تو پہلے کی نسب آواز کم تھی۔

"ان دونوں جگہوں پر آواز مختلف ہے جس کا مطلب یہ حصہ اس حصے سے الگ ہے۔ جب ہم اینٹ یا پتھر کو بجاتے ہیں تو آواز کم پیدا ہوتی ہے جبکہ جب کسی لکڑی کو بجایا جاتا ہے تو آواز زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کا مطلب۔۔۔" عادل بولتے بولتے رکا۔

"اس کا مطلب یہ دیوار نہیں بلکہ دروازہ ہے" ذوہان نے آگے بڑھ کر دروازہ بجایا اور سنجیدگی سے کہا تو عادل سر اثبات میں ہلا گیا۔

"مگر یہ دروازہ ہم کھولیں گے کیسے؟ یہاں تو کوئی ہینڈل وغیرہ بھی نہیں" کامران ادھر ادھر دیکھتے بولا۔

"کبھی کوئی جاسوسی ناول یا کہانی نہیں پڑھی؟ پولیس فورس میں تو چلو تم ایویں ہی آ گئے تھے" عادل جل کر بولا۔

"کیا مطلب سر؟" کامران کو بے عزتی تو بڑی محسوس ہوئی مگر یہ سمجھ نہیں آیا کہ بے عزتی ہوئی کیوں ہے۔

"عقل سے پیدل آدمی یہاں کہیں کوئی بٹن ہو گا اس کو ڈھونڈو، آئی پائی ہوئی اے" پتا نہیں وہ خود کی ٹینشن ریلیز کر رہا تھا کہ ان سب کی۔

"آہ سوری سر" کامران شرمندہ سا ہو تا بٹن ڈھونڈنے لگا۔

"یار اچھے خاصے ڈاکٹر کو ہم نے سہی کام لگا دیا" کچھ دیر وہ سب ڈھونڈھتے رہے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا تب ہی ان کی حالت دیکھتے عادل نے چھیڑا۔

"بھائی صاحب اندر آپ کی زوجہ دشمن کے شکنجے میں ہیں اور آپ کو ہری ہری سوجھ رہی" اسامہ نے عادل کو شرمندہ کرنا چاہا۔

"یار مجھے اپنی ٹینشن ریلیز کر لینے دو ورنہ اگر مجھے غصہ آگیا تو یہاں کوئی نہیں بچے گا" عادل بظاہر سرسری لہجے میں بولا مگر اس کے انداز سے جو آگ جھلک رہی تھی وہ انہیں چونکنے پر مجبور کر گئی۔

"بس سر جی میں تھک گیا ہوں" وہ لوگ پھر سے ڈھونڈھنے لگت جب کامران تھک کر بولا اس نے دیوار کا سہارا لینے کو ہاتھ رکھا جب دیوار کا وہ حصہ اندر کو دھنس گیا اور ایک آواز کے ساتھ وہ دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"کامی شہزادے چھا گیا تو تو، اممم" دروازے کے کھلتے ہی عادل پُرجوش سا بولتا اس کی طرف فلائنگ کس اچھال گیا۔

"سر میں حورب بھابھی نہیں ہوں" کامران شرمانے کی ناکام کوشش کرتے بولا۔

"شوخا" عادل نے منہ بسور کر کہا تب ہی وہ تینوں تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئے۔

@@@@@@@@

"تو نے تو سچ میں کمال کر دیا بائی، اپن تو صرف حسن آراء کے حسن کا مرید تھا مگر یہ چھوکری تو اس سے بھی بڑھ کر نکلی "نایاب کے معصوم حسن کو گندی نگاہوں سے تکتے شکیل مٹھن نے اس کی سمت قدم بڑھائے۔

"ڈرتی کیوں ہے جانم، اپن کھا تھوڑی جائے گا تجھے، نام کیا ہے تیرا "نایاب جس کا چہرہ سپید پڑ رہا تھا اسے چھونے کو بڑھتا شکیل مٹھن کا ہاتھ اگلے ہی پل خون آلود ہوا تھا۔

"اپنے گندے ہاتھ میری بیوی سے دور رکھ "ذوہان کو جو گن عادل نے دی تھی وہ اس سے شکیل مٹھن کے ہاتھ پر نشانہ لگا چکا تھا۔

"شکیل دادا" رسیلی بائی اور شکیل مٹھن کے آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھے جبکہ عادل حورب اور ذوہان نایاب کے قریب آیا۔

"حورب میری جان" عادل حورب کو دونوں بازوں سے تھامتے اس کی سلامتی کا یقین کرنے لگا، اسامہ نے اپنا کوٹ اتارتے اسے دیا جو اس نے حورب کے کندھوں پر ٹکا دیا۔

"عادی" حورب اتنی ٹینشن میں اس کے منہ سے نکلا نام دھیان سے نہیں سن سکی بس روتے ہوئے اس کے وجود کا حصہ بنی تھی۔

"شششش، بس میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا" اب تک جو بہادر بنی ہوئی تھی عادل کو مقابل پا کر وہی ڈرپوک سی حورب بن گئی۔

"بڑکپ، زندگی آپ ٹھیک ہیں ناں؟" ذوہان نے بھی اپنا کوٹ اتار کر نایاب کا برہنہ وجود ڈھانپا تھا۔

"ذ۔۔۔ذو۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔بابا۔۔۔بڑے بابا۔۔۔۔یہ۔۔۔" نایاب سہمی چڑیا بنی ٹوٹے پھوٹے الفاظ بولتی شکیل مٹھن کی سمت اشارہ کر رہی تھی، ذوہان نے جھٹکے سے مڑ کر شکیل مٹھن کو دیکھا۔

"ک۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ نایاب؟کیا تعلق ہے اس شخص کا بابا لوگوں سے؟"ذوہان نے ذہن میں اٹھتے شک کر اسے دونوں بازوں سے تھامتے پوچھا۔

"ذ۔۔ذوا۔۔۔اس نے مار دیا انہیں۔۔۔یہ۔۔۔درندہ۔۔۔بابا، ممابڑے بابا سب کو مار دیا"وہ شدت سے روتی بولی جب ذوہان نے مٹھیاں بینچ کر خود پر قابو پایا، شکیل مٹھن بھی اس کے لفظوں پر چونک کر سیدھا ہوا تھا۔

"تو تو ہے وہ ذلیل انسان جسے میں برسوں سے ڈھونڈھ رہا ہوں، میرے خاندان کی بربادی کا ذمہ دار" ذوہان نایاب کو سائیڈ پر کیے طیش سے شکیل مٹھن کی طرف بڑھا۔

"کیا بکواس کر رہا ہے بے؟ہے کون تو؟"شکیل مٹھن کو ہر گز اندازہ نہیں تھا وہ کیا کہہ رہا ہے۔

"چودہ سال پہلے کی وہ رات یاد کر شکیل مٹھن، لاہور کے ایک نجی ہسپتال میں تو نے بے رحمی سے تین لوگوں کو قتل کیا تھا، انہی کا خون ہوں میں سالے" ذوہان سرد ترین لہجے میں بولا، عادل اور اسامہ بھی ساکت سے کھڑے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"اوہ تو تو ہے ان کا خون۔۔۔ چچچ اپن کو انہیں مار کر بڑا افسوس ہوا تھا مگر اپن بھی کیا کرتا وہ اپن کو اپن کا بدلہ لینے سے روک رہے تھے۔ چلو اچھا ہے تم سارا خاندان ایک ساتھ ہی مرنے کو آ گیا اپن کو بار بار خون خرابہ کرنا پسند نہیں ہے" شکیل مٹھن وہ واحد انسان تھا جو ساری بات سے آگاہ تھا۔

"کونسا خاندان؟" عادل نے سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"ارے۔۔۔ تم لوگوں کو نہیں پتا، پچ چلو اپن ہے ناں؟ اپن بتا دیتا ہے تم لوگوں کو۔۔۔ یہ جو ہیرو بن کر کھڑا ہے ناں یہ اپن کی دلبر جانی باطشہ کا بھتیجا ہے۔ ہاں۔۔۔ اس کے باپ نے اپنی بہن اور بھتیجی کو اپن سے بچانا چاہا مگر بیچارہ خود ہی اپن کی گولی کا نشانہ بن گیا" اسامہ اور عادل کو دیکھتے اس نے جو انکشاف کیا تھا اس پر وہ پانچوں حیرت کا مجسمہ بن چکے تھے۔

"اب اپن نے بات چھیڑی ہی ہے تو چلو ساری کہانی سنا دیتا ہے اپن تم سب کو" شکیل مٹھن ان سب کے چہروں پر جھٹکے کے تاثرات دیکھتے ڈھٹائی سے ہنس دیا۔

@@@@@@@@

ماضی۔۔۔۔

جس گاڑی سے باطشہ بیگم اور حورب کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا وہ گاڑی کسی اور کی نہیں یوسف عالم کی تھی، وہ نائیٹ شفٹ کے لیے ہوسپٹل جا رہے تھے جب اچانک گاڑی کے سامنے کسی وجود کے آجانے پر بریک نہیں لگا سکے اور نتیجتاً زوردار دھماکہ ہوا۔

وہ تیزی سے گاڑی سے نکلتے گرے ہوئے وجود کی طرف بڑھے جن کے سر سے خون بہہ رہا تھا، انہوں نے اس نسوانی وجود کو سیدھا کیا مگر مقابل کا چہرہ دیکھتے ہی ساکت رہ گئے۔

وہ بھلے ہی انہیں تیرہ سال بعد دیکھ رہے تھے مگر وہ چہرہ آج بھی ان کی یادوں اور ان کے خیالوں کا حصہ تھا۔ وہ ان کی لاڈلی بہن تھی باطشہ عالم۔۔۔

"باطشہ۔۔۔۔ یہ تم ہو۔۔۔۔ طشی آنکھیں کھولو میری جان" یوسف عالم تو پاگل ہوا اٹھے تھے، وہ جو ان پر فاتحہ پڑھ چکے تھے یوں انہیں اپنے سامنے دیکھ تڑپ اٹھے۔

"ان کے سر سے خون بہہ رہا ہے انہیں ہوسپٹل لے کر جائیں جلدی" نا جانے کس کی آواز پر وہ ہوش میں آئے، انہوں نے جلدی سے باطشہ بیگم کو گاڑی میں لیٹایا اور واپس مڑے، وہاں گری چھوٹی سی گڑیا کو اٹھایا جو ہو بہو باطشہ بیگم کا روپ تھی اس کے سر سے بھی خون بہہ رہا تھا۔

"احمد جلدی ہوسٹل پہنچو" یوسف عالم نے پہلی کال احمد عالم کو ملائی تھی جو ان کے حکم پر بنا کچھ بولے اپنے مشترکہ ہوسٹپل پہنچے ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں جو اسی ہوسٹپل میں ڈاکٹر تھیں۔

"کیا بات ہے بھائی جان؟ اتنی جلدی میں کیوں بلایا ہمیں؟" احمد عالم نے وہاں پہنچتے حیرانی سے پوچھا۔

"ا۔۔۔احمد تم جانتے ہو آج مجھے کون ملی؟ ہماری باطشہ۔۔۔وہ زندہ ہے احمد" یوسف عالم باطشہ بیگم کا ٹریٹمنٹ کر چکے تھے مگر وہ تا حال ہوش میں نہیں تھیں۔

"ی۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں لالہ؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ کہاں ہے باطشہ؟" احمد عالم بھی تڑپ اٹھے۔وہ خود بہن کی جدائی میں بہت تڑپے تھے۔

باطشہ عالم ان دونوں کی چھوٹی اور لاڈلی بہن تھیں، ان کے والد عالم صاحب سخت مزاج آدمی تھے اور ہمیشہ سے ان تینوں سے فاصلے پر رہے تھے سو وہی دونوں بھائی ان کے لیے باپ بن گئے۔ باپ کی مرضی کے خلاف ان دونوں نے ہی انہیں اپنی طرح میڈیکل کالج میں داخلہ دلوایا تھا۔

ان کے غائب ہونے کی خبر ان سب پر بجلی بن کر گری تھی، عالم صاحب جو پہلے ہی ان کے پڑھنے کے خلاف تھے اس سب پر پاگل سے ہو اٹھے، لوگوں کی باتیں اور طعنے بہت جلد انہیں قبر میں اتار گئے۔

انہوں نے ہر ممکنہ کوشش کر لی باطشہ بیگم کو ڈھونڈھنے کی مگر ناکام رہے مگر اب اچانک قسمت انہیں ایک دوسرے کے سامنے لے آئی تھی۔ انہوں دونوں بھائیوں نے بے صبری سے باطشہ بیگم کے ہوش میں آنے کا انتظار کیا۔

حورب کے سر پر گہری چوٹ آئی تھی سو وہ ابھی تک بے ہوش تھی جبکہ باطشہ بیگم کچھ ہی گھنٹوں میں ہوش میں آچکی تھیں۔ بھائیوں کو سامنے پا کر وہ روتے ہوئے اپنا ہر درد کہہ گئیں۔

ان کی حالت ٹھیک نہیں تھی، سر کے علاوہ اور بھی بہت سی اندرونی چوٹیں آئی تھیں، کئی ہڈیاں بھی ٹوٹ چکی تھیں، یوسف عالم ان کی حالت جانتے تھے مگر اسے بتا نہیں سکے جبکہ باطشہ بیگم کو موت کی آہٹیں سنائی دینے لگی تھیں۔

"ہ۔۔۔ہمارے پاس۔۔۔زیادہ۔۔۔وقت نہیں۔۔۔ہے بھیا۔۔۔ہم۔۔۔ہماری حورب۔۔۔کا۔۔۔کا خیال۔۔۔رکھیے گا۔۔۔اسے۔۔۔اس کے۔۔۔بابا۔۔۔بابا تک۔۔۔پہنچا دیجیئے گا" باطشہ بیگم یوسف عالم کا ہاتھ تھامتے بولیں جس پر وہ دونوں بھائی تڑپ اٹھے۔۔

"ایسا مت کہو طشی، تم ٹھیک یو جاؤ گی، ہم مل کر تمہارے شوہر کے پاس جائیں گے، ہمیں اسے شکریہ بھی تو کہنا ہے جس نے ہماری بہن کو اتنی بڑی مشکل سے بچایا" یوسف عالم بامشکل خود پر ضبط پاتے بولے۔

"و۔۔۔وقت نہیں ہے بھیا۔۔۔آپ۔۔۔جانتے ہیں۔اس۔۔۔درندے کو۔۔۔ہماری بیٹی۔۔۔تک پہنچنے مت دینا" وہ روتے ہوئے بولیں۔

"م۔۔۔میں وعدہ کرتا ہوں باطشہ، جب تک میں زندہ ہوں کوئی حورب کو نقصان نہیں پہنچا سکتا" یوسف عالم نے ان سے وعدہ کیا۔

دوسری طرف شکیل مٹھن کے آدمی جنہیں باطشہ بیگم کے ایکسیڈینٹ کی خبر ہو چکی تھی وہ انہیں ڈھونڈتے ہوسپٹل پہنچ چکے تھے اور نا صرف یہ بلکہ شکیل مٹھن بھی ان کی دی خبر پر وہاں آ چکا تھا جہاں اسے باطشہ بیگم کی موت کی خبر ملی۔

وہ ایک بار پھر دل مسوس کر رہ گیا مگر جب اسے حورب کے بارے میں علم ہوا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھری، اسے اپنا بدلہ لینا تھا ماں ناں سہی بیٹی سہی۔ اس نے چار سالہ بے ہوش حورب کو اٹھایا اور ہوسپٹل کی پچھلی جانب سے نکلنا چاہا۔

"رک جاؤ کہاں لے جا رہے ہو ہماری بھتیجی کو" یوسف عالم اور احمد عالم جو حورب کو ہی دیکھنے آ رہے تھے انہوں نے اسے وہاں سے نکلتے دیکھ لیا۔

"اپن کے راستے سے ہٹ جاؤ ڈاکٹر ورنہ جان سے جاؤ گے "شکیل مٹھن غصے سے بولا۔نایاب جو گھر میں مما بابا کو ناں پا کر ضد کر کے ذوہان کے ساتھ ہو سٹپل آئی تھی وہ اپنے مما بابا کو تلاش کرتی ہو سپٹل میں گھوم رہی تھی۔

یہ ہو سپٹل خاصا بڑا نہیں تھا، ذوہان جو کوئی کال سننے کو وہاں رہ گیا تھا نایاب کا ہاتھ چھوڑ گیا کیونکہ وہاں سب ان دونوں کو اچھے سے پہچانتے تھے۔پانچ سالہ نایاب انہیں ڈھونڈھتی ہوئی ہو سپٹل کے پچھلے لان میں پہنچی جب سامنے کا منظر دیکھتی خوفزدہ سی وہیں سہم گئی۔

شکیل مٹھن کے ہاتھ میں گن تھی جو اس نے یوسف عالم پر تان رکھی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ سے حورب کو اٹھایا ہوا تھا۔

"یہ میری بہن کی بیٹی ہے میں جیتے جی تجھے ہر گز اسے لیجانے نہیں دوں گا"یوسف عالم نے طیش سے کہا جس پر شکیل مٹھن طنزیہ مسکرا دیا۔

"تو نے ٹھیک ہے، تیرے جیتے جی ناں سہی تجھے مار کر سہی، اسے تو اپن لے کر ہی جائے گا" ان دونوں بھائیوں کو وبالِ جان بنتا دیکھ شکیل مٹھن ان دونوں پر فائر کر گیا۔ اس نے ان دونوں کے دل کے مقام پر فائر کیا تھا۔۔

"آہہہہ، یہ کیا کیا تم نے ذلیل ان۔۔۔" نایاب کی مما جو انہیں ہی ڈھونڈھتی آ رہی تھی وہ اپنے شوہر کو بے جان سا گرتا دیکھ چیخیں جس پر شکیل مٹھن نے ایک فائر اور کیا تھا۔۔

چند لمحوں کا کھیل تھا اور سب ختم کرتا وہ وہاں سے بھاگ نکلا، فائر کی آواز پر کچھ ہی دیر میں سب لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے جب تک ذوہان کو اس سب کی خبر ہوئی سب ختم ہو چکا تھا۔

اس کے باپ، چچا اور چچی کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا، نایاب کو معصوم بچی تھی اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتی اس درندگی کو برداشت نہیں کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔

وقت نے جلد ہی انہیں ذوہان کی ماں کا غم بھی دے دیا، پیچھے وہ دونوں بچ گئے جو ایک دوسرے کا واحد آسرا تھے۔ نایاب کے اندر ایک ڈر پنجے گاڑھ کر بیٹھ گیا، وہ دنیا سے کٹتی چلی گئی۔

جہاں کہیں زیادہ لوگ یا شور و ہنگامہ دیکھتی اس کا خوف از سر نو جاگ اٹھتا، وہ صرف ذوہان کے وجود تک محدود ہوتی چلی گئی، ذوہان اس کا خوف دور کرنے کو اسے لیے کینیڈا چلا گیا مگر کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔

زندگی بنا رکے چلتی گئی اور آج جب وہ دونوں ماضی کو پیچھے چھوڑ آئے تھے تو ماضی ایک بات پھر منہ کھولے ان کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اس بار یہ سب دھماکے پہلے سے کہیں زیادہ شدید تھے۔

@@@@@@@@@@

"کہا تھا ناں عادل جمال اپن کے راستے میں مت آنا، اپن نے برسوں پہلے تمہارے خاندان کو تباہ کیا تھا اور اس بار اپن تم سب کو بھی تمہارے ماں باپ کے پاس بھیجنے والا ہے" شکیل مٹھن کے خاموش ہوتے ہی عادل نے نفرت سے اسے دیکھا۔

"اور میں نے بھی تجھے کہا تھا تو نے جو جو گناہ کرنا تھا کر لیا اب تجھے تیرے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا ہو گا، تو نے چودہ سال پہلے مجھ سے میری حورب کو چھینا تھا دوبارہ میں تجھے ان کے سائے تک بھی پہنچنے نہیں دوں گا" عادل بولا تو اس کے لہجے میں موجود سرد مہری محسوس کرتے سب چونکے۔

حورب کو سب سے زیادہ جھٹکا لگا تھا کیونکہ چودہ سال پہلے ہوئے ایکسیڈینٹ کے باعث وہ سب بھول گئی تھی، اسے اپنا نام تک یاد نہیں تھا ورنہ ذہن کے کسی نا کسی کونے میں اس عمر کی کوئی دھندلی یاد ضرور ہوتی ہے۔

وہ عادل کی حورب تھی یہ جان کر اسے خوشی ہونی چاہیے تھی مگر دل عجیب سی تکلیف میں مبتلا ہو رہا تھا۔ عادل کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ پہلے سے اس کے حورب ہونے کے بارے میں جانتا تھا۔

"جیسے تو چودہ سال پہلے کچھ نہیں کر سکا تھا ویسے ہی تو اس بار بھی کچھ نہیں کر سکے گا، تیری آنکھوں کے سامنے تیری بیوی کے ساتھ۔۔۔۔" شکیل مٹھن ڈھٹائی سے بولا جب عادل نے طیش سے آگے بڑھتے اس کے چہرے پر مکہ مارا۔

"ہمت ہے تو میری بیوی کو دیکھ کر دیکھا" عادل کی سرخ آنکھوں نے شکیل مٹھن کے وجود میں برق سی دوڑائی تھی۔

"دیکھ کیا رہے ہو سالو پکڑو انہیں" شکیل مٹھن نے پیچھے موجود اپنے آدمیوں کو حکم دیا جس پر وہ سب ان پر ٹوٹ پڑے۔

"حورب رسیلی بائی کو پکڑیں وہ بھاگنے ناں پائیں" رسیلی بائی انہیں آپس میں مگن دیکھ کر وہاں سے بھاگنے کے پر تول رہی تھی جب عادل کی نظر اس پر پڑی۔ اس نے حورب کو پکارا تو حورب بھی ساری سوچیں جھٹکتی تیزی سے بائی کی طرف بڑھی۔

"اتنی جلدی کیا ہے بائی؟ اپنے کرموں کا حساب تو دیتی جاؤ" حورب سرد لہجے میں بولی، عادل کو اس میں وہی نڈر حورب نظر آئی جس نے پہلے ہی دن اس پر خنجر تانا تھا۔

"دیکھ حسن آراء مجھے جانے دے، میں نے تجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے" بائی کو اپنی موت سامنے دیکھائی دینے لگی تھی۔ وہ کاغذ کا وہ شیر ثابت ہوئی تھی جو مصیب کی آندھی میں پہلے ہی جھونکے پر اڑ گیا۔

"تو وہی ہے بائی جس نے ہمیں ساری زندگی اس گندی جگہ پر قید رکھا، تو نے ہمارے وجود کو کیش کروانا چاہا، ہماری بولی لگائی۔ ہمیں بے پردہ کیا" حورب نے بائی کے بال گرفت میں لیے۔

"تیرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے شکیل مٹھن، اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دے" اسامہ، ذوہان اور کامران کچھ ہی دیر میں اس کے آدمیوں پر قابو پا چکے تھے۔

عادل نے شکیل مٹھن کو دیکھتے تسمخرانہ لہجے میں کہاوہ چاروں اس کی طرف بڑھ رہے تھے جبکہ شکیل مٹھن کا دماغ شیطانی منصوبے بنانے میں مگن تھا۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے ایس پی" شکیل مٹھن نے اچانک اسامہ کے سینے پر زوردار ٹانگ ماری جس پر وہ بری طرح پیچھے کی طرف گرا، یہ سب بہت اچانک ہوا تھا جس پر وہ سب بامشکل سنبھل سکے۔

"اسامہ۔۔۔" ذوہان اور عادل تیزی سے اسامہ کی طرف بڑھے۔

"میں ٹھیک ہوں۔" اسامہ سینے پر ہاتھ رکھتا سیدھا ہوا، اسے بہت زور کی ضرب لگی تھی مگر وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔

"ذو۔۔۔" ان دونوں کو دھیان ہٹتے ہی شکیل مٹھن اپنا کام کر چکا تھا وہ نایاب کی گردن شکنجے میں لے چکا تھا۔نایاب کی چیخ پر وہ تینوں تیزی سے مڑے۔

"بٹر کپ۔۔۔" ذوہان نایاب کو اس وحشی کے قبضے میں دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔

"وہیں رک جاؤ، اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو اپن اس چھوکری کی گردن توڑ دے گا" شکیل مٹھن نے مکروہ لہجے میں کہا۔

"اگر آسان موت چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ ہٹا لے شکیل مٹھن ورنہ تجھے ایسی موت دوں گا کہ زمانہ یاد رکھے گا" عادل کا لہجہ کرخت ہوا تھا۔

"بہت سے آئے ایس پی، شکیل مٹھن کو فنا کرنے کا خواب دیکھنے والے مگر اپن نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں، تو دیکھتا رہ جائے گا اور اپن تیری نظروں سے سامنے سے نکل جائے گا" شکیل مٹھن نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ تو وقت بتائے گا مٹھن، تجھے تیری مکروہ ذات سمیت نست و نابود ناں کیا تو میں بھی سائرہ خان کا بیٹا نہیں" اپنی ماں کے قاتل کو وہ اتنی آسانی سے بچ کر جانے نہیں دے سکتا تھا۔

"خبردار اگر تم میں سے کوئی آگے بڑھا" شکیل مٹھن آہستہ آہستہ نایاب کو لیے پیچھے نکل رہا تھا، اس کا ارادہ اسی راستے سے بھاگ نکلنے کا تھا جہاں سے وہ آئے تھے۔

"ذوہان۔۔۔" عادل نے ذوہان کو اشارہ کیا اور خود تیزی سے پشت پر لگا پسٹل نکالتے شکیل مٹھن کی ٹانگ پر فائر کیا، وہ لڑکھڑایا جب ذوہان نے تیزی سے اگے بڑھ کر نایاب کی بازو کھینچتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

کامران نے پھرتی دیکھاتے شکیل مٹھن کو پشت سے جکڑا۔ عادل گن ہولڈر میں ڈالتے آگے بڑھا اور شکیل مٹھن کے رنگ لگے بالوں کو پکڑ اکر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"بہت شوق ہے ناں تجھے طاقت دیکھانے کا، تو چل اب مجھ پر دیکھا اپنی طاقت" عادل نے سرد ترین انداز میں اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا۔

کامران نے عادل کے اشارے پر اسے چھوڑا، عادل نے اسے فائیٹ کی دعوت دی تھی جس پر شکیل مٹھن نفرت سے اسے دیکھتا لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا، اسے شدید تکلیف تھی مگر اس وقت وہ ہر تکلیف بھول چکا تھا۔

اس نے زوردار مکہ عادل کے مارنا چاہا جب عادل نے وہی مکہ تھام کر اس کی گال پر دے مارا۔ شکیل مٹھن عادل پر ابل پڑا، وہ زخمی ہونے کے باوجود پورا پورا مقابلہ کر رہا تھا۔ اگر عادل نے اسے لہولہان کر دیا تھا تو حالت خراب عادل کی بھی ہوئی تھی، اس کے چہرے پر دو تین ضربیں لگنے کی وجہ سے خون بہنے لگا تھا۔

"کامران" اس نے مار مار کر شکیل مٹھن کو ادھ موا کر دیا تھا، شکیل مٹھن گرا تو اس نے کامران کو پکارا، اس کی آواز سے کامران جانتا تھا کہ وہ کیا چاہ رہا ہے تب ہی پاؤں کے قریب بندھے ہولڈر سے چاقو نکال کر اسے تھمایا۔

"تو جانتا ہے تیرا سب سے بڑا گناہ کیا ہے مٹھن دادا؟" عادل اس کے قریب دوزانو ہوتے بولا، رسیلی بائی اب تک حورب کی گرفت میں مسلسل خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی، وہ چھوٹی سی لڑکی جسے وہ ہمیشہ دباتی آئی تھی آج شیرنی بنی ہوئی تھی۔

"تجھے نے مجھ سے میری ماں چھین لی، میری ماں جیسی چچی چھین لی اور ان سب سے بڑھ کر تو نے عادل جمال سے اس کی سانسوں کی وجہ کو دور کر دیا" عادل کا لہجہ ایسا تھا کہ وہاں کھڑا ہر فرد جھرجھری سی لے اٹھا۔ حورب اس کے الفاظ پر ساکت ہوئی۔

"تو نے مجھ سے میری حورب کو دور کر دیا، میں ساری زندگی ان کی تلاش میں بھٹکتا رہا صرف تیری وجہ سے، تو نے ان گندی نظروں سے انہیں دیکھا" عادل سپاٹ لہجے میں کہتا پوری قوت سے وہ چاقو اس کی آنکھ میں مار چکا تھا۔

ڈاکٹرز ہو کر بھی اس سب پر ذوہان اور اسامہ نے آنکھیں موندیں جبکہ نایاب تو اپنا چہرہ ذوہان کے سینے میں چھپا گئی تھی۔ حورب نم آنکھوں سے شکیل مٹھن کا انجام دیکھ رہی تھی۔

اس شخص کی وجہ سے اس نے ساری زندگی اپنوں سے دور تنہا گزاری وہ بھی ایسی جگہ نس نے اس کی ساری معصومیت چھین لی، اسے وقت سے پہلے بڑا کر دیا۔ اس کا بچپن جو گڈے گڑیا سے کھیلنے میں گزرنا تھا اس میں اس کے پیروں میں گھنگھرو بندھوا دیئے۔

عادل نے اسی نفرت سے وہ چاقو اس کی دوسری آنکھ میں گاڑھ دیا، وہ جگہ شکیل مٹھن کی چیخوں سے گونج اٹھی تھی۔ وہ شخص جو خود کو وقت کا سکندر سمجھ بیٹھا تھا اس وقت بے بس وہ لاچار پڑا تھا۔

"دیکھ شکیل مٹھن، ہمت ہے تو دیکھ اب ارد گرد، خود کو ناقابلِ شکست سمجھتا تھا ناں تو؟ بہت بڑا سورما تھا تو مگر دیکھ موت تیرے بھی سر پر کھڑی ہے" عادل نے چیختے ہوئے شکیل مٹھن کے بالوں کو جکڑا کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

خون سے بھرے چہرے کے ساتھ وہ انتہائی کریہہ صورت لگ رہا تھا۔ اس کے گناہوں کا گھڑا بھر چکا تھا۔ اسے دی مہلت ختم ہو چکی تھی، اس کی رسی جسے دراز کر دیا گیا تھا ایک ہی آن میں کھینچ لی گئی۔

وہ ان لوگوں کے لیے عبرت تھا جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ سبق تھا ان زمینی خداؤں کے لیے جو زرا سی طاقت ملنے پر اس طاقت کو دینے والے کو بھول جاتے ہیں۔

"سر اس شخص کو اسی اندھے پن کے ساتھ جینے دیں، اسے دنیا والوں کے لیے عبرت بننے دیں" کامران نے نفرت سے اسے دیکھتے کہا۔

"نہیں کامران، یہ شخص وقت کا فرعون ہے، آج موت کو سامنے دیکھ کر معافی مانگے گا مگر چند دن بعد اسی ذلالت پر اتر آئے گا، ویسے بھی اس کے گناہ اتنے کم نہیں ہیں کہ اتنی سی سزا پر بخش دیا جائے۔ ناجانے کتنی ماؤں، بہنوں کی عزت سے کھیلا ہے یہ شخص، ناجانے کتنی معصوم لڑکیوں کو اس دلدل میں دھکیلا ہو گا اس نے۔ آج اگر میں نے اسے چھوڑ دیا تو ان سب کے ساتھ ناانصافی ہو گی" عادل کے پاس عزت سے کھیلنے والوں کے لیے کوئی معافی نہیں تھی۔

اس نے چاقو پوری قوت سے شکیل مٹھن کے گلے میں گھونپا تھا، اس کے گلے سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ اس نے ایک آخری ہچکی بھری جس کے بعد میں مزید سانس نہیں لے سکا۔ شکیل مٹھن اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا، اس کے آگے کے معاملات اوپر والے کے ہاتھ میں تھے۔

"رسیلی بائی کا کیا کرنا ہے سر؟" کامران نے شکیل مٹھن کی ڈیڈ باڈی دیکھ کر پوچھا۔

"فی میل کانسٹیبل کو بلواو، اس عورت کو اتنی آسان موت ہرگز نہیں دوں گا میں" اس نے مڑ کر نفرت سے رسیلی بائی کو دیکھا۔

کچھ ہی دیر میں فی میل کانسٹیبل آچکی تھی، رسیلی بائی کو اس کے حوالے کر کے اس نے کامران اور باقی سب کو واپس بھجوا دیا۔ وہ حورب کے پاس آیا جو ساکت سی کھڑی تھی۔

"حورب" اسے کندھوں سے تھام کر وہ اپنے ساتھ لگا گیا، شدت سے اسے خود میں بھینچے وہ آنکھیں موندے آہستہ سے بولا۔

"اسامہ۔۔"اس سے پہلے وہ اپنا سکون پوری طرح حاصل کر پاتا ذوہان کی پکار پر چونکا، جلدی سے اسے الگ کرتے مڑ کر دیکھا تو گرتے ہوئے اسامہ کو ذوہان نے تھام رکھا تھا۔وہ دونوں بھی تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

@@@@@@@@@@

"فکر کی کوئی بات نہیں ہے عادل، اس کے دل پر ضرب لگی تھی جس کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے جسم متاثر ہوا۔اب ٹھیک ہے اسامہ "ذوہان نے خود ہی اس کا چیک آپ کیا تھا۔عادل انہیں ایک بار اپنے فلیٹ لے آیا تھا۔

"سومی لاہور میں اکیلی ہے، ہمیں واپسی کے لیے نکلنا ہو گا"عادل کو سومیہ کی فکر ہوئی جو وہاں اکیلی تھی۔

"مگر یہاں رسیلی بائی کو کون دیکھے گا؟" ذوہان نے فکر مندی سے پوچھا۔

"تم پریشان مت ہو میں نے کامران کی ڈیوٹی لگادی ہے۔ اس عورت کا چند دن تھرڈ ڈگری کی ضرورت ہے، اس کے ساتھ باقی کے معاملات میں بعد میں نبٹاوں گا" عادل نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ دونوں اسامہ کے پاس کمرے میں تھے جبکہ حورب اور نایاب باہر تھیں۔

یہاں حورب کے چند ایک ڈریسیز موجود تھے اور اتفاقاً اس کا اور نایاب کا سائز بھی تقریباً ایک ہی تھا سو ان دونوں نے چینج کر لیا۔ ان کا ارادہ رات یہیں گزار کر کل صبح لاہور کے لیے نکلنے کا ارادہ تھا۔

"تم اور نایاب ساتھ والے کمرے میں ریسٹ کر لو، آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا" عادل نے ایک نظر اسامہ کو دیکھا جو دوائیوں کے زیر اثر سو رہا تھا۔

"تم اور حورب؟" جب سے ذوہان کو علم ہوا تھا حورب اس کی پھپھو کی بیٹی تھی تب سے وہ اسے سگی بہنوں سی عزیز ہو گئی تھی۔

"ہماری فکر ناں کرو، میری بیوی فلحال شاک میں ہے سو اسے کچھ وقت ویسے بھی درکار ہے میرا سامنا کرنے میں۔ تم جاؤ" وہ دھیما سا مسکرا کر بولا۔

"ٹھیک ہے آرام کرو میں چلتا ہوں، شب بخیر" عادل کا کندھا تھپتھپاتے کہتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"حورب، آپ نا جانے کیا رد عمل دیتی ہیں" اس کے جاتے وہ کچھ سوچ کر گہرا سانس بھرتا بولا۔

"نایاب، آئیں کچھ دیر آرام کر لیں" ذوہان باہر آیا تو نایاب کو حورب کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر بولا۔ نایاب ایک نظر حورب کو دیکھ کر اٹھ گئی، وہ دونوں جانتے تھے اس وقت حورب کو صرف عادل کی ضرورت تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں ناں بٹر کپ؟" ذوہان نے اسے دیکھا جو حورب کے سٹائلش سے سوٹ میں بے انتہا دلکش لگ رہی تھی، ایسے مشرقی لباس اس نے نایاب کو پہلی بار دیکھا تھا۔

"میں بہت ڈر گئی تھی ذو" وہ آہستہ سے اس کے سینے پر سر رکھتے نم آواز میں بولی تو ذوہان اس کے گرد سختی سے بازو حائل کر گیا۔

"کیوں میری جان؟ اپنے ذو پر بھروسہ نہیں تھا آپ کو؟" ذوہان اسے بتا نہیں سکا کہ وہ کتنا ڈر گیا تھا۔

"وہ شخص بہت برا تھا ذو، میں اتنے سالوں میں بھی اس کا چہرہ نہیں بھول سکی، میرا سارا بچپن اس شخص کا کریہہ چہرہ خواب میں دیکھتے خوف کے زیرِ اثر گزرا ہے" نایاب کے ذہن کے کسی کونے میں چودہ سال سے اس شخص کی صورت بسی تھی۔

"جو ہوا بھول جائیں زندگی، اس شخص نے جو گناہ کیے تھے اس کی سزا بھگت چکا ہے، ہمارے ماں باپ کے ساتھ جو اس نے کیا اس کی سزا اسے روزِ محشر بھی ضرور ملے گی" ذوہان اس کے بال سہلاتے نرمی سے بولا۔

"ذو، کیا حورب سچ میں ہماری کزن ہیں؟ اور اسامہ بھائی بھی؟" نایاب چند پل خود کو پر سکون کرتی رہی پھر اس کے سینے سے سر اٹھاتے بولی۔

"جی ذو کی جان، آپ کے اسامہ بھائی سچ میں ہماری پھپھو کے بیٹے ہیں۔ آپ جانتی ہیں بٹر کپ جب میں پہلی بار اس سے ملا تھا تو مجھے ایسا لگا جیسے میں اسے برسوں سے جانتا ہوں، جیسے ہمارا کوئی گہرا تعلق ہو۔ ہمیشہ ایک الگ سی محبت محسوس ہوتی تھی اس سے۔ آج سمجھ آیا کیوں" ذوہان اسامہ سے اپنی محبت یاد کرتے دھیما سا مسکرا کر بولا۔

"مجھے حورب کے لیے بہت برا لگ رہا ہے۔ انہیں اتنے سال اس گندی جگہ رہنا پڑا جہاں مجھ سے چند گھنٹے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا" نایاب کو وہ وقت یاد آیا جب حورب نے اسے سنبھالا تھا۔

"یہ سب یونہی لکھا تھا، اسے سب سے الگ رہنا تھا، ہم سب کو یوں ملنا تھا اسی لیے یہ سب ہوا۔" افسوس تو ذوہان کو بھی تھا مگر جو کچھ ہو چکا تھا اسے بدلا کہاں جا سکتا تھا۔

"آپ کو پتا ہے ذو، حورب بہت بہادر ہیں۔ میں تو اس سب سے بہت ڈر گئی تھی مگر انہوں نے بہت بہادری سے ہر چیز کا سامنا کیا۔ عمر میں مجھ سے بھی چھوٹی ہیں مگر ہمت میں شاید ہم سب سے آگے ہیں" نایاب کو اپنی پیاری سی کزن سے بے انتہا متاثر ہوئی تھی۔

"میری چھوٹو سی بیگم مانا کہ آپ کو اور رشتے مل گئے ہیں مگر مجھے تو ناں بھولیں یار، آپ کب سے ان دونوں کی باتیں کیے جا رہی ہیں" ذوہان نے مسکرا کر اسے چھیڑا تو وہ ہنس دی۔

"نایاب خود کو بھول سکتی ہے ذو مگر آپ کو نہیں، آپ ہیں تو نایاب ہے" نایاب لاڈ سے اس کے ساتھ لگتے بولی تو وہ جی جان سے مسکرا دیا۔

"جانتا ہوں، بس آج آپ کو اتنا ہی قریب رکھنا چاہتا ہوں تا دیر" اسے سختی سے خود سے لگائے ذوہان سکون سے آنکھیں موند گیا۔

"میں کونسا کہیں جانا چاہتی ہوں؟ یہ دنیا بہت بری ہے اور آپ کی بٹر کپ صرف ان بانہوں میں محفوظ ہے" کم سکون میں تو نایاب بھی نہیں تھی۔ اس وقت جو سکون اور اطمینان اسے مل رہا تھا اس کا کوئی نعم البدل نہیں تھا۔

"کچھ دیر سو لینا چاہیے ہمیں، پھر صبح صبح لاہور کے لیے نکلنا ہے" ذوہان نے آہستہ سے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"مجھے یہیں رہنا ہے ذو" نایاب اس سے الگ ہونے کو ہر گز تیار نہیں تھی۔

"آئیں یار، یہیں ہوں آپ کے پاس" نایاب کو تھامے وہ اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا، خود لیٹ کر اسے ساتھ لیٹاتے آنکھیں موند گیا۔ نایاب کا تھکن سے برا حال تھا۔ سو وہ کچھ ہی دیر میں گہری نیند میں اتر گئی

@@@@@@@@

"حورب" عادل کچھ دیر اسامہ کے خوابیدہ وجود کو دیکھتا رہا مگر پھر حورب کے باہر تنہا ہونے کا سوچ کر باہر نکل آیا۔ وہ لاونج میں ہی صوفے پر بیٹھی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔

"حورب میری جان یہاں تنہا کیوں بیٹھی ہیں؟ اپنے بھائی سکے پاس بھی نہیں جائیں گی؟" عادل آہستہ سے کہتا اس کے مقابل آ بیٹھا۔

"ہمیں تو ابھی اپنی ذات کا ہی اعتبار نہیں آیا تو ان رشتوں کا اعتبار کیسے کر لیں؟" وہ آہستہ سے بولی تو عادل نے لب بینچے۔

"میں جانتا ہوں آج جو انکشاف آپ پر ہوا ہے وہ آپ کی بساط سے بڑھ کر بوجھ ہے آپ پر مگر یہی حقیقت ہے زندگی۔ آپ حورب ہیں۔ حورب کمال خان۔ میری حورب" عادل نرمی سے اس کا دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے بولا۔

"ہمیں آپ سے صرف ایک سوال کا جواب چاہیے عادل جمال" اس کے لہجے میں سنجیدگی اور اجنبیت تھی۔

"پوچھیں" عادل نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا۔

"آپ نے نکاح کس سے کیا تھا؟ حورب سے یا حسن آراء سے؟" اس کے سوال پر عادل چند پل کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا، وہ سمجھ نہیں سکا تھا وہ یہ سوال کس تناظر میں کر رہی ہے اور کیوں؟

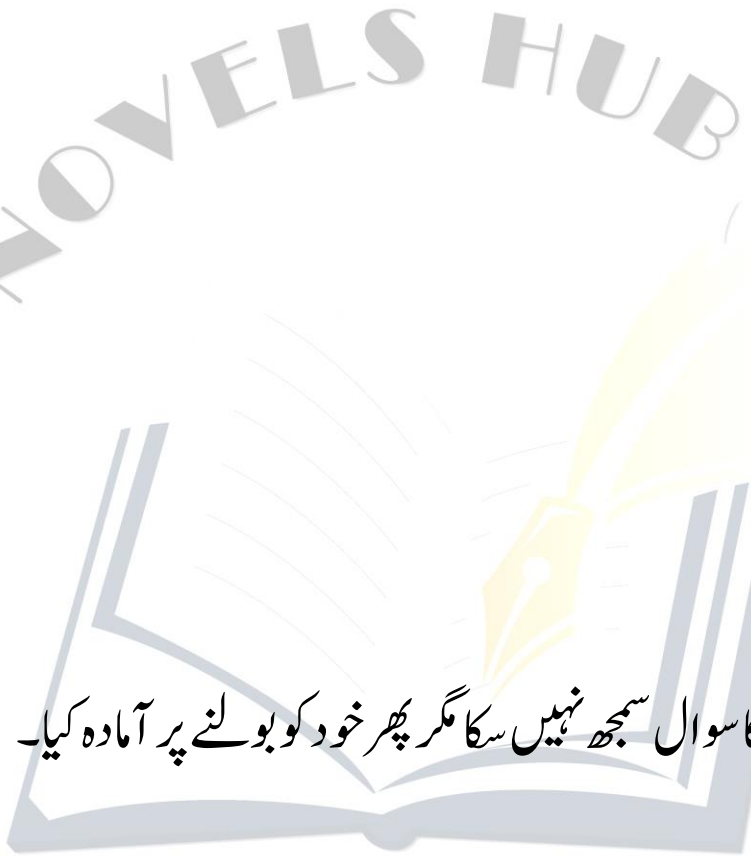

"کیا کہنا چاہتی ہیں آپ؟" عادل اس کا سوال سمجھ نہیں سکا مگر پھر خود کو بولنے پر آمادہ کیا۔

"جب آپ نے ہم سے نکاح کیا تھا تو کیا آپ جانتے تھے ہم آپکی حورب ہیں" حورب نے اب کے اسے دیکھتے براہِ راست سوال کیا۔

"میں شروع میں نہیں جانتا تھا آپ کون ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ میں نے آپ سے نکاح تب کیا جب مجھے علم ہو گیا تھا کہ آپ ہی حورب ہیں" عادل اس سے جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا ناں آج ناں کل مگر اس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

"میں نے ہمیشہ سے اپنی حورب سے عشق کیا ہے اگر مجھے آپ کے حورب ہونے کا علم ناں ہوتا تو میں حسن آراء سے کبھی نکاح ناں کرتا، ان کی عزت کی حفاظت آخری سانس تک کرتا مگر حسن آراء کو حورب کا نام اور جگہ کبھی ناں دیتا" عادل کا لہجہ مضبوط ترین تھا۔

"اور آپ کو اتنا یقین کیسے تھا کہ ہم ہی حورب ہیں؟" حورب کی تاثرات عجیب ہو رہے تھے۔

"آپ جب تین سال کی تھیں اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی، میں آپ کو اپنے کندھوں پر بیٹھائے پورے گھر میں بھاگ رہا تھا جب ٹھوکر لگنے پر ہم دونوں بری طرح گرے۔ آپ کے سر کے پچھلی طرف گردن پر گہرا زخم لگا تھا جس پر کئی سٹیچیز لگے تھے۔ جب اس چھوٹی سی بچی کی لاش حویلی بھیجی گئی تب ہی میں جان گیا تھا کہ وہ حورب نہیں ہیں" عادل کا لہجہ ماضی کی تکلیف سے اٹا ہوا تھا۔

"میں اس وقت کسی کو بتا نہیں سکتا تھا کیونکہ جیسی چاچو، بابا اور باقی سب کی حالت تھی وہ مما اور چچی کی موت کا صدمہ تو سہہ گئے تھے مگر آپ کی گمشدگی انہیں توڑ دیتی۔ میں اس وقت اتنا چھوٹا نہیں تھا کہ معاملات سنبھال ناں پاتا تب ہی میں نے خود سے آپ کی تلاش شروع کی"

"سفر لمبا تھا اور وسائل کم، میری کسی سے خاص جان پہچان بھی نہیں تھی تب ہی میں نے پولیس فورس جوائن کی تاکہ میرے پاس اتنی طاقت ہو کہ آپ تک پہنچ سکوں۔ اسی سب میں مجھے شکیل مٹھن کے بارے میں علم ہوا۔ میرے دن رات کی محنت سے میں جان گیا تھا کہ اس سب کے پیچھے شکیل مٹھن ہے۔ میں نے اس کے پیچھے اپنے بندے لگا دیئے مگر اس سے زیادہ اہم کام آپ کی تلاش تھا" عادل نے اس کا چہرہ دیکھا جو ساکت و جامد بیٹھی اس کا ایک ایک حرف سن رہی تھی۔

"کراچی میں پوسٹنگ ہونا قسمت کا فیصلہ تھا ٹھیک اسی طرح جیسے آپ تک پہنچنا میری قسمت میں لکھا تھا۔ شاید خدا کو مجھ پر اور میری ریاضت پر یقین آ گیا تھا تب ہی اس نے مجھے آپ تک پہنچا دیا بنا کسی مشکل اور پریشانی کے۔ جس روز اپارٹمنٹ میں شکیل مٹھن کے آدمیوں نے آپ پر حملہ کیا تھا اسی دن آپ کو ان

سے بچاتے ہوئے میری نظر آپ کی گردن کے زخم پر پڑی۔ میں حیران تھا کہ کیا قسمت ایسے بھی مہربانیاں دکھاتی ہے۔" ہاتھ اٹھائے اس کی گال سہلائی جب وہ آہستہ سے اپنے چہرہ دور کر گئی۔

"صرف ایک زخم پر آپ نے یقین کر لیا کہ ہم حورب ہیں؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں اس سے پہلے بھی میرے دل نے کئی بار اشارہ دیا تھا، آپ کی آنکھوں کا رنگ، آپ کا ہم کہہ کر بات کرنا اور سب سے بڑھ کر آپ کی خوشبو مجھے چونکنے پر ہمیشہ مجبور کر دیتی تھی" عادل نے اس کے قریب ہوتے اس کی خوشبو انہیل کی۔

"ہم سے جھوٹ کیوں بولا آپ نے؟" حورب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"آئی ایم سوری حور، میں جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا، میں آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ آپ میری حورب ہیں، میں آپ کو پیار کرنا چاہتا تھا، آپ کو قریب سے قریب تر محسوس کرنا چاہتا تھا مگر آپ کی آپ کے غائبانہ گھر والوں سے نفرت اور بدگمانی مجھے خوفزدہ کر گئی تھی" عادل شرمندہ تھا تب ہی معافی مانگ گیا۔

"یاد ہے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ اپنے گھر والوں سے ملنا چاہتی ہیں یا نہیں آپ نے جس انداز میں ان کا ذکر کیا تھا وہ شدید تکلیف دہ تھا۔ میں آپ کے مجرم کو سزا دے کر آپ کو اپنی پہچان بتانا چاہتا تھا کہ میں کون ہوں" عادل کے صفائی دینے پر بھی اس کا دل صاف نہیں ہوا تھا تب ہی وہ طنزیہ مسکرا دی۔

"جھوٹ بولتے ہیں آپ، آپ کو کوئی محبت نہیں تھی ہم سے، محبت ہوتی تو آپ ہم سے سچ ناں چھپاتے، محبت ہوتی تو ہمیں حورب کے نام سے جلن اور اذیت میں مبتلا دیکھ کر خاموش ناں رہتے اور اگر محبت ہوتی تو ہمیں رقابت کی آگ میں جلتا دیکھ کر انجان ناں بنتے آپ" بولتے بولتے اس کی آواز بھرا گئی۔

"حورب میری جان میری بات سمجھیں میں۔۔۔۔" عادل نے اس کا چہرہ تھامنا چاہا مگر حورب نفی میں سر ہلاتی صوفے سے اٹھ گئی۔

"پلیز عادل جمال صاحب، ہمیں تنہا چھوڑ دیں۔ ہمیں کچھ نہیں چاہیے ناں آپ کی حورب کے لیے بے تاب محبت اور ناں حسن آراء کے لیے دل میں موجود ترس" حورب شدید تکلیف میں تھی۔

اسے اس بات کی خوشی ہونی چاہیے تھی کہ وہ عادل جمال کی محبت، اس کی حورب ہے مگر وہ اس بات پر اذیت میں مبتلا تھی کہ عادل نے دھوکے سے اس سے نکاح کیا، جھوٹ پر جھوٹ بولے، اسے لے کر، ان کے رشتے کو لے کر یہاں تک کہ حورب کے نام پر بھی اس سے جھوٹ کہے۔

"ٹھیک ہے، میں آپ کو اپنی باتوں پر یقین کرنے پر مجبور نہیں کروں گا۔ آپ خود سوچیں اگر میری جگہ آپ ہوتیں تو اپنی محبت کو اپنے قریب رکھنے کے لیے کیا کرتیں؟" عادل گہرا سانس بھرتا اسے اس کے حال پر چھوڑ کر اسامہ کے پاس کمرے میں چلا گیا۔

حور نا جانے کتنی دیر سوچوں میں ڈوبی وہیں کھڑی رہی مگر جب ٹانگوں نے مزید جسم کا بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا تو بے جان سی صوفے پر بیٹھ گئی۔ سوچیں تھیں کہ ناگ بن کر دل و دماغ کو ڈس رہی تھیں۔ نا جانے کونسی چیز اسے خوش نہیں ہونے دے رہی تھی۔

عادل کچھ دیر بعد کمفرٹر اور تکیہ لیے باہر آیا جہاں وہ نا جانے کب نیند کی وادیوں میں ڈوب چکی تھی۔ عادل نے تکیہ تھری سیٹر صوفے پر رکھا اور پھر اس کا صوفے کی بیک پر ڈھلکا سر اٹھاتے تکیے پر رکھا پھر خود بھی ساتھ جگہ بناتا وہیں دراز ہو گیا۔ ایک بازو اس کے سر کے نیچے سے گزارے اسے حصار میں لیا۔

حورب نیند میں سب چھولتی روز کی طرح اس کے سینے میں سمٹ کر سو گئی۔ عادل اس کی حرکت پر بے ساختہ مسکرا دیا۔ یہ سکون اور اطمینان وہ کئی سالوں سے تلاش کر رہا تھا جو حورب کے ملتے ہی اس تک لوٹ آیا تھا۔

"عادل جمال نے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت آپ سے کی ہے حورب کمال۔ آپ میری زیست کا حاصل ہیں، میرا صبر، میرا یقین اور میرا ایمان ہیں آپ۔ میری چودہ سال مانگی گئی دعاؤں کا ثمر ہیں آپ" اس کے ماتھے پر لب رکھتے عادل سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

ان چند مہینوں میں جب وہ جانتا تھا کہ وہی اس کی حورب ہے تو اس نے کس طرح اپنی محبت پر ضبط کیا تھا یہ وہی جانتا تھا مگر اب کوئی قید نہیں تھی۔ہاں وہ ناراض تھی مگر وہ جانتا تھا کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ آج نہیں تو کل ان غلط فہمیوں کو بھی ختم ہونا ہی تھا۔

@@@@@@@@

سومیہ کا دل کب سے بے چین ہو رہا تھا، بار باریوں لگتا تھا جیسے کوئی انہونی ہوئی ہو، کوئی اپنا تکلیف میں ہو اور دھیان تھا جو بار بار اسامہ کی طرف جا رہا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی وہاں کیا حالات ہوں گے سو وہ اسے کال بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

پوری رات اسی ادھیڑ بن میں گزری، وہ ایک پل کے لیے بھی نہیں سوئی تھی۔ صبح کی لالی ارد گرد پھیلی تو اس کی بے چینی میں بھی اضافہ ہوا۔ اس نے اسامہ کا فون ٹرائے کیا مگر نمبر بند تھا۔ عادل کو بھی کال کرنی چاہی مگر اس کا نمبر بھی ان ریچیبل تھا۔

وہ بے چینی محسوس کرتی فلیٹ سے نکل آئی، ان کی بلڈنگ کے قریب ایک پارک تھا جہاں وہ اکثر چلی جاتی تھی۔ وہ وہاں ٹہلتی اپنی بے چینی پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی جب اچانک اس کی نگاہ شناسا چہرے پر پڑی مقابل بھی اسے دیکھ چکا تھا۔

"ایکسکیوزمی سومیہ "شعیب پہلی جھلک میں اسے پہچان چکا تھا۔ اسے پریشان دیکھ کر وہ اپنے قدموں کو اس کی طرف بڑھنے سے ناں روک سکا۔ سومیہ نے اسے دیکھتے ہی وہاں سے نکل جانا چاہا جب شعیب بے ساختہ اسے پکار گیا۔

"کون ہیں آپ؟ میں آپ کو نہیں جانتی "سومیہ کا لہجہ سرد ہوا۔

"آپ مجھے ناں ہی جانیں یہی بہتر ہے، میں تو صرف آپ کا بجھا ہوا چہرہ دیکھ کر روک گیا۔ محبت پا کر تو انسان کھل جاتا ہے۔ مجھے آپ کے چہرے پر وہ خوشی دکھائی نہیں دی تب ہی پکار بیٹھا" شعیب اس کی پریشانی کو نا جانے کیا سمجھ بیٹھا تھا۔

"میری خوشی، غم، محبت یا نفرت سے آپ کو فرق نہیں پڑنا چاہیے مسٹر شعیب کیونکہ ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق موجود نہیں ہے جس کے بل بوتے پر آپ میری پرواہ کرتے پھریں" سومیہ تلخ ہوئی، اس شخص کی وجہ سے وہ اپنی محبت پا کر بھی خوش نہیں تھی۔ اس کی دی رسوائی نے اسے اسامہ سے بھی دور کر رکھا تھا۔

"یہی چیز تو مجھے پریشان کر رہی ہے سومیہ اسامہ کمال کے آپ کی جس خوشی کو آپ تک پہچانے کے لیے میں نے ہمارے بیچ موجود تعلق ختم کیا تھا وہ آپ کے گرد دکھائی کیوں نہیں دے رہی" شعیب نا جانے کیا جاننا چاہتا تھا۔

"دیٹس ناٹ یور کنسرن، آپ کسی کی باتوں میں آکر مجھے رسوا کر چکے ہیں اب میں جیسے بھی جیوں آپ کو فرق نہیں پڑنا چاہیے" سومیہ نے رخ پھیرا۔

"میں اس چیز پر آپ سے معافی مانگنا چاہتا تھا سومیہ، مجھے یوں سب کے سامنے آپ کو طلاق نہیں دینی چاہیے تھی، آپ کے جذبات جان لیتے ہی میں آپ کو آزاد کر دینا چاہتا تھا مگر ہمت ناں کر سکا تب ہی پاکستان چھوڑ کر چلا گیا۔ کئی سال خود کو سنبھالنے میں لگے۔ اگر میں آپ کو سب کے سامنے طلاق ناں دیتا تو شاید آپ کی شادی دوبارہ اسامہ کے سوا کسی اور سے کر دی جاتی تب ہی مجھے وہ سب کرنا پڑا" شعیب نے صفائی دی جب سومیہ بری طرح چونکی۔

"ک۔۔۔ کیا کہا آپ نے؟ میرے جذبات۔۔۔ کب علم ہوا آپ کو حقیقت کا؟" سومیہ نے اس کی سمت مڑتے پوچھا۔

"جس دن ہمارا نکاح ہوا تھا اسی دن میں سب جان گیا تھا" شعیب کے انکشاف پر سومیہ کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹیں۔

"ت۔۔۔تو کیا اسامہ نے شادی سے ایک دن پہلے آپ کو ہمارے بارے میں نہیں بتایا تھا؟" سومیہ کے اگلے سوال پر شعیب چونکا۔اسے شادی سے پہلے ہوئی اسامہ اور اپنی ملاقات یاد آئی۔

"شعیب کیا میں تم سے مل سکتا ہوں؟ اسامہ کمال" صبح صبح اپنے موبائل پر اسامہ کا میسج دیکھ پا کر وہ بری طرح چونکا۔

"جی ضرور" وہ خود بھی اسامہ سے ملنا چاہتا تھا سو مان گیا۔وہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ ایک ساتھ تین زندگیاں برباد ہو جاتیں۔

"السلام علیکم" دوپہر کے قریب اسامہ اس کے بتائے ریسٹورنٹ میں آیا تو شعیب سامنے ہی اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

"وعلیکم السلام" اسامہ کے آنے پر شعیب اٹھ کھڑا ہوا، مصافحے کے بعد وہ دونوں آمنے سامنے دیکھ گئے، دونوں کو ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا تھا مگر سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے شروع کرتے۔

"آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے خیریت؟" شعیب کو ہی بات کا آغاز کرنا پڑا۔ اسامہ جو اس شخص کو اپنی محبت چھیننے کے ظلم میں قتل کرنا چاہتا تھا آج اتنا بے بس تھا کہ اس کا گریبان تک نہیں تھام سکتا تھا کیونکہ اسے سومیہ کی عزت بہت عزیز تھی۔

"شعیب مجھے یقین ہے اگر آپ کو سومیہ ملی ہیں تو یقیناً آپ بہت اچھے انسان ہوں گے مگر میں پھر بھی آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ پلیز سومیہ کا خیال رکھیئے گا۔ وہ ہم سب گھر والوں کو بہت عزیز ہیں تو آپ سے درخواست ہے انہیں ہر قسم کے دکھ سے بچا کر رکھیئے گا" اسامہ جب بولا تو بس یہی کہہ سکا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں اچھا انسان ہوں؟ ہو سکتا ہے میں سومیہ کے لیے بہتر ثابت ناں ہوں" شعیب حیران تھا وہ شخص اپنی محبت کو فراموش کیے کتنے حوصلے سے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم؟" اسامہ کا لہجہ سنجیدہ ہوا۔

"یہی کہ جب محبت کرتے ہو اسے تو مجھے کیوں سونپ رہے ہو؟" شعیب کے انکشاف پر اسامہ کتنے ہی پل بول ناں سکا۔

"کیونکہ قسمت انہیں تم تک لائی ہے مطلب وہ میری نہیں تمہاری ہیں۔ پلیز تم اس بات کو فراموش کر دو اور کبھی انہیں اس چیز کا طعنہ مت دینا کیونکہ اس سب میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔" اسامہ نے سومیہ کو بے گناہ ثابت کرنا چاہا۔

"اگر میں انہیں چھوڑ دوں تو کیا تم اسے اپناؤ گے اسامہ؟" شعیب کے سوال پر اسامہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا کرنے کا مت سوچنا شعیب، وہ ٹوٹ جائیں گی۔ محبت سے دوری تو شاید ہم دونوں ہی سہہ لیں مگر سومیہ طلاق کا داغ برداشت نہیں کر سکیں گی اور ناں ہی میں ان کی یہ رسوائی چاہتا ہوں" اسامہ ایسی حرکت کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"مگر اس شادی کی صورت تین زندگیاں برباد ہو جائیں گی اسامہ" شعیب نے اسے سمجھانا چاہا۔

"قسمت کے فیصلے کبھی غلط نہیں ہوتے شعیب، ہوتا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہو اور میرا ایمان ہے کہ اگر وہ میری ہیں تو مجھ تک ہی آئیں گی اور اگر تمہاری ہیں تو میں جو بھی کر لوں مجھ تک نہیں آ سکتیں" اسامہ نے پورے ایمان سے کہا۔

"خیر میں چلتا ہوں، ایک بار پھر یہی درخواست کروں گا کہ سومیہ کا خیال رکھیئے گا، اس سب باتوں کا اپنی آنے والی زندگی پر کوئی اثر مت پڑنے دیجئیے گا" اسامہ نے اٹھتے ہوئے کہا جس پر شعیب بامشکل سر ہلا سکا جبکہ اسامہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"اسامہ مجھ سے ملا ضرور تھا مگر صرف آپ کی فکر میں" شعیب کے انکشافات نے سومیہ سے قوتِ گویائی چھین لی تھی۔

اسامہ نے کتنی بار اپنی صفائی دی مگر وہ اپنے شک میں اندھی ہو گئی تھی۔ اس نے اسامہ کی کسی بات پر یقین نہیں کیا۔ ہر بات پر اسے غلط ٹھہرایا یہاں تک کے دادی کی موت کا الزام بھی اسی پر لگا دیا۔

"جو کچھ بھی ہوا وہ سب میں نے کیا تھا، مجھے آپ کی دادی کی موت کا بہت افسوس ہے مگر اپنی حرکت پر کوئی پشیمانی نہیں کیونکہ میں اگر زبردستی آپ کو اپنے نکاح میں رکھتا تو وہ طلاق سے بڑا گناہ ہوتا" شعیب نے آخری کوشش کی اس سے معافی کی۔

"آپ نے کچھ غلط نہیں کیا بلکہ آپ جیسا دل بہت کم لوگوں کے پاس ہوتا ہے شعیب جو خود سے پہلے دوسروں کا سوچتے ہیں۔ آپ نے میرے لیے یہ سب کیا، اسامہ میری فکر میں نڈھال رہا اور ایک میں ہوں جو آپ دونوں سے ہی بدگماں رہی۔" سومیہ جو ان دونوں کو غلط سمجھتی تھی اب سمجھ آ رہا تھا کہ اصل غلطی تو صرف اسی کی تھی۔

"ہم نے وہی کیا جو ہمارے جذبات کے منصب کو سجتا تھا مگر اب میں آپ سے کہتا ہوں اگر اس سب کے باعث آپ دونوں کے درمیان کوئی چپکلش رہی ہے تو آپ وہ کریں جو آپ کی محبت کے شایان شان

ہے۔ محبت کو زیادہ آزمانا نہیں چاہیے یہ تو پہلے ہی بہت کم خوش نصیبوں کو راس آتی ہے "شعیب کے لہجے میں عجیب سی خلش تھی۔

"آئی ایم سوری شعیب" سومیہ نے وہ خلش محسوس کی تو معافی مانگے بناناں رہ سکی۔

"نو نیڈ، آپ دونوں خوش رہو ایک ساتھ یہی خواہش ہے میری "شعیب دھیما سا مسکرا کر کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ سومیہ اس اعلیٰ ظرف انسان کی پشت کو دیکھ کر رہ گئی۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خود سے پہلے دوسروں کے جذبات کا احترام کرتے ہیں اور شعیب ان چند لوگوں میں سے تھا۔

@@@@@@@@@@

"یہ کیسی بے تکی بکواس ہے اسامہ؟" اسامہ کی بات پر عادل ہتھے سے اکھڑا تھا۔

"یار تو میرا بھائی ناں سہی دوست بن کر مان جا پلیز" اسامہ نے بے بسی سے کہا۔

"کوئی ماننے والی بات بھی تو ہو، یہ کیا ضد ہے کہ گھر نہیں جانا اور اگلی بکواس میں سومیہ سے ہرگز نہیں کرنے والا" عادل نے اسے گھورا۔

"سالے زیادہ پولیس گیری جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے، بھولو مت اب تو تمہارا سالا بھی ہوں میں" اسامہ نے حورب کی دھمکی دینی چاہی وہ پانچوں واپس لاہور پہنچ چکے تھے۔

"دھمکی دینے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے اس سب کی وجہ بتاؤ ورنہ بھول جاؤ میں تمہارا ساتھ دوں گا" عادل نے ایک نظر پیچھے بیٹھی حورب پر ڈالی۔

"تم جانتے ہو سومیہ اور میرے درمیان کے حالات کیسے ہیں، شاید اسی طرح وہ اپنے جذبات سمجھ جائیں اور اپنی ضد چھوڑ دیں" اسامہ نے پُرامید لہجے میں کہا۔

"فضول، وہ اس سب پر ضد چھوڑے گی نہیں بلکہ سچ پتا چلنے پر تمہارا خون کرے گی اور پہلے سے زیادہ ناراض ہو جائے گی" عادل اپنی بہن کو جانتا تھا۔

"پلیز عادل میں ایک بار ٹرائے کرنا چاہتا ہوں پلیز" اسامہ کی ضد دیکھتے عادل کو ہار ماننا پڑی جبکہ پیچھے وہ تینوں خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے مگر یہ تماشا زیادہ لمبا نہیں چلے گا، تم ساتھ چل رہے ہو ہمارے، سو میہ کارئیکشن دیکھ کر ہم اگلا لائحہ عمل ترتیب دیں گے" عادل نے مشروط ہاں بھری۔

"ٹھیک ہے" اسامہ نے شکر کیا کہ وہ مان گیا تھا ورنہ تو یہی مشکل لگ رہا تھا۔

"اگر تجھے مار پڑی تو میں تجھے ہرگز نہیں بچانے والا" ذوہان نے پہلے ہی ہاتھ اٹھا دیئے۔

"تیرے جیسے دوست کے ہوتے دشمن کی ضرورت ہر گز بھی نہیں ہے" اسامہ نے فرنٹ مرر سے اسے گھورا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب اسامہ کے فلیٹ پہنچ چکے تھے جہاں سومیہ بے تابی سے ان کی منتظر تھی، اسے اسامہ سے معافی مانگنی تھی۔ اپنی کی ہر زیادتی کی تلافی کرنی تھی۔

"لالہ۔۔۔" عادل اندر داخل ہوا تو سومیہ بھاگ کر اس کی طرف بڑھی۔ عادل نے اسے خود سے لگایا۔

"سومی کیا ہوا میری جان؟" حورب، ذوہان اور نایاب بھی اندر داخل ہوئے۔

"لالہ اسامہ کہاں ہے؟" وہ اس سے الگ ہوتی پیچھے دیکھنے لگی جہاں سے مزید کوئی داخل نہیں ہوا تھا۔ اس نے بے تابی سے پوچھا، کانوں میں اسامہ کی آواز گونجنے اور اپنی بے تابی کے سبب وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

"سومی وہ۔۔۔ اسامہ۔۔۔۔" عادل جھجھکا، دانت پیستے اسامہ کے پلین کو کوسا۔

"کیا ہوا اسامہ کو؟ بولیں لالہ؟" اس کے انداز پر سومیہ کا دل رکا۔

"اسامہ کو گولی لگ گئی تھی سومی، و۔۔۔وہ کراچی ہوسپٹل میں ہے اور اس وقت کوما میں ہے" اس نے جھوٹ کتنی مشکل سے بولا تھا صرف وہی جانتا تھا۔ حورب بھی اگر بھائی کی قسم سے مجبور ناں ہوتی تو انہیں سومیہ پر یہ ظلم ناں کرنے دیتی۔

"ن۔۔۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔۔ اسامہ۔۔۔" سومیہ بے ساختہ کئی قدم پیچھے ہوئی، باہر دیوار کے ساتھ لگا اسامہ اس تڑپ پر بامشکل خود کو روک سکا۔ اسے سومی کی محبت کو باہر نکالنا ہی تھا۔

"سومی۔۔۔" اس کی حالت پر وہ چاروں فکر مند ہوئے۔

"ی۔۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے، بہت بری ہوں میں، اسے غلط سمجھا میں نے، اس سے جھگڑتی رہی، وہ بھی چلا جائے گا۔ سب چھوڑ جاتے ہیں سومیہ کو۔۔۔وہ بھی چلا جائے گا" وہ پاگل سی ہوا اٹھی تھی اس کے الفاظ سنتے وہ سب چونکے۔

"ایسا نہیں ہے سومی، اسامہ۔۔۔" عادل اسے سب بتانے لگا جب وہ بنا کچھ سنے پیچھے کو چلنے لگی۔

"میں ہی مر جاتی ہوں، ناں سومیہ ہو گی ناں کسی کا دکھ دیکھنا پڑے گا" وہ خود سے بڑبڑاتی تیزی سے کچن کی طرف بھاگی وہ سب بھی پیچھے بھاگے تھے۔

"اسامہ۔۔" عادل کی چیخ پر اسامہ سب بھولتا بوکھلا کر اندر آیا۔ کچن کا منظر دیکھتے ان سب کا سانس اٹکا، سومیہ چھری اپنی کلائی پر پھیرنے کو تھی۔

"سومی۔۔۔" اسامہ نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے چھری لیتے دور پھینکی۔ سومیہ نے روتے ہوئے سر اٹھایا تو اسامہ کو دیکھتے ساکت ہوئی۔

"اسا۔۔۔اسامہ" اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے نم آواز میں کہا تو اسامہ کو خود پر غصہ آیا۔

"پاگل ہو گئی تھیں آپ؟ کیا کرنے جا رہی تھیں؟ خود اتنا کچھ کیا میرے ساتھ میں نے چھوٹا سا مزاق کیا تو یہ سب کرنے جا رہی تھیں" اسامہ شدت سے اسے خود میں بھینچ گیا۔ باقی سب انہیں بات کرنے کا موقع دیتے باہر نکل گئے۔

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں اسامہ، تمہارے بغیر نہیں جی سکتی، اگر کبھی تمہیں کچھ ہو گیا تو سومیہ بھی مر جائے گی" اس کی شرٹ پوری قوت سے تھامے وہ سسکی۔

"اسامہ کی جان میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہا، شششش بس چپ کریں" اسامہ کو اسے روتا دیکھ اپنی گردن دبانے کا دل کر رہا تھا۔

"ت۔۔۔تم کتنے برے ہو، کوئی اتنا گندا مزاق کرتا ہے کیا؟" اچانک حواس بحال ہوئے تو وہ سیدھا ہوتی پھنکاری۔

"میں تو بس آپ کی سوئی محبت جگا رہا تھا، احساس دلانا چاہتا تھا کہ ہم دونوں میں جتنی بھی غلط فہمیاں آجائیں ہماری محبت کبھی کم نہیں ہو سکتی" اسامہ آہستہ سے بولا۔

"آئی ایم سوری اسامہ میں بہت غلط تھی، اتنا عرصہ تمہیں غلط سمجھتی رہی" سومیہ شرمندہ سی بولی تو وہ چونکا۔

"ہمم اور اچانک میری معصومیت پر یقین کیسے آگیا زوجہ محترمہ کو؟" اسامہ نے چھیڑا تو وہ مزید شرمندہ ہوئی۔

"آج صبح پارک میں مجھے شعیب ملے تھے، معافی مانگ رہے تھے اپنی حرکت کی" سومیہ اس سے کچھ چھپانا نہیں چاہتی تھی۔

"آہ!" اسامہ سمجھ نہیں سکا وہ کیا جواب دے۔

"مجھے معاف کر دو اسامہ پلیز، شوہر سے پہلے تم میرے دوست بھی تو تھے تم سمجھ سکتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟" سومیہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی، اسامہ کو تکلیف تو ہوئی مگر ضبط کر گیا۔

"ہمم، میں سمجھ سکتا ہوں، آپ مجھ پر اپنے سارے جذبات ظاہر نہیں کریں گی تو کس پر کریں گی؟ مجھے کوئی شکوہ نہیں ہے" اسامہ مزید اپنے درمیان کو دوری نہیں چاہتا تھا تب ہی سب بھول جانا بہتر سمجھا۔

"تھینک یو اسامہ آئی لو یو" وہ پُرجوش سی کہتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی جب تکلیف پر اسامہ کے ہونٹوں سے کراہ نکلی۔

"کیا ہوا؟" سومیہ فکر مند ہوتی سیدھی ہوئی۔

"کچھ نہیں ہلکی سی چوٹ لگی ہے" مسکرا کر اسے تسلی دی مگر سومیہ کو اتنی جلدی سکون کہاں ملنا تھا۔

"کیسے لگی چوٹ؟ کیا ہوا تھا؟" اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا تو وہاں پٹی سی محسوس ہوئی۔ اسامہ کو بدلے میں اسے ساری داستان سنانی پڑی۔

"مطلب حور سچ میں ہماری حورب ہیں؟" سومیہ کو بہت خوشی ہوئی تھی اسامہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"چلیں ناں اسامہ مجھے ملنا ہے اس سے" سومیہ نے باہر نکلنا چاہا جب اسامہ اس کی کلائی تھامے روک گیا۔

"پہلے مجھ سے تو مل لیں یار، اتنے عرصے بعد تو آپ پہلے والی سومی بنی ہیں" اسامہ اسے قریب کیے بولا جبکہ سومیہ تو اس کی حرکت پر سٹپٹا گئی تھی۔

"چھوڑو اسامہ، باہر سب انتظار کر رہے ہوں گے" سومیہ نے خود کو چھڑانا چاہا جب اسامہ اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"اسامہ تمہارا رو مینس پورا ہو جائے تو آجاؤ یا پھر ہم جائیں اپنے اپنے گھروں کو؟" عادل کی پکار کر وہ دونوں جھینپ گئے جو باہر سے ہی دھاڑا تھا۔

"ایک تو یہ میرا سالہ" اسامہ دانت پیس کر بولا تو سومیہ ہنس دی، اسامہ اس کا ہاتھ تھامے باہر نکل آیا، ان سب نے ایک ساتھ بہت خوشگوار وقت گزارا تھا۔۔

@@@@@@@@

"ت۔۔۔ تم سچ کہہ رہے ہو عادل؟ ی۔۔۔ یہ میری حورب ہے؟ میری بیٹی؟" عادل نے کمال خان اور جمال خان کو ایمرجنسی میں لاہور بلایا تھا جب ان دونوں کو ساری بات کا علم ہوا تو وہ دونوں ہی کتنے ہی پل اپنی جگہ سے حرکت ناں کر سکے۔

کمال خان تو یک ٹک حورب کو دیکھتے جا رہے تھے جو پہلے بھی انہیں عجیب طرح سے اپنی جانت کھینچتی تھی مگر وہ سمجھ ناں سکے کہ یہ کشش خون کی کشش تھی۔

"جی چاچو، یہ حورب ہیں آپ کی بیٹی، میری محبت اور اب میری بیوی بھی" حورب کو بازو کے گھیرے میں لیے کہا جو غیر محسوس انداز میں خود کو اس کے حصار سے نکال گئی۔

"میری بچی" کمال صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، حورب ان کے سینے سے لگنا چاہتی تھی مگر عجیب سی خلش اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں حورب آپ کو ہماری محبتوں پر اعتبار کرنے میں وقت لگے مگر ایک باپ کو مت ترسائیں۔ میری محبت پر آپ شک کر سکتی ہیں مگر چاچو کی اپنے لیے تڑپ پر کبھی شبہ مت کریئے گا" عادل نے اس کی جھجھک دیکھتے کہا تو وہ کمال صاحب کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر خود بھی تڑپ اٹھی۔

"بابا۔۔۔"روتے ہوئے نم آواز میں پکارا تو کمال خان نے آگے بڑھتے اسے خود سے لگایا۔

"میری جان، بابا کی زندگی، آج آپ کو سینے سے لگایا ہے تو برسوں بعد لگ رہا ہے زندہ ہوں" ان کی آنکھوں کی نمی گال پر بہہ نکلی۔ جمال صاحب بھی سومیہ کو حصار میں لیے یہ جذباتی ملاپ دیکھ رہے تھے۔

"آپ نے ہمیں ڈھونڈھا کیوں نہیں بابا؟ ڈھونڈھنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے پھر آپ اپنی حورب کو کیوں ناں ڈھونڈ سکے؟"حورب کے تڑپ کر سوال کرنے پر ان کا چہرہ جھک گیا۔

"اپنے بابا کو معاف کر دو حورب، میں تو آپ کی مما اور آپ کی موت پر اشک بار رہا اگر زرا سا بھی اندازہ ہو جاتا کہ آپ زندہ ہیں تو زمین آسمان ایک کر دیتا مگر آپ کو ڈھونڈ کر رہتا" کمال خان نے شرمندگی سے کہا۔

"آپ معافی مت مانگیں بابا جان، شاید وہ سب ہماری قسمت میں لکھا تھا، ہمیں ایسے ہی اچانک سے ملنا تھا" حورب انہیں شرمندہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"بھئی کمال ہٹو بھی اب مجھے بھی اپنی پیاری بھتیجی اور اب لاڈلی بہو سے ملنے دو" جمال صاحب نے ماحول کی سنجیدگی کم کرنی چاہی، آج عرصے بعد انہیں اپنے بیٹے اور بیٹی کے چہرے پر سچی خوشی دکھائی دی تھی۔

ان کی بیوی جن بچوں سے اپنے بچوں کو بچانا چاہتی تھی انہی بچوں میں اللہ نے ان کے بچوں کا سکون رکھ دیا تھا۔ آج اپنی محبت پا کر ان کے چہروں پر جو خوشی اور اطمینان تھا کاش سائرہ بیگم وہ دیکھ پاتیں۔

"مجھے معاف کر دو حورب بیٹا میں نے پہلے آپ سے بہت روڈ رویہ رکھا تھا" جمال صاحب نے معافی مانگی تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں تایا جان، آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، آپ کی جگہ ہم ہوتے تو شاید یہی کرتے" حورب نرمی اور احترام سے بولی تو وہ مسکرا دیئے۔

"بھئی ہماری بیٹی تو بہت سمجھدار ہے کمال" انہوں نے حورب کے سر پر ہاتھ رکھتے محبت سے کہا۔

"ہاں آپ کی بیٹی میرے علاوہ سب کے معاملے میں بہت سمجھدار ہے" عادل بیچارہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

"حورب تم میرے پاس رہ جاؤ، میں اپنی بہن کے وہ سب لاڈ اٹھانا چاہتا ہوں جو بچپن میں نہیں اٹھا سکا" اسامہ عادل کو جلتا بُھنتا دیکھ مزید پھیلا تھا۔

"زیادہ بہن کے لیے محبت جاگ رہی ہے؟" عادل نے آئی برو اچکاتے پوچھا۔

"ہاں ناں عادل دیکھو ہم دونوں بہن بھائی اتنے عرصے بعد ملے ہیں، میری بھی تو کوئی خواہش ہو گی ناں" اسامہ معصوم صورت بناتے بولا۔

"تو ٹھیک ہے، تم اپنی بہن کے ساتھ وقت گزار لو میں اپنی بہن کو کوئٹہ بھیج دیتا ہوں" عادل نے مسکرا کر کہا تو اسامہ کا چہرہ دیکھ سب کی ہنسی نکل گئی۔

"اب میں اتنا بھی ظالم نہیں ہوں عادل اتنے عرصے بعد تمہیں حور ب ملی ہے میں اسے تم سے کیسے دور کر سکتا ہوں" اسامہ کے فورا بیان بدلنے پر سب کے قہقے بے ساختہ گونجے۔

@@@@@@@@

"کتنی بے وفا ہو تم لڑکی؟" نایاب آج دو دن بعد کالج آئی تھی جب علیزے اسے دیکھتے منہ بسور کر بولی۔

"میں نے کیا کیا بھئی؟" حیرت سے اسے دیکھا۔

"تمہیں تمہارا میاں کیا منہ لگانے لگا تم نے تو مجھ سے آنکھیں ہی پھیر لیں؟ یاد کرو میں وہی ہوں جو مشکل میں تمہارے کام آئی تھی" علیزے کی ڈرامے بازیوں پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"یار کچھ ایمرجنسی آگئی تھی بس اسی لیے رابطہ نہیں کر سکی" نایاب نے بات گول کرنی چاہی۔

"کہیں کوئی حسین ایمرجنسی تو نہیں ہو گئی تھی؟" علیزے نے آنکھیں گھماتے اسے چھیڑا۔

"بے شرم عورت" نایاب بڑبڑا کر رہ گئی۔

"اس بھینس کو عورت کہنا بھی عورتوں کی توہین ہے بہن" انس نے حسبِ معمول عادت ان کی بات درمیان میں اچکی۔

"آ گیا پنوتی" علیزے بڑبڑائی۔

"تجھ جیسی گینڈی کو میرے پنوتی ہونے سے کیا فرق پڑنے والا ہے؟ یہ فرق تو انسانوں کو پڑتا ہے" انس نے جوابی کاروائی کی۔

"جس طرح تم دونوں لڑتے ہوناں مجھے پورا یقین ہے جلد مجھے تم دونوں کی شادی کی خبر ملنی ہے" نایاب بیگ رکھتے بولی تو وہ دونوں ساکت ہوئے پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر یوں منہ بنایا جیسے کڑوا بادام چبالیا ہو۔

"اس منحوس وائرس سے شادی کرنے سے بہتر ہے میں نیلا تھوتھا کھا کر مر جاؤں" علیزے نے خون آشام نظروں سے انس کو دیکھتے کہا۔

"اور اس گینڈی سے شادی کرنے س بہتر میں اصل کے گینڈے کے نیچے آکر خودکشی کرلوں" انس نے جوابی وار کیا تو وہ بلبلا اٹھی۔

"انس اینڈ علیزے اپنا یہ ٹاک شو یہاں سامنے آکر پیش کریں تاکہ ہم سب بھی لطف اندوز ہو سکیں" ذوہان کی آواز پر وہ دونوں مڑیں جو نا جانے کب ان کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔

"سر ہم تو خاموش ہی تھے یہ آپ کی بیگم نے ہی تیلی لگائی ہے "علیزے نے بچنے کو سارا الزام نایاب پر لگایا پوری کلاس ان کی طرف متوجہ تھی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا سر۔۔۔"نایاب نے جلدی سے صفائی دی جبکہ اس کے سر کہنے پر ذوہان کے ساتھ ساتھ ساری کلاس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"سسسسسر۔۔۔۔۔۔"پوری کلاس نے ایک ساتھ کہا تو ذوہان بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کر سکا جبکہ نایاب روہانسی ہو چکی تھی۔

"کیپ سائلینس کلاس، علیزے انس اپنی اپنی جگہ پر جائیں اور دوبارہ آپ دونوں مجھے بحث میں مبتلا نظر ناں آئیں"ذوہان فوراً سخت گیر استاد کے روپ میں آیا تو وہ سب سیدھے ہوئے۔نایاب نے خود پر سے دھیان ہٹتا دیکھ سکوں کا سانس لیا۔

@@@@@@@@@@

"ذو۔۔۔" کئی دن دبے پاؤں گزر گئے تھے، عادل اور حورب کوئٹہ میں تھے جبکہ وہ سب لاہور میں ہی موجود تھے، نایاب اپنی پڑھائی اور اسامہ اور ذوہان ہوسپٹل میں مصروف تھے۔

"ذو"رات کی تاریخی نے لاہور کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا،ذوہان کسی کیس کی ہسٹری سٹڈی کر رہا تھا جبکہ نایاب اس کے کندھے پر سر رکھے اپنی بک سامنے کھولے پڑھ رہی تھی جب نایاب کے پکارنے پر ذوہان نے ہنکارا بھرا۔

"ہمممم" نظریں اب بھی فائل پر تھیں،اس کی بے توجہی پر نایاب کو طیش آیا،بک بند کر کے سائیڈ پر رکھی اور اس کا کالر تھامتے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ذو آپ کے لیے میں اہم ہوں یا یہ فائل"ذوہان نے اسے دیکھا تو نایاب نے منہ بسور کر پوچھا۔

"افکورس میری جان آپ،کیا ہوا؟"ذوہان سمجھ گیا تھا اس کا فائل کی وجہ سے نایاب کو اگنور کرنا اس پر ناگوار گزرا ہے۔

"پھر آپ نے اتنی روڈلی کیوں بات کی مجھ سے؟"نایاب نے اسے گھور کر پوچھا۔

"میں نے روڈلی بات کی؟ آپ سے؟" اس کا انداز یوں تھا کہ میری یہ مجال۔

"آپ نے میرے پکارنے پر کیسے جواب دیا؟" نایاب نے سوال کیا۔

"ہمممم" ذوہان نے نچلا لب دباتے اسی انداز میں کہا۔

"اور آپ کو کیا کہنا چاہیے تھا؟" اگلا سوال آیا۔

"جی میری جان؟" اس کا ماتھا چومتے جواب دیا تب کہیں جا کر نایاب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

"ڈیٹس لائک مائی بوائے" دونوں ہاتھوں سے اس کی گال کھینچیں جس پر ذوہان کا قہقہ گونجا۔

"مت کیا کریں ایسی حرکتیں سویٹ ہارٹ" ذوہان نے اس کا ناک دباتے وارننگ دی۔

"کیوں؟" نایاب کی گھوری پر ذوہان اس کی دونوں آنکھوں کو چھو گیا۔

"کیونکہ آپ کی ان پیاری پیاری حرکتوں پر میں اپنے دلِ ناداں کو سمجھا نہیں سکوں گا اور آپ کو جو پڑھائی پوری ہونے تک کی مہلت ملی ہے وہ چھن جائے گی" ذوہان نے اسے ڈرانا چاہا مگر نایاب شرارت سے مسکرا دی۔

"تو کیا ہوا؟ میں تو آپ کی ہی ہوں ناں، آپ مجھے آج اپنا بنالیں تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا" وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی مگر ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ ضرور تھی۔

"محترمہ کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہوتا، آج جس بہادری کا آپ مظاہرہ کر رہی ہیں وقت آنے پر پتا چل جائے گا کتنا دم ہے آپ میں" اس کی باتوں پر ذوہان کا دل بے ایمان ہونے لگا تھا مگر وہ جانتا تھا اس کی ننھی سی نایاب ابھی اس ذمہ داری کے لیے تیار نہیں تھی۔

"دیکھ لیجئیے گا میں ذوہان یوسف تھوڑی ہوں جو محبت تو کرلوں مگر وقت آنے پر مکر جاؤں میں نایاب ذوہان یوسف ہوں آپ سے محبت کرتی ہوں ڈنکے کی چوٹ پر کہوں گی اور وقت آنے پر عملی ثبوت بھی دینے کو تیار ہوں" نایاب نے میٹھا سا طنز کیا۔

"آہاں یہ طنز کے تیر چلا کر چیلنج کر رہی ہیں میری محبت کو؟" ذوہان نے ایک آئی برو اچکاتے پوچھا تو وہ شرارت سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"یہی سمجھ لیں" وہ خود اس کے جذبات کے سمندر میں طغیانی مچا رہی تھی اور بعد میں کیا ہونے والا تھا یہ بھی ذوہان کو علم تھا۔

"آئی لائک چیلینجز" ذوہان بھی اب اسے چھیڑنے کے موڈ میں تھا تب ہی ہنس کر کہتا اس کی طرف جھک آیا۔

ذوہان کی مونچھوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس کرتی وہ کھکھلائی تھی۔ذوہان اپنی ڈاڑھی سے اسے گدگدا رہا تھا جبکہ وہ اس شیر کو چھیڑنے پر اب پچھتا رہی تھی۔

"س۔۔۔سوری سوری۔۔ذو پلیز" ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں سے پانی نکل آیا تھا، ذوہان سیدھا ہوتا اس کا سرخ چہرہ دیکھتا ہنس دیا۔

"دوبارہ مجھے چیلنج کریں گی؟" ذوہان نے پوچھا تو وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"ویسے بٹر کپ بہت جلدی ہار مان لی آپ نے، میں تو ابھی بہکنے کی تیار میں تھا" ذوہان اس کے دلکش چہرے پر نظریں جمائے بولا تو وہ ہنس دی۔

"جانتی ہوں اسی لیے تو ہار مان لی" شرارت سے کہا تو اب ہنسنے کی بار ذوہان کی تھی۔

"چلیں اب خاموشی سے صبح کے ٹیسٹ کی تیاری کریں مجھے بھی اس کیس کو سٹڈی کرنا ہے" ذوہان نے اس کے بال ٹھیک کرتے کہا۔

"اوکے سر" اب کے شرافت سے سر ہلایا تھا ورنہ ذوہان شریف ناں رہتا۔ وہ بک کی طرف متوجہ ہو چکی تھی مگر پھر بھی بیچ میں اسے چھیڑ ناناں بھولتی، ذوہان اس کی حرکتوں پر بامشکل اپنے دل کو سنبھال کر رہ جاتا۔

@@@@@@@@

کوئٹہ میں اچھی خاصی ٹھنڈ ہو رہی تھی، درجہ حرارت منفی میں جا چکا تھا اور آج تو برفباری نے بھی اپنا رخ دیکھا دیا تھا۔ خان حویلی پر سفید برف کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ حورب جب سے یہاں آئی تھی کبھی کمال خان سے لاڈ اٹھواتی دیکھائی دیتی تو کبھی جمال صاحب کے ساتھ مصروف ہو جاتی۔

عادل خاص اسے منانے کے لیے محکمے سے چھٹیاں لے کر آیا تھا۔وہ کچھ وقت صرف اپنی حورب کے ساتھ گزارنے کا خواہش مند تھا مگر حورب میڈم ناراضگی دیکھانے میں بہت سخت ثابت ہو رہی تھی۔

آج بہت دنوں بعد عادل کو اس سے بات کرنے کا موقع ملا تھا،ہوا یہ تھا کہ کمال خان اور جمال خان کسی دوست کی عیادت کے لیے گئے تھے مگر برفباری کے شدت پکڑنے کے سبب دونوں وہیں پھنس گئے۔

عادل نے موقع سے فائدہ اٹھاتے سارے ملازمین کو بھی موسم کی خرابی کا کہتے چھٹی دے دی۔اس وقت پوری حویلی میں صرف وہ دونوں موجود تھے۔حورب اس سے بچنے کو اپنے کمرے میں قید تھی اور بالکنی میں کھڑی باہر گرتی برف سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"یہ ناراضگی کب تک چلے گی حورب؟"اچانک اپنی پشت پر گرم سانسیں محسوس ہوئیں تو وہ چونکی مگر اس کے پلٹنے سے پہلے کسی نے اسے پشت سے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"آ۔۔۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟" اس نے دروازہ لاک کیا تھا مگر عادل جمال کو حورب سے ملنے سے کوئی دروازہ نہیں روک سکتا تھا۔

"میری زندگی مجھ سے ناراض ہے تو میں کیسے آرام سے رہ سکتا تھا؟ اتنی مشکل سے تو ہاتھ آئی ہیں آپ" عادل نے اپنا نرم گرم لمس اس کی گردن پر چھوڑا تو وہ سٹپٹائی۔

اس شخص کے حصار میں آتے ہی وہ ہر دوسرا احساس فراموش کرنے کے درپے تھی کیونکہ حقیقت یہی تھی کہ جتنی محبت عادل نے اس سے کی تھی اتنی ناں سہی مگر کم محبت تو حورب نے بھی نہیں کی تھی۔

"نہیں ہیں ہم آپ کی زندگی" خفگی سے کہا تو عادل مسکرا کر اپنی گال اس کی گال سے جوڑ گیا۔

"قسم لے لیں جو عادل جمال نے کبھی حورب کمال کو زندگی سے کم عزیز رکھا ہو" وہ شخص ایک لمحے میں اس کی ذات کے سارے اختیار اپنے بس میں کر چکا تھا۔

"حورب" حورب بے ساختہ رو دی تو عادل کو اپنی گال پر نمی کا احساس ہوا جس پر وہ تڑپ کر سیدھا ہوتے اس کا رخ اپنی سمت پھیر گیا۔

"میری جان کیوں رو رہی ہیں؟" عادل کو اس کے آنسو اپنے دل پر قہر ڈھاتے محسوس ہو رہے تھے۔

"ہ۔۔۔ ہمیں نہیں سمجھ آ رہا عادی۔۔۔ ہمیں غصہ آتا ہے جب یہ سوچتے ہیں کہ آپ نے ہمیں جلدی کیوں نہیں ڈھونڈھا، یہ سوچ کر مزید غصہ آتا ہے کہ آپ نے حسن آراء سے نکاح کیا، کیا ہوتا اگر وہ حورب ناں ہوتیں؟ اور جب یہ سوچتے ہیں کہ آپ نے ہمیں حورب جان کر نکاح کیا ہے اگر ہم حورب ناں ہوتے تو کیا آپ ہمیں کبھی ناں ملتے؟" وہ خود الجھی ہوئی تھی۔

اس کے اتنے عجیب سوالوں پر عادل مسکرا دیا، اس کی ننھی سی جان ان سیکیور ہو رہی تھی۔ عادل اس کی محبت پر قربان ہوا تھا۔

"آپ کچھ مت سوچیں جانِ عادل صرف یہ سوچیں کہ آپ حورب ہیں تو بھی عادل جمال کی ہیں اور حسن آراء ہیں تو بھی عادل جمال کی ہی ہیں۔ میں نے آپ کے دل سے محبت کی ہے، یہ دل جو میری حورب کا تھا اور پھر حسن آراء کا دل بن کر دھڑکتا رہا۔ آپ کا صرف نام بدلا تا دل نہیں، آپ ہر صورت میں، ہر نام اور ہر پہچان کے ساتھ صرف عادل جمال کے لیے بنائی گئی ہیں۔ ہمیں یونہی ملنا، بچھڑنا اور بچھڑ کر دوبارہ ملنا تھا" عادل نے اس کی الجھن سلجھانی چاہی۔

"تو اب ہم کیا کریں؟" معصومیت سے پوچھا۔

"آپ یہ سوچ کر خوش رہیں کہ آپ کا عادل بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی آپ اس سے کرتی ہیں۔ ہماری محبت کامل ہو گئی ہے۔ مجھے میری حورب مل گئیں اور آپ کو آپ کا عادی" عادل نے کہا تو وہ چونکی۔

اس نے یہ کیوں نہیں سوچا، وہ حورب ہوتی یا حسن آراء دونوں ہی صورتوں میں عادل اسی کا تھا۔ اس سے شدید محبت کرتا تھا اور وہ بھی تو اس سے کتنی محبت کرتی تھی۔

"آپ دوبارہ کبھی ہم سے دور تو نہیں جائیں گے ناں عادی؟" وہ خوش ہونے سے پہلے خوفزدہ ہو رہی تھی کہ کہیں ہمیشہ کی طرح یہ خوشی بھی وقتی ناں ہو۔

"بلکل نہیں، آج میں آپ کو اپنے اتنا قریب کر لوں گا کہ دوبارہ دور ہو کر بھی ہم دور نہیں ہو سکیں گے" اس کی گال سہلاتے گھمبیر لہجے میں کہا تو حورب ساکت ہوئی۔

ان دونوں کی آوازوں نے ماحول میں ارتاش پیدا کرنا بند کیا تو وہاں خاموشیاں گنگنانے لگیں، باہر گرتی برف اور عادل کی محبت برساتی نگاہوں نے حورب کے وجود میں سنسنی سی دوڑا دی تھی، اس کا دل اتنی شدت سے دھڑکنے لگا کہ عادل کو وہ آواز صاف سنائی دینے لگی۔

"اتنا ڈر کیوں رہی ہیں یار؟ مونسٹر نہیں ہوں میں آپ کا عادی ہوں، جسٹ ریلیکس" حورب کے چہرے کی اڑتی ہوائیاں عادل کو مسکرانے پر مجبور کر گئیں۔

"ہ۔۔۔ ہمیں ڈر لگ رہا ہے عادی" اس نے آہستہ سے سر جھکائے اپنی حالت بیان کی تو عادل کا دل بے ایمان ہونے لگا۔

"آج تو مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے عادی کی جان" عادل بہکے لب و لہجے میں بولا تو حورب چونکی۔

"آپ کو کس سے ڈر لگ رہا ہے؟" اپنی حالت بھولتی وہ اس کی بات پر حیرت زدہ ہوئی تھی۔

"آپ سے" پوری سچائی سے کہا۔

"کیوں؟" دوسری طرف معصومیت ہی معصومیت تھی۔

"حسن، معصومیت، سادگی اور عشق جب یکجا کر دیئے جائیں تو عاشقِ ناتواں کو خوف تو آئے گا ناں؟ اس موسم میں دلِ ناداں کوئی گستاخی کیے بنا کیسے مانے گا" اس کی نگاہیں اس سرد موسم میں بھی حورب کے چہرے سے بھاپ نکال رہی تھیں۔

اس کے جواب کو سمجھتی حورب شرم سے سرخ پڑتی اسی کے سینے میں چہرہ چھپا گئی، آج تک اس نے مردوں کی ہر قسم کی نگاہوں کا سامنا کیا تھا مگر اس وقت جو احساس، جو محبت، عقیدت اور احترام مقابل کھڑے مرد کی آنکھوں میں تھا وہ اسے پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"یو مینز ایوری تھنگ ٹو می حورب عادل جمال، یو آر مائی لو، مائی پیشن، مائی پیس آئی لو یو فرام دا بگننگ اینڈ ول کیپ لو ننگ یو ٹل دا اینڈ (آپ میرے لیے سب کچھ ہیں حورب عادل جمال، آپ میری محبت، میرا جنون اور میرا سکون ہیں، میں ازل سے آپ سے محبت کرتا ہوں اور ابد تک یونہی آپ سے محبت کرتا رہوں گا)" اسے خود میں بینچے عادل شدت سے بولا تو حورب پُر سکون سی ہوتی مسکرا دی۔

"آئی لو یو ٹو عادی، لو یو سو مچ" اپنی بازو اس کے گرد باندھتے خود کو اس کی تحویل میں دے دیا تھا، تا عمر کے لیے۔ عادل اسے بانہوں میں بھرتا اندر کی طرف بڑھ گیا، ان کے بیچ کی دوریاں ہمیشہ کے لیے ختم ہونے کو تھیں۔ عادل جمال کو اس کے لمبے صبر کا عظیم اجر ملنے کو تھا۔

سانس لینے سے سانس دینے تک

جتنے لمحے ہیں سب تمہارے ہیں

@@@@@@@

"محترمہ اک نظرِ عنایت یہاں بھی کر دیں" آج فائنلی اسامہ کو چھٹیاں مل گئی تھیں اور وہ دونوں کو ئٹہ کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ پہلے سومیہ نے خود ہی اس کی چوٹ کے باعث جانے کی ضد نہیں کی تھی مگر اب وہ پوری طرح صحت یاب ہو چکا تھا تو وہ بھی خوشی سے چہک رہی تھی جبکہ اپنی خوشی میں وہ بیچارے اسامہ کو نظر انداز کر رہی تھی۔

"مجھے پیکنگ کرنے دیں اسامہ صبح پھر ہمیں نکلنا بھی ہے" سومیہ نے ہری جھنڈی دیکھائی تو اسامہ بیچارہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

انہیں جو ناز ہے خود پہ

نہیں وہ بے وجہ محسن

کہ جس کو ہم نے چاہا ہو

وہ خود کو عام کیوں سمجھے

اسامہ بیڈ پر سے اٹھتا اس کی طرف بڑھا جو بیگ میں کپڑے رکھ رہی تھی۔ اسامہ کا شکوہ سنتی وہ بے ساختہ مسکراہٹ دبا گئی۔

"اسامہ کیا کر رہے ہو چوٹ دکھ جائے گی" اسامہ نے اس کی مسکراہٹ دیکھتے بازو کھینچ کر اپنے حصار میں لیا جب اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے سومیہ بے ساختہ بولی۔

"جانم میرا زخم بھرے عرصہ گزر گیا ہے آپ جو یہ زخم کا بہانا بناتے اتنے دنوں سے مجھے ہجر کی سولی پر لٹکائے ہوئے ہیں ناں بعض آجائیں" اسامہ نے اسے گھورا جب سومیہ سر جھکا گئی۔

"آپ جانتی ہیں ناں سومی یہ لمحہ کتنی اذیتوں کے بعد نصیب ہوا ہے ہمیں؟" اسامہ کے سوال پر ایک لمحے کو سومیہ کی نگاہیں درد میں اٹی تھیں۔

"ہمیں اس رب نے تب ملوایا جب ہم ایک دوسرے کو کھونے کا یقین کر بیٹھے تھے" سومیہ کو وہ وقت یاد آیا جب وہ اس کے لیے ممنوع قرار دی جا چکی تھی۔

"میں پھر بھی اس پاک پروردگار کا شکر گزار ہوں جس نے آزمانے کے بعد ہی سہی ہمیں ہماری چاہت سے نواز دیا" اسامہ اس کا چہرہ اٹھاتے بولا۔

"شش، سومی میں نے یہ سب اس لیے نہیں کہا کہ آپ رونے لگیں میں تو کہہ رہا تھا اللہ کی دی نعمت کی قدر کریں اور تھوڑا ترس کھالیں اپنے شوہرِ مسکین پر" اسامہ اسے روتے دیکھا ماحول کی اداسی ختم کرنے کو بولا۔

"شوہرِ مسکین؟ وہ کیا ہوتا ہے؟" سومیہ اس کے لفظ پر بے ساختہ ہنس دی۔

"مجھ جیسے شوہر جن کی بیویاں انہیں منہ نہیں لگاتیں انہیں شوہرِ مسکین ہی کہا جاتا ہے" منہ بسور کر کہا جبکہ سومیہ بامشکل اپنی ہنسی دبا سکی۔

"یہ سراسر الزام ہے ویسے شوہرِ مسکین صاحب کیونکہ آپ صبح شام اپنی بیوی کو منہ لگاتے ہیں" سومیہ نے اس کی وقتاً فوقتاً کی گئی گستاخیوں پر چوٹ کی۔

"ہاں تو بدلے میں بیوی صاحبہ جو احتجاجاً میرے چار لگاتیں تھیں وہ کیا تھا؟" اسامہ بھی حساب کتاب پر اترا تھا۔

"ہاں تو جب بے وقت رومینس سوجھے گا تو تھپڑ تو پڑیں گے ہی" سومیہ نے مسکراہٹ دباتے ساری غلطی اس پر ڈالنی چاہی۔

"اب سہی وقت پر رومینس کی کوشش کر رہا ہوں تب آپ کونسا گرین سگنل دے رہی ہیں، یار سوچ لیں کچھ میرے بارے میں بھی" اسامہ نے بچوں کی طرح منہ بسورا۔

"میں کچھ نہیں بولوں گی تو کیا سمجھو گے تم؟" سومیہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا۔

"خاموشی ویسے رضامندی کی علامت ہوتی ہے مگر میں نے کہیں پڑھا تھا کہ خاموشی کا ایک مطلب اظہارِ ناپسندیدگی بھی ہوتا ہے" اسامہ نے فلسفہ جھاڑا۔

"زیادہ اوور ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہم نے یہ ڈائیلاگ بہاروں کے سنگ سنگ ناول میں پڑھا تھا، نام کیا اسامہ ہے خود کو اسامہ ملک سمجھ رہے ہو" سومیہ نے منہ بسور کر کہا تو وہ قہقہ لگا گیا۔

"یار ویسے وہ وقت بھی کتنا حسین تھا ناں جب ہم مل کر ناولز پڑھا کرتے تھے، اسامہ ملک کرش تھا آپ کا اور تب پہلی بار مجھے اپنے نام اسامہ سے محبت ہوئی تھی" اسامہ شرارت کے سنگ بولا تو وہ بھی ہنس دی۔

"بچپن سچ میں حسین تھا وہ بے فکری نا جانے کہاں کھو گئی" سومیہ ہلکی سی اداسی کے سنگ بولی۔

"ایک تو آپ جو بات بات پر شمیم آراء بن جاتی ہیں ناں اس سے بڑا تنگ ہوں میں، میرا معاملہ پھر درمیان میں لٹکا دیا آپ نے" اسامہ اس کی اداسی دیکھتا منہ بنا کر بولا۔

"خاموش ہوں میں اب اس خاموشی کو جو سمجھ سکتے ہو سمجھ لو" سومیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تو اسامہ یک ٹک اس کی حسین آنکھوں میں ڈوب گیا۔

"آپ کی خاموشی اور ان آنکھوں کو پڑھنے جا رہا ہوں میں، اب جو ہو گا اس پر بعد میں شکوہ مت کیجئیے گا" جھک کر اس کی آنکھوں کو چومتے کہا تو وہ سر جھکا گئی۔

"آہاں، آج آپ کو اجازت نہیں ہے مجھ پر سے نظریں ہٹانے کی" ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ اٹھاتے کہا۔

"پلیز اسامہ" شرم سے لرزتی پلکوں کو جھکائے اس نے بچ نکلنا چاہا۔

"اسامہ کی جان، آپ اجازت دے چکی ہیں مجھے" اسامہ نے گھمبیر لہجے میں کہتے اس کی جانب پیش رفت کی تو وہ بھی ہر فرار اور گریز رد کرتے اس کے وجود کا حصہ بن گئی۔

@@@@@@@@

چار سال بعد۔۔۔

"یار علیزے اس میں اتنا شور مچانے والی کونسی بات ہے؟ انس اچھا خاصا سوبر بن چکا ہے اب تو تم سے لڑتا بھی نہیں "علیزے کی روہانسی شکل دیکھ کر نایاب اسے ڈپٹے بناناں رہ سکی۔

"اس منحوس وائرس کو محبت جو ہو گئی تھی مجھ سے تو لڑتا کیسے؟ ساری زندگی مجھے بھینس بھینس کہتا رہا ہے اور اب اسی بھینس کے لیے رشتہ بھیج دیا "علیزے نے اپنا دکھڑا سنایا۔

"دراصل اب تم بھینس رہی نہیں ناں اور کچھ یہ کمبخت دل بھی بے ایمان ہو گیا تھا" انس نے موقع واردات پر اینٹری ماری۔

"تم اپنی شکل گم کر لو ڈیش انسان، کس سے پوچھ کے رشتہ بھیجا ہے تم نے؟"علیزے اسے دیکھتے پھاڑ کھانے کو دوڑی۔

"اپنے دل سے پوچھ کر"انس شرارت سے بولا جس پر نایاب مسکراہٹ دبا گئی۔

"تمہارے دل کی تو میں۔۔۔"علیزے کا بس نہیں چل رہا تھا کوئی چیز ہاتھ میں ہو جو وہ اس کے سر میں مار سکے۔

"یار علیزے تمہیں اس رشتے سے اصل مسئلہ کیا ہے وہ بولو؟"نایاب انہیں لڑنے مرنے سے بچانے کو جلدی سے درمیان میں کودی۔

"یہ بندہ ساری زندگی مجھ سے لڑے گا"علیزے نے انس کی سمت اشارہ کرتے منہ بسور کر کہا۔

"ناں لڑنے کا وعدہ نہیں کرتا مگر پرامس کرتا ہوں جتنا لڑوں گا اس سے زیادہ پیار بھی کروں گا" انس شرارت سے بولا جس پر علیزے جھنپ گئی۔

"بکواس مت کرو" یہ سچ تھا کہ اس عرصے میں اسے انس کی بدلتی کیفیت محسوس ہو گئی تھیں اور پھر کچھ عرصہ پہلے اس کے باقائدہ اظہار کرنے پر اسے یقین بھی آ گیا تھا مگر اس نے خود کبھی ایسا نہیں سوچا تھا۔

"مگر مجھے تم سے محبت نہیں ہے" علیزے نے صاف جواب دیا۔

"تو کوئی نہیں یار، شادی کے بعد محبت کر لینا، میں تمہیں پورا چانس دوں گا خود سے محبت کرنے کا" انس اس بار سنجیدہ ہوا مگر زیادہ دیر سنجیدہ رہ ناں سکا۔

"ہاں یار، محبت تو نکاح کے بعد بھی ہو جاتی ہے" نایاب بھی انس کی حمائتی تھی۔

"اب بتاؤ بھی کیا جواب ہے تمہارا" انس نے اس کے چہرے پر نیم رضامندی دیکھتے بے تابی سے پوچھا۔

"اپنی اماں سے پوچھ لینا" اسکے لہجے کا اقرار بھانپتے وہ دونوں مسکرا دیئے۔

"یاہو۔۔۔" انس نے خوشی سے نعرہ لگایا جس پر نایاب بھی ہنس دی

"نایاب آپ فری ہو تو کیا ہم چلیں؟" ذوہان اپنے کاموں سے فارغ ہوتے ہوسپٹل کے سٹاف روم کی طرف آیا جہاں نایاب علیزے اور انس کو دیکھ کر چونکا۔

"جی چلیں، میں جا رہی ہوں اب تم دونوں دوبارہ مت لڑنا، میں اب تم دونوں سے تمہارے نکاح پر ملوں گی" نایاب نے جاتے جاتے ہدایت کی تو وہ دونوں مسکرا کر سر ہلا گئے۔

وہ تینوں ذوہان کے ہی ہوسپٹل میں انٹرن شپ کر رہے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی دوستی گہری ہوتی گئی تھی اور اب تو پورا ہوسپٹل ان کی دوستی کا گواہ بن چکا تھا۔

@@@@@@@@

"سومی کہاں ہیں یارا آپ؟" اسامہ گھر لوٹا تو سارے گھر میں خاموشی پا کر خاصی حیرت ہوئی کیونکہ یہاں ایسا ہونا خاصا مشکل کام تھا۔

"سو۔۔۔ہاہاہاہا یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ کمرے میں آیا تو اپنے سپوتوں کے کارنامے دیکھ کر قہقہہ لگائے بناناں رہ سکا۔

"شرم کر لو اسامہ، بجائے انہیں الٹے کام سے روکنے کے کھڑے ہنس رہے ہو؟ ہمیں کوئٹہ کے لیے دیر ہو رہی ہے ان دونوں نے مزید کام بڑھا دیا" سومیہ جو فریش ہو کر نکلی تھی اپنے بیٹوں کے کام دیکھ کر روہانسی ہوئی۔

اس نے مشال کے لیے ڈھیر ساری چوکلیٹس منگوائی تھیں اور اب سامان میں رکھنے کے لیے بیڈ پر چھوڑ دیں جو اس کے نمونوں کے ہاتھ لگ گئی۔

انہوں نے چوکلیٹس سے ناں صرف اپنے نئے کپڑے جوتے خراب کیے تھے بلکہ ساری بیڈ شیٹ کا بھی بیڑھ غرق کر دیا تھا۔ سومیہ اور اسامہ نے مل کر دوبارہ انہیں تیار کیا اور خود بھی تیار ہوتے کوئٹہ کے لیے نکلے۔

"سومی کل شعیب کی کال آئی تھی" وہ دونوں شیطان سوئے تو ان دونوں کو سکون ملا، اسامہ نے یاد آنے پر سومیہ کو پکارا۔

"خیریت تھی؟" شعیب اکثر ان دونوں سے ملتا تھا اگر کہا جاتا کہ اسامہ اور شعیب میں اچھی دوستی ہو چکی تھی تو غلط ناں ہوتا۔

"شادی کر رہا ہے وہ سو ہمیں انوائیٹ کرنے کے لیے کال کی تھی" اسامہ نے گئیر بدلتے اسے بتایا۔

"سچ میں؟شعیب شادی کر رہے ہیں؟یا اللہ تیرا شکر ورنہ میں تو ان کے بارے میں سوچ کر عجیب شرمندگی میں گھر جاتی تھی" سومیہ کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

"سہی بات ہے، انہوں نے ہمارے لیے جو کیا اس کے بعد وہ بھی بہترین خوشی ڈیزرو کرتے ہیں" اسامہ صدق دل سے بولا تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"اس نے ہم دونوں کے آنے پر بہت اسرار کیا ہے" اسامہ اس کی محبت یاد کرتے بولا۔

"آفکورس ہم ضرور جائیں گے، آپ کا دوبارہ رابطہ ہو تو کہیے گا ہم ان کی خوشی میں شرکت ضرور کریں گے" سومیہ مسکرا کر بولی وہ بھی مسکرا دیا۔

"اگر شعیب جیسی سوچ ہر انسان کی ہو جائے تو مجھ جیسوں کا دل کبھی نہیں ٹوٹے گا" اسامہ اس کی انگلیوں میں انگلیاں الجھائے اس کا ہاتھ تھامے لبوں سے لگا گیا۔

"بلکل مگر ایسے دل والے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے، اللہ ایسا خوبصورت دل کسی کسی کو دیتا ہے" سومیہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے بولی۔

"میرے بارے میں کیا خیال ہے محترمہ؟" اسامہ نے شرارت سے پوچھا۔

"آپ تو ون اینڈ او نلی پیس ہیں" سومیہ نے ہنس کر کہا تو اسامہ نے اسے گھورا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟"

"آپ میرے دی ون ہیں ناں، مائی دی ون اینڈ او نلی" اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے محبت پاش لہجے میں کہا تو وہ دلکشی سے ہنس کر اسے کے کندھے کے گرد حصار بنا گیا۔

سومیہ نے اس کے کندھے پر سر ٹکایا جب اسامہ اس کے سر پر لب رکھ گیا۔ آج اگر وہ ایک ساتھ تھے تو اس میں اللہ کے کرم کے بعد سب سے اہم کردار شعیب کا تھا سو وہ دونوں ہی اس کے بے انتہا مشکور تھے۔ وہیں دوسری طرف شعیب کو بھی اس کی قربانی کا اجر ملنے جا رہا تھا۔ یہ وہ مرہم تھا جو اللہ نے اس کے لیے چنا تھا۔

@@@@@@@@@@

"مشال کہاں جا رہی ہو بے بی؟" مشال کو خوبصورت سے بے بی فراک میں کمرے سے باہر بھاگتے دیکھ حورب نے حیرت سے پوچھا۔

"مما جوہان ماموں اور ناب پھپھو آئے ہیں ہم ان تے پاس جا رے ہیں" بڑی بڑی گول آنکھوں اور پھولے گالوں والی مشال حورب اور عادل کی تین سالہ بیٹی تھی جو پوری خان حویلی کی جان تھی۔

"ذوہان لالہ آ گئے؟ آؤ جلدی سے چلیں" ذوہان کا نام سنتے حورب بھی خوشی سے پھولی تھی۔

ذوہان نے ان چار سالوں میں حورب کو سگے بھائی سے زیادہ محبت دی تھی، وہ ذوہان اور اسامہ کی بے انتہا لاڈلی تھی، مشال سے زیادہ تو حورب کے لاڈ اٹھائے جاتے تھے۔

"ارے بھئی یہ میری دونوں پرنسیز اتنی خوش کیوں ہیں؟" پولیس یونیفارم میں ملبوس عادل کمرے میں داخل ہوا تو ان دونوں کو پُرجوش دیکھ کر چونکا۔

"رات کی پارٹی کے لیے ذوہان لالہ اور نایاب آ گئے ہیں، اسامہ لالہ اور سومی آپی بھی آتے ہی ہوں گے" حورب نے خوشی سے بتایا تو عادل ہنس دیا۔ آج ان کی اینی ورسری تھی جس پر حویلی میں شاندار پارٹی رکھی گئی تھی۔

"یار بیگم یہ آپ اپنے بھائیوں کے ملتے ہی ہر بار مجھے بھول کیوں جاتی ہیں؟" عادل نے شکوہ کیا جبکہ حورب نفی میں سر ہلا گئی۔

"آپ سے زیادہ کسی کو یاد نہیں رکھا ہم نے، ہم تو خود کو بھول جاتے ہیں آپ کے پیچھے، ابھی بھی آپ شکوہ کر رہے ہیں؟" حورب نے آنکھیں بڑی کیے یاد دلایا۔

"کیا کروں زندگی آپ کے وقت اور توجہ پر سب سے زیادہ حق عادل جمال کا ہے اور آپ جانتی ہیں اپنے حق کے معاملے میں میں کوئی کمپرومائز نہیں کرتا" عادل اس کے قریب آتے بولا، مشال جلد از جلد اپنا ہاتھ چھڑائے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

"ہاں مگر آپ کو اپنا وقت اپنے ان کارناموں کے ساتھ بانٹنا پڑ رہا ہے" اس نے مشال اور اپنے وجود کی سمت اشارہ کیا جہاں ایک بار پھر عادل جمال کی محبت سانس لے رہی تھی۔

"یہ تو میرے وجود کے ٹکڑے ہیں، میرے جگر گوشے، رائٹ سویٹ ہارٹ" عادل نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے چھوٹی سی مشال کے ماتھے کو چوما پھر حورب کے وجود میں سانس لیتی اپنی نشانی کو محبت سے چھوا۔

"لائٹ بابا" مشال کو سمجھ کچھ نہیں آیا تھا مگر بابا کی جان نے بابا کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری سمجھا تھا۔

"دیٹس لائک مائی گرل" اس کے بال سہلاتے محبت سے کہا۔

"چلیں ناں عادی، ذوہان لالہ انتظار کر رہے ہوں گے" حورب نے بے چینی سے کہا تو عادل مسکرا دیا۔

"چلیں مسز، لالہ کا تو پتا نہیں لالہ کی بہن ضرور بے تاب ہو رہی ہیں" عادل اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کیے اسے لیے باہر کی سمت بڑھ گیا۔

"السلام علیکم لالہ" اس نے قریب آ کر سلام کیا تو ذوہان نے مڑ کر اسے دیکھا۔

وہ ان چار سالوں میں مزید گریس فل ہو گیا تھا۔ ہوسپٹل کے ڈائریکٹر کی پوسٹ اسے دی گئی تھی جس پر وہ بڑی محبت سے کام کر رہا تھا تو وہیں اس کی بٹر کپ بھی ہاؤس جاب کے آخری دنوں میں تھی۔

وہ ایک کامیاب گائناکالوجسٹ بن چکی تھی، اپنی ہاؤس جاب کے درمیان ہی اسے بہترین انٹرن کا خطاب دیا جا چکا تھا۔ ذوہان اپنی بٹر کپ کی کامیابی پر اس سے زیادہ خوش اور پُر جوش تھا۔

"وعلیکم السلام لالہ کا بچہ، کیسی ہیں آپ؟" اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ذوہان نے جھک کر مشال کو اٹھایا۔

"میں بلکل ٹھیک، آپ سنائیں، نایاب کیسی ہو تم؟" حورب چہک کر بولتی نایاب کے گلے لگی جو محبت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"بلکل ٹھیک ہوں، اپنا خیال رکھ رہی ہو ناں تم حورب؟ میں چیک اپ کروں گی لاسٹ ٹائم والی شکایت ہوئی مجھے تو تمہاری خیر نہیں" نایاب نے اسے خود سے لگائے دھمکی دی۔ مشال کے ٹائم اس کے ڈھنگ

سے ناں کھانے پینے کے باعث ڈیلیوری میں بہت مشکلات پیش آئی تھیں، تب نایاب نے پریکٹیس کے طور پر اس کا کیس دیکھا تھا۔

"اپنی ڈاکٹری بعد میں جھاڑ لینا ڈاکٹر صاحبہ پہلے بیٹھ کر دو چار باتیں تو کر لو" حورب نے ہنس کر چھیڑا تو وہ مسکرا دی۔

"السلام علیکم ایوری ون" اسامہ کی چہکتی آواز پر وہ سب مسکرا دیئے۔

"آیئے جناب لیٹ لطیف صاحب، ہم دونوں ہوسپٹل سے ساتھ نکلے تھے اور تم اب پہنچ رہے ہو؟" ذوہان نے اسے چھیڑا۔

"بھائی تیرے پاس میرے جیسی دو مصیبتیں نہیں ہیں ناں تب ہی، انہوں نے میری معصوم بیوی کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے" اسامہ نے گود میں موجود میر اور ساتھ کھڑے ذمائر کی طرف اشارہ کیا۔

ذمائر تین جبکہ میر ڈیڑھ سال کا تھا اور دونوں انتہا کے شرارتی تھے۔میر صاحب کو وہ ہر کام کرنا ہوتا تھا جو ذمائر کر رہا ہوتا تھا چاہے اس سے وہ کام ہو یا ناں ہو۔

"شرم کرو میرے بیٹوں کو مصیبت کہہ رہے ہو" سومیہ نے اس کے کندھے پر چت لگائی۔

"واہ یہ اچھا ہے میں آپ کے حق میں بولوں اور آپ ان نمونوں کے پیچھے مجھے ہی باتیں سنا رہی ہیں؟" اسامہ نے شکوہ کیا۔

"اسامہ، سومی ماں باپ بن گئے ہو اب تو اپنی حرکتوں سے بعض آجاؤ" جمال صاحب کی آواز پر وہ دونوں سیدھے ہوئے۔

"تایا جان آپ دیکھ رہے ہیں ناں آپ کی بیٹی مجھ پر تشدد کر رہی ہیں" اسامہ نے جمال صاحب کو اپنا حمائتی بنانا چاہا۔

"کم تم بھی نہیں ہو اسامہ خان، اولاد کو مصیبت کون کہتا ہے؟" کمال خان نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"خاموش رہنا ہی میرے حق میں بہتر ہے ورنہ آج میری ذلالت ہو جانی ہے" اسامہ خود سے بڑبڑایا مگر اس کی بڑبڑاہٹ اتنی بلند ضرور تھی کہ سب نے سنی تب ہی سب کی ہنسی سے محفل زعفران بنی تھی۔ خوشیاں دیر سے آئی تھیں مگر اب ان کی زندگی کا مستقل حصہ بن چکی تھیں۔

@@@@@@@@@@

بے خود کیے دیتے ہیں اندازِ حجابانہ

آ دل میں تجھے رکھ لوں اے جلوہِ جاناناں

نایاب نے فنگشن کے لیے بلیک ساڑھی زیب تن کی تھی جو خالصتاً ذوہان کی پسند تھی خود ذوہان بلیک ٹیکسیڈو میں دلکشی کی انتہا پر تھا۔نایاب ساڑھی پہنے تیار ہو کر ڈریسینگ روم سے نکلی جب ذوہان کی اس پر نظر پڑتے وہ بے ساختہ بڑبڑایا۔

"میں ٹھیک لگ رہی ہوں ناں ذو؟"اس نے پہلی بار ساڑھی پہنی تھی سو وہ خاصی نروس لگ رہی تھی جبکہ ذوہان تو اس کے روپ پر ہی فدا ہوا تھا۔

"آپ ٹھیک نہیں غضب لگ رہی ہیں ذو کی جان،میرا دل چاہ رہا ہے آپ کو اپنے دل میں چھپا کر رکھ لوں"ذوہان اس کے قریب آتے اس کی کمر کے گرد حصار باندھتے خود سے لگا گیا۔

"ذ۔۔۔ذو چلیں ناں نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے"نایاب نے اس کی نگاہوں کے تقاضوں سے بچنا چاہا۔

"مجھے لگتا ہے میرے ضبط اور آپ کے انتظار کو ختم کر دینا چاہیے ہمیں" ذوہان جھک کر اس کے کان میں بولا تو نایاب کی پلکیں لرزیں۔

"م۔۔۔ مطلب "سب سمجھ کر بھی وہ خوش فہم نہیں ہونا چاہتی تھی تب ہی اس کے منہ سے سننا چاہا۔ ذوہان اپنی ضد کا پکا ثابت ہوا تھا۔ نایاب اس عرصے میں کئی بار اس کے قرب کی خواہش مند ہوئی تھی اور وہ خود بھی اسے اپنا بنانے کو بے تاب تھا مگر وہ اس کی اتنی مشکل پڑھائی کے بیچ اسے ڈسٹرب کرنے سے خوفزدہ رہا تب ہی کوئی پیش قدمی ناں کی۔

"مطلب یہ مسز ذوہان یوسف کے اب آپ کو آفیشلی مسز ذوہان یوسف بنانے کا وقت ہو چکا ہے" جھک کر اس کے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو چھوتے سنجیدگی سے کہا جس پر نایاب کی پلکیں لرزیں تھیں۔

باقی کا سارا وقت بھی وہ کسی اور چیز پر دھیان ناں دے سکی، ذوہان کی بے خود نگاہیں اسے اپنے گرد حصار کی مانند محسوس ہوتیں رہیں۔

اتنی محبت کرونا میں ڈوب ناجاؤں کہیں

واپس کنارے پہ آنا میں بھول ناجاؤں کہیں

دیکھا جب سے ہے چہرہ تیرا

میں تو ہفتوں سے سویا نہیں

بول دوناں زرا دل میں جو ہے چھپا

میں کسی سے کہوں گا نہیں

بیک گراؤنڈ میں میوزک چلا تو عادل حورب کا، اسامہ سومیہ اور ذوہان نایاب کا ہاتھ تھامے درمیان میں آئے، انہوں نے پارٹی میں فیملی میمبرز کے سوا کسی کو نہیں بلایا تھا۔

ذوہان نایاب کو کمر سے تھامے خود سے لگائے دھیرے دھیرے حرکت کر رہا تھا، اس کی نظریں نایاب کے چہرے پر جمی تھیں جبکہ نایاب ان نظروں کی تپش پر اپنا وجود جلتا محسوس کر رہی تھی۔

"ایسے مت دیکھیں ذو، مجھے کچھ ہو جائے گا" نایاب اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے اس کے کندھے پر سر رکھتے بڑبڑائی۔

"آپ ہی کو تو ایسے دیکھنا جچتا ہے ان آنکھوں پر، آپ کو نہیں دیکھوں گا تو کیا بچے گا میرے دیکھنے کے لیے؟" ذوہان جھک کر اس کے کان کے قریب بولا۔

"میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے ذو" نایاب اپنی ٹانگوں کو بے جان ہوتا محسوس کرتی بولی تب ہی ذوہان اسے حصار میں لیے ہی اوپر روم کی طرف بڑھ گیا۔

اندھیرے میں کسی نے خاص محسوس نہیں کیا تھا اگر کیا بھی تھا تو ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا، ذوہان اسے لیے اپنے مخصوص کمرے میں آیا۔

"کیوں خوفزدہ ہو رہی ہیں بڑ کپ؟ کیا آپ یہ سب نہیں چاہتیں؟" ذوہان ہمیشہ سے اپنی بڑ کپ کے معاملے میں حساس رہا تھا تو اب اس کی مرضی کے خلاف کیسے کچھ کر سکتا تھا۔

"ایسا نہیں ہے ذو۔۔۔بس پتا نہیں" وہ خود اس کی یہ خاص محبت، وہ خاص مقام چاہتی تھی، وہ ذوہان یوسف کے سب سے قریب ہونا چاہتی تھی۔

"سب کچھ بھول کر خود کو میرے حوالے کر دیں میری جان، آپ کے ذو اپنی بڑ کپ کا ہر خوف، ہر احساس سمجھ جائیں گے۔ میں اتنی نرمی سے آپ کو خود میں سمیٹ لوں گا کہ آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا" ذوہان نے اسے سنبھالنا چاہا۔

"جانتی ہوں ذو، ذوہان یوسف نایاب یوسف کے لیے ہمیشہ سے ہی موم کی طرح نرم رہے ہیں، آپ کو مجھے یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی ہونا نایاب یوسف کی خوش بختی ہو گی" نایاب محبت سے کہتی اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر اٹھتی اس کی گال کو چوم گئی۔

ذوہان اس کے یقین پر مسکراتا اسے اپنے حصارِ محبت میں قید کر گیا، آج ان کے درمیان کوئی حجاب نہیں تھا، وہ دونوں ہر پردے کو چاک کرتے ایک دوسرے کی روح میں حلول کر چکے تھے۔ ذوہان یوسف کی محبت امر ہو چکی تھی۔

@@@@@@@@@

تمت بالخیر۔۔۔

السلام علیکم!

ہمارے پلیٹ فارم سے شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنفہ/مصنف کے نام سے محفوظ ہیں. بغیر اجازت کوئی دوسرا ادارہ یا فردان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ مصنفہ/مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا. نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد/بلاگ/ویب سائٹ کو در پیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہو گا.

نوٹ:

ہم اپنی ویب سائٹ اردو ناولز حب کے لیے لکھاریوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول/ناولٹ/افسانہ/کالم/آرٹیکل/شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں.

Email Address

urdunovelhubofficial@gmail.com

Whatsapp No. 0309-9329768

Facebook Group: Urdu Novels Hub

Facebook Page:

https://www.facebook.com/Urdu-Novels-Hub-109291934764260/

ان شاء اللہ آپکی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی.

مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں.

شکریہ

انتظامیہ اردو ناولز حب

#We-4

URDU NOVELS HUB